بسم اللہ الرحمن الرحیم

مضامین

سیرتِ صدیقِ اکبرؓ

افضل الخلفاء، الرضی عن الخطاء، مہدیٔ المعبود، المصدقین، امین نشین، موعود، غنا شبل، نائبِ الٰہی، مبارک

سیدنا، محفوظ تابعِ تام، موعود، محب، امیر حاکم، سندِ جا مہدی، متبوع من بلند

حضرت سید محمود ثانیِ المہدی سلام اللہ علیہ

مرتب

سید عطن شہاب مہدوی

(c) جملہ حقوق بحق سیرت کمیٹی صدیق اکبرؓ حضرت سید محمود ثانی مہدی سلام اللہ علیہ

ناشر	:	سیرت کمیٹی صدیق اکبرؓ
مرتب	:	سید عطن شہاب مہدوی، ناظم سیرت کمیٹی، صدیق اکبرؓ
سن اشاعت	:	جنوری ۲۰۰۷ء
سرورق	:	سید موسیٰ یداللہی، ایم۔اے (عثمانیہ)
اردو کمپوزنگ	:	SAN کمپیوٹر سنٹر، چنچل گوڑہ
انگریزی کمپوزنگ	:	SAKY کمپیوٹرس، ملک پیٹ
طباعت	:	دائرہ آفسیٹ پرنٹرز، چھتہ بازار، حیدرآباد
کتاب ملنے کا پتہ	:	پیرزادہ محمود شہاب الدین کاشف سید
		16-3-548/1، متصل مسجد حضرت مولوی صاحبؒ
		چنچل گوڑہ، حیدرآباد 500 024

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِظہــــارتشــکر

مفکرین واہل قلم حضرات نے سیرتِ اطہر صدیق اکبر پر خامہ فرسائی کی ہے۔اس سلسلہ میں ملت کے (۱۴۰) افراد کو فراہمی مضامین کے لیے متوجہ کیا گیا۔ابتدائی تحریک پر ہی ہمیں (۲۵) مضامین حاصل ہوئے۔

انہیں مضامین میں سے (۱۲) مضامین کو اشاعتِ اول کے لیے منتخب کیا گیا۔فراہمیِ مضامین کے سلسلے میں حضرت سید علی مسعود سجاد دائرہ، سابق ایڈیٹر نور حیات، نائب ایڈیٹر نور ولایت اور ڈاکٹر سید نصرت مہدی ید اللہی نے تعاون فرمایا۔

میڈیا کی جانب داری سے پرے، خلیفۃ اللہ علیہ السلام کی خدمت اقدس میں صدیق اکبرؑ پیدائش سے روانگی کسب سے قبل تک فیضان ولایت سے بہرہ ور ہوتے رہے اور کسب کو خیر باد فرما کر دامان ولایت مآب میں مراجعت ہوئی، تو بشارت ملی کہ ''**پوت پوت ہو کر آرہا ہے**'' اور سب سے اعلیٰ مقام عطا فرمایا کہ ''**بندے کے ادھورے بھائی سید محمودؓ کے پورے**''۔ اس منصب پر کسی صحابیؓ یا کسی خلیفہؓ کی رسائی ممکن نہیں۔

ان مضامین کی اشاعت سے مراد آپ کے اذہان کو تازگی سے آراستہ کرنا ہے۔

مضامین سیرتِ اطہر صدیق اکبر سلام اللہ علیہ کی اشاعت مقدر بن جانے پر بارگاہِ رب العزت میں سجدہ شکر بجالایا۔

سید عطن شہاب مہدوی

خلف وجانشین

فخر العلماء شمس العارفین حضرت میاں سید شہاب الدینؒ

فہرست مضامین

سلسلہ نشان	عنوانِ مضمون	مضمون نگار	صفحہ نمبر
۱۔	حضرت بندگی میاں سید محمود ثانی مہدیؓ	حضرت سید ضیاء اللہ صاحب اسحاق یداللہی	۱
۲۔	چشمۂ فیض ولایت لاکلام، ثانی مہدی میاں محمودؓ ہیں عالی مقام	حضرت سید ابراہیم صاحب اہل بچپڑی	۹
۳۔	میراں سید محمود رضی اللہ عنہ	جناب مولوی سید محمود صاحب یداللہی	۲۰
۴۔	حضرت ثانیٔ مہدیؓ کے عہد میں تبلیغ مہدویت	حضرت مولانا سید محمد صاحب اہل اکیلی	۲۵
۵۔	ثانیٔ مہدی اور نظام دائرہ	حضرت ابوالفتح سید جلال الدین صاحب یداللہی	۳۵
۶۔	ثانیٔ مہدی	کاوش حیدرآبادی صاحب	۴۰
۷۔	حضرت میراں سید محمود ثانیٔ مہدیؓ کا عہد نوجوانی	حضرت محمد نورالدین عربی صاحب	۴۶
۸۔	بندگی میراں سید محمود ثانیٔ مہدیؓ	حضرت سید باقر منظور صاحب	۵۲
۹۔	حضرت بندگی میاں سید محمود ثانیٔ مہدیؓ	محمد بہادر خان صاحب بہادر یار جنگ (قائد ملت)	۶۰
۱۰۔	حضرت میراں سید محمود ثانیٔ مہدیؓ	حضرت ابوالہادی سید محمود صاحب اکیلوی	۶۹
۱۱۔	ثانیٔ مہدی رضی اللہ عنہ	حضرت فقیر سید منور روشن صاحب	۷۷
۱۲۔	خصوصیات سیرتِ ثانیٔ مہدیؓ	حضرت ابوالفتح سید نصرت صاحب تشریف اللہی	۸۶

.13	Khalifa-e-Awwal, Bandagi Mirya, Hazrath Syed Mahmood Sani-e-Mehdi	Hzt. Syed Ziaullah Ishaq Yadullahi	1
.14	Siddiq-e-Akbar, Dilband-e-Pidar Bibi Illahaditi RZ ka Jaya	Hzt. Syed Ibrahim Bichpadi Translated by : Hzt. Syed Ziaullahi Ishaq Yadullahi	16
.15	Hazrath Sani-e-Mehdi	Kavish Hyderabadi Translated by : Abu Tauseef Syed Nusrath	28

از: حضرت مشائخ سید ضیاء اللہ صاحب اسحاق ید اللّٰہی

حضرت بندگی میاں سید محمود ثانی مہدیؑ

سید السادات، منبع البرکات صدیق اکبر ثانی مہدیؑ حضرت سید محمود کی ولادت باسعادت ۸۶۹ھ میں شہر جونپور شریف میں ہوئی۔ آپ حضرت خاتم الاولیاء امر اللہ، مراد اللہ خلیفۃ اللہ سید محمد مہدی موعودؑ کے بڑے صاحب زادے تھے بی بی بڑنجی آپ کی بڑی بہن تھیں اور عمر میں آپ سے دو سال بڑی تھیں۔ حضرت ثانی مہدیؑ کی پیدائش کے وقت آنحضرت میراں سید محمد علیہ السلام کی عمر ۲۲ سال تھی۔ حضرت مہدی موعود نے چالیس سال کی عمر میں شہر جونپور سے ہجرت فرمائی تو حضرت میراں سید محمودؓ کی عمر اٹھارہ سال کی تھی۔

ہجرت کے بعد حضرت مہدی موعودؑ کا پہلا پڑاؤ دانا پور تھا یہاں ایک روز حضرت مہدی موعودؑ کی زوجۂ مطہرہ عفت مآب حضرت بی بی الہدادیؓ نے خواب دیکھا۔ اس خواب میں اللہ کی طرف سے بی بی کو پتہ چلا کہ حضرت سید محمد مہدی موعودؑ ہیں۔ بی بی نے یہ ساری تفصیل حضرت سید محمدؑ کو سنائی حضرت میراں سید محمدؑ نے بی بی کو بتایا کہ انہوں نے جو کچھ دیکھا، اور سنا ہے وہ سب سچ ہے۔ حضرت بی بی الہدادیؓ نے حضرتؑ کے مہدی موعود ہونے کی تصدیق کی۔ خواتین میں آپ پہلی خاتون ہیں جو حضرت سید محمدؑ کے مہدی موعودؑ ہونے کی تصدیق سے مشرف ہوئیں بی بی حضرت کی پہلی بی بی اور چچا زاد بہن تھیں۔

جب یہ گفتگو حضرت مہدی موعودؑ اور بی بی الہدادیؓ کے درمیان ہو رہی تھی تو حضرت میراں سید محمودؓ خیمے کے باہر کھڑے ہوئے تھے۔ ساری باتیں آپ نے سنیں اثر یہ ہوا کہ آپ جذبۂ حق سے سرشار ہو کر گر پڑے۔ حضرت مہدی موعودؑ باہر تشریف لائے فرزند دلبند کو اٹھایا اور اندر لئے گئے۔ ہوش آنے کے بعد آپ نے حضرت سید محمدؑ کے مہدی موعود ہونے کی تصدیق کی۔ اس دن جو تیسرے بزرگ ایمان لائے وہ حضرت شاہ دلاورؓ تھے۔ جو بعد میں حضرت مہدی موعودؑ کے پانچویں خلیفے بنے۔

حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی ۲۳/ سالہ ہجرت کے بڑے حصے میں حضرت میراں سید محمود ثانی مہدیؑ اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ رہے۔ حضرتؓ کی تعلیم و تربیت اپنے باپ کی نگرانی میں ہوئی۔ حضرت مہدی موعودؑ مختلف

مقامات سے ہوتے ہوئے جب چاپانیر پہنچے۔ تو وہاں حضرت بی بی الہدادیؓ کا انتقال ہوا اور وہیں کوہِ ڈونگری کے دامن میں آپ کی تدفین ہوئی اس کے بعد دکن میں گلبرگہ تک کا سفر کرنے کے بعد حضرت مہدی موعودؑ مکہ معظّمہ تشریف لے گئے۔ حج بیت اللہ کا فرض ادا فرمایا۔ اور ۹۰۱ ہجری میں آپ نے اپنے مہدی موعود ہونے کا بر سر عام دعویٰ فرمایا۔ واپسی میں احمد آباد اور بڑلی میں حضرت نے دوسرا اور تیسرا دعویٰ فرمایا۔ یہ تیسرا دعویٰ بڑلی میں، ۹۰۵ھ میں ہوا۔ اس کو دعویٰ موکد بھی کہتے ہیں۔ اس سارے عرصے میں حضرت میراں سید محمودؓ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے ساتھ رہے۔

۹۰۳ھ میں بڑلی میں دعویٰ موکد سے پہلے حضرت مہدی موعودؑ پٹن تشریف لے گئے تھے اور کافی عرصہ وہاں حضرتؑ کا قیام رہا۔ اس قیام کے دوران ایک دن حضرت میراں سید محمودؓ نے اپنے پدر بزرگوار حضرت مہدی موعود سے پوچھا۔

''کوئی شخص ماں کے پیٹ سے فقیر ہے۔ اور کسی نے دنیا چھوڑ کر ترک دنیا کیا ہے ان دونوں کے مرتبے کیسے ہیں''؟ تو حضرت مہدی موعودؑ نے فرمایا ''ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ جس قدر دنیا میں چھوڑا ہے اسی قدر پائے گا۔ دس دنیا میں تو ستّر آخرت میں۔''

اس کے بعد حضرت میراں سید محمودؓ مستعد ہو کر حضرت مہدی موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت مہدیؑ ظہر کی نماز کے لئے وضو فرما رہے تھے۔ حضرت میراں سید محمودؓ نے اجازت طلب کی حضرت مہدی موعودؑ نے فرمایا ''سوار ہو جاؤ جہاں کہیں رہو خدا کے ذکر میں رہو۔ تمہارے لئے خدا کی پناہ ہے۔ خدا پر آسان ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ تم کو ہمارے پاس پہنچائے۔ سلام علیکم'' حضرت میراں سید محمودؓ آبدیدہ وہاں سے سفر پر روانہ ہوئے۔ ایک منزل طے کر کے رات کو ایک مقام پر قیام فرمایا۔ یہاں ایک تاجر میراں سید محمودؓ کے ہمراہ ہو گیا۔ دوسری منزل پر دو اشخاص آ ملے۔ اس طرح جب چاپانیر پہونچے تو حضرت کے ساتھ دس آدمی تھے۔ وہاں آپ نے ایک باغ مں قیام فرمایا۔ اور دو اشخاص کو بادشاہ وقت کے ایک وزیر کبیر سید عثمان کو اطلاع دینے کے لئے بھیجا۔ وہ حضرت مہدی موعودؑ کے تربیت تھے حضرت میراں سید محمود ثانی مہدیؑ نے کہلوایا کہ ہم کو خدا یہاں لایا ہے۔ نوکری کی نیت سے آیا ہوں'' یہ سن کر سید عثمان بہت خوش ہوئے۔ حضرت میراں سید محمودؓ کے قیام کے لئے ضروری سامان گھوڑے اونٹ وغیرہ بھجوائے۔ گجرات کے حکمران وقت سلطان محمود بیگڑہ کو اطلاع دی۔ سلطان نے حضرت میراں سید محمودؓ کو بلا کر ملاقات کی ایک لاکھ تنکے (رائج الوقت سکے) حضرت کی خدمت میں روانہ کئے اور ایک اعلیٰ منصب پر آپ کا تقرر کیا۔ بیرم گاؤں اور سان چوری کی جاگیر حضرت میراں سید محمودؓ کی خدمت میں پیش کی۔

حضرت میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کی پہلی شادی بی بی خوب کلاںؓ سے ہوئی تھی۔ جو حضرتؓ سے بے انتہا محبت کرتی تھیں۔ ان کی اولاد نہیں تھی بی بی کا انتقال ہو گیا۔ اس کے کئی سال بعد حضرتؓ نے سید عثمان کی لڑکی حضرت بی بی کد بانوؓ سے شادی کی۔ ان بی بی سے حضرت کے تین فرزند سید عبدالحیؓ حضرت سید احمدؓ اور حضرت سید یعقوبؓ اور ایک دختر ہیں۔

اس اثناء میں حضرت مہدی موعودؑ سندھ میں ٹھٹھہ کے مقام پر پہنچے جہاں چوراسی طالبانِ خدا نے فاقہ سے رحلت کی اور ان سب کے لئے حضرت مہدی موعودؑ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت موسیٰؑ کے درجات و بشارات دیں۔ حضرت سید سلام اللہؓ نے جو حضرت بی بی الہدادیؓ کے بھائی اور میراں سید محمودؓ کے سگے ماموں تھے حضرت میراں سید محمودؓ کو ایک خط لکھا جس کو دیکھ کر مہدی موعود علیہ السلام ناراض ہوئے اور اس خط کو چاک کروا کر دوسرا خط لکھوایا۔ جس میں میراں سید محمودؓ کی بہت تعریف تھی۔ حضرت مہدی موعودؑ نے فرمایا کہ میراں سید محمودؓ نگر ٹھٹھہ میں ہیں اور بندہ سید محمد چاپانیر میں ہیں۔ تین بار اس بات کو دہرایا اور پھر کہا۔ "بندہ میراں سید محمد مہدی موعودؑ ہے لیکن میراں سید محمود اول میراں ہیں۔" لہذا ایہاں سید سلام اللہ نے حضرت مہدی موعودؑ کی ایما کے مطابق خط لکھ کر چاپانیر بھجوایا۔ حضرت میراں سید محمودؓ نے خط دیکھا تو بڑے پریشان ہوئے اور بہت آہ وزاری کی۔ اسی اثناء میں میراں سید محمود ثانی مہدیؓ نے ایک خواب دیکھا کہ حضرت مہدی موعودؑ اور حضرت رسول کریمؐ نے حضرت میراں سید محمودؓ کو اٹھا کھڑا کیا اور فرمایا "اٹھو" یہ جگہ تمہارے لائق نہیں ہے۔ بیدار ہوئے تو آپؓ دروازے کے پاس کھڑے ہیں۔ لہذا انہوں نے پھر گھر کے اندر نہ جانے کا تہیہ کر لیا۔ اور حضرت بی بی کد بانوؓ کو کہلا بھیجا کہ "تم اپنے باپ سید عثمان کے گھر جا رہی ہو بندہ حضرت مہدی موعودؑ کی خدمت میں جاتا ہے۔" بی بی کد بانو نے کہلایا کہ "میں بھی پاؤں کو چندیاں باندھ کر حضرت کے ساتھ چلتی ہوں اللہ ہمارا مددگار ہے۔"

سفر شروع ہوا رادھن پور پہنچے زادِ راہ ختم ہو گیا اسی اثناء میں حضرت مہدی موعودؑ کے اصحاب کرامؓ جن میں بندگی میاں شاہ نعمتؓ بندگی میاں شاہ خوندمیر صدیق ولایت سید الشہداءؓ بھی شامل تھے۔ رادھن پور آئے حضرت بندگی میاں شاہ خوندمیرؓ کو معلوم ہوا کہ ثانی مہدیؓ کا زادِ راہ ختم ہو گیا ہے اور مجبوراً وہ وہاں ٹھیرے ہوئے ہیں تو وہ سارے فتوح جو بی بی راجے سونؓ نے بھجوائی تھیں حضرت ثانی مہدیؓ کو پیش کیے۔ حضرت ثانی مہدیؓ نے ساری چیزیں اپنے ہی پاس رکھنے اور سفر شروع کرنے کی اجازت فرمائی۔ اس موقع پر جو گفتگو ہوئی اس کے بعض جملے روایات اور نقلیات کے ذریعہ ہم تک پہنچے۔ حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے کہا۔ "میراں جی ہزار مرتبہ خدا کا شکر ہے کہ ہمارا مالک اور اس ملک کا

مالک ہم کو ایسی جگہ دیا۔ ہم کہاں اور مہدی موعودؑ کہاں ہماری مہدی سے ملاقات ہوگئی۔ حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ کی اس گفتگو سے ثانی مہدیؑ بہت خوش ہوئے اس سے ظاہر ہے کہ حضرت بندگی میاں سید الشہداء کے دل میں حضرت ثانی مہدیؑ سے کتنی محبت اور عقیدت تھی۔

اس کے بعد بندگی میاں سید خوندمیر صدیقؓ نے حضرت بی بی کدبانوؓ کے لئے ایک پالکی مقرر کی اور اس میں بی بیؓ کو بٹھایا۔ حضرت ثانی مہدیؑ کے لئے ایک اچھا گھوڑا منتخب کیا۔ اور خود بھی ایک گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اس طرح ثانی مہدیؑ کی خدمت کرتے ہوئے بندگی میاں سید خوندمیرؓ اور ان کا قافلہ ٹھٹھہ پہنچا تو پتہ چلا کہ حضرت مہدی موعودؑ خراسان کی طرف روانہ ہو چکے ہیں یہ خبر سن کر میراں سید محمودؓ کسی قدر رنجیدہ ہوئے۔ اس رنجیدگی کی خبر بندگی میاں سید خوندمیرؓ کو پہنچی تو انہوں نے ثانی مہدیؑ سے فرمایا کہ ''میراں جی ہم حضرت مہدی موعودؑ کی طرف روانہ ہوں گے۔ خدا پر آسان ہے کہ ہم کو سلامتی سے حضرت مہدی موعودؑ کی خدمت میں پہنچائے۔ خدارا رنجیدہ نہ ہوں۔ اگر سفر میں خرچ کی تنگی ہو تو بندہ حاضر ہے۔ بندہ کو بازار میں کھڑا کر کے (فروخت کر کے) خرچ کریں اور حضرت مہدیؑ کی خدمت میں پہنچے'' (پنج فضائل)

منزل بہ منزل سفر طے کرتے ہوئے جب فرہ مبارک کے قریب حضرت ثانی مہدیؑ اور دیگر صحابائے کرامؓ کا قافلہ پہنچ گیا تو پیشگی اطلاع دینے کے لئے میاں شیخ محمد کبیرؓ کو حضرت مہدی موعودؑ کی خدمت میں بھیجا گیا۔ حضرت مہدی موعودؑ اس اطلاع پر بہت خوش ہوئے۔ چین سے بیٹھتے نہ تھے کبھی گھر میں تشریف لاتے اور کبھی دائرے کی پھاٹک تک جاتے۔ بی بی بونجیؓ نے یہ بے قراری دیکھ کر پوچھا کہ ''کیا مہدیؑ کو بھی فرزند کے آنے کی ایسی خوشی ہوتی ہے۔ حضرت مہدیؑ نے فرمایا ''پوت پوت بن کر آتا ہے تو خوشی کیوں نہ ہوگی''۔ میراں سید محمودؓ اور ان کا قافلہ جب حضرت مہدیؑ کے دائرے میں پہنچا تو حضرت مہدیؑ نے آگے بڑھ کر اپنے فرزند ارجمند کا خیر مقدم کیا گلے سے لگایا دونوں اتنا روئے کہ ایک دوسرے کے آنسوؤں سے کندھے بھیگ گئے۔

بعد ازاں میراں سید محمودؓ نے بندگی میاں سید خوندمیرؓ کی محبت اور عقیدت اور خدمت کی بڑی تعریف، حضرت مہدیؑ کے سامنے کی۔ حضرت مہدی موعودؑ نے بندگی میراں سید محمودؓ سے کہا کہ ''میاں سید خوندمیرؓ تمہارے برادر حقیقی ہیں'' بی بی ملکانؓ بی بی کدبانوؓ کو گھر میں لائیں تو مہدی موعودؑ نے ان کے حق میں بشارتیں دیں۔

سیدینؓ (یعنی حضرت ثانی مہدیؑ اور حضرت صدیق ولایت حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ) کی آمد کے بعد

حضرت مہدی موعودؑ کی زندگی چھ مہینے رہی۔ اس دوران مہدی موعودؑ نے ان دونوں کی ایسی تعلیم وتربیت کی کہ دونوں طریقت ومعرفت کے سورج اور چاند بن گئے۔

۹۱۰ھ میں حضرت امام مہدی موعودؑ نے رحلت فرمائی تو میاں سید خوندمیرؓ اور میاں شاہ نعمتؓ نے بڑی کوشش سے میراں سید محمودؓ کو حضرت مہدی موعودؑ کی نماز جنازہ کی امامت کے لئے راضی کیا۔ فرہ اور موضع رچ کے درمیان ایک عیدگاہ میں حضرتؑ کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور حضرت میراں سید محمودؓ نے امامت فرمائی۔ آپ ہی نے اس دن تعزیت کا بیان بھی فرمایا۔

حضرت مہدی موعودؑ کے دسویں کے دن بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے ثانی مہدیؓ کی اجازت سے ہندوستان کا سفر کیا۔ اور موضع سلطان پور میں آ کر قیام فرمایا۔ کئی لوگوں نے حضرت مہدی موعودؑ کی وہاں تصدیق فرمائی۔ طالبانِ خدا بھی جمع ہوگئے۔

حضرت مہدی موعودؑ کی رحلت کے کوئی نو مہینوں بعد حضرت ثانی مہدیؓ بھی اپنے صحابہ کرام کے ساتھ ہندوستان تشریف لائے اور موضع بھیلوٹ میں قیام فرمایا اس وقت حضرت کے دائرے میں کوئی نوسو سویتیں ہوتی تھیں۔ (یعنی کوئی نوسو طالبانِ خدا آپ کے دائرے میں موجود تھے)

حضرت ثانی مہدیؓ کے بھیلوٹ آنے اور وہاں قیام کرنے کی اطلاع ملنے پر بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ اپنے برادروں کے ساتھ بھیلوٹ شریف تشریف لائے۔ اور ثانی مہدیؓ کی صحبت میں رہے۔ اس کے بعد حضرت ثانی مہدیؓ نے حضرت سید الشہداءؓ سے فرمایا کہ آپ اپنے دائرہ میں تشریف لے جائیں۔ کیوں کہ وہاں طالبانِ خدا راہ دیکھ رہے ہوں گے۔

بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے فرمایا کہ بندہ میراں سید محمودؓ کی صحبت میں رہنے کے ارادے سے آیا ہے۔ پھر میں نہیں جاؤں گا'' میراں سید محمودؓ نے فرمایا ''ہماری خوشنودی کرو اور جاؤ'' بڑی کدوکاوش سے حضرت ثانی مہدیؓ نے حضرت بندگی میاں صدیق ولایت سید خوندمیرؓ کو اپنے دائرے جانے پر راضی کیا۔

حضرت ثانی مہدیؓ کی خوشنودی کے لئے حضرت بندگی میاںؓ راضی ہو کر چلے گئے لیکن حضرت میراں سید محمودؓ کی محبت اور عقیدت نے انہیں سلطان پور میں چین لینے نہ دیا۔ آپ کے دل میں یہ خیال آیا کہ پہلی بار میں اکیلا گیا تھا اس لئے شاید حضرت ثانی مہدیؓ نے اپنے ساتھ نہیں رکھا۔ اب اگر میں تمام طالبانِ خدا کے ساتھ جاؤں گا تو اپنے دائرہ میں

رکھ لیں گے۔لہذا چار مہینے بعد اپنے دائرہ کے سارے فقراء کے ساتھ حضرت سید شہید بندگی میراں سید محمودؓ کے دائرہ بھیلوٹ تشریف لائے۔ایک مہینے تک سب بھیلوٹ کے دائرہ میں رہے۔ اس کے بعد میراں سید محمودؓ نے پھر کہا کہ میاں سید خوندمیرؓ تم جدار ہو۔میاں خوندمیرؓ نے کہا کہ ''میں میراں سید محمودؓ کی صحبت میں رہنے کا ارادہ کر کے آیا ہوں''۔

قوم مہدویہ کے نزدیک صحبت کے خاص معنی ہیں کیوں کہ حضرت مہدی موعودؑ نے بحکم خدا صحبت صادقین کو فرض قرار دیا ہے لہذا حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے ارادے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا ارادہ حضرت ثانی مہدیؓ کے ساتھ اوران کی صحبت میں رہنے کا تھا۔یہ حضرت بندگی میاں کے عجز وانکسار اور عالی ظرف کی ایک شاندار مثال ہے۔

پس میراں سید محمودؓ میاں (سید خوندمیرؓ) کا ہاتھ پکڑ کر گوشئہ میں لے گئے اور کہا کہ میں تمہاری بھلائی چاہنے والا ہوں۔ ہماری بات پر عمل کرو کہ حضرت مہدیؑ نے تم پر قاتلوا و قتلو کا بار رکھا ہے۔اگر تم ہمارے نزدیک رہو گے تو اس کا ہونا محال ہے۔لہذا تم جدار ہو کہ خلائق تم سے قرآن کا بیان سننے اور تلقین ہو اور مدد کرے تا کہ اس فرمان مہدی کا وقوع میں آنا ممکن ہو' پس میاں (سید خوندمیرؓ) روتے ہوئے اپنے اہلیان دائرہ کیساتھ جا کر علیحدہ رہے اور موضع بھولا واڑ میں قیام کیا (پنج فضائل)

اسی طرح حضرت میراں سید محمودؓ نے بندگی میاں شاہ نعمتؓ اور بندگی میاں شاہ نظامؓ اور کئی دوسرے صحابۂ مہدیؑ کو بھی علیحدہ علیحدہ دائرے قائم کرنے اور اقطاع عالم میں پھیل جانے کا موقع عطا فرمایا۔حضرت میراں سید محمودؓ کا مدعا یہ تھا کہ مہدوی دائرے مختلف مقامات میں قائم ہوں اور دین مہدیؑ کا فروغ حاصل ہو سکے۔تبلیغ ودعوت کی اس سے اچھی مثال مشکل سے ملے گی۔

البتہ بندگی میاں شاہ دلاورؓ حضرت ثانی مہدیؓ کی رحلت تک حضرتؓ کے ساتھ رہے۔آپ نے حضرت مہدی موعودؑ کی قسم دے کر حضرت میراں سید محمودؓ کو مجبور کر دیا کہ علیحدہ کا حکم نہ دیں۔لیکن دوسرے بہت سارے صحابۂ مہدی موعودؑ کو علیحدہ دائرے کر کے رہنے کا حکم دیا۔اوران اصحابِ کرامؓ کے علاوہ باقی سب صحابہ مہدیؑ اور ہمارے اہل بیت حضرت میراں سید محمودؓ کے ہی دائرے میں مقیم رہے۔

حضرت میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کی عادت تھی کہ ہر جمعہ کو بعد نماز مصلیوں کے اجماع میں بیٹھتے اور فرماتے کہ ''آپ امام آخر الزماں خلیفۃ الرحمٰن کے اصحاب ہیں آپ کو حضرت مہدیؑ کی قسم ہے اور دین خدا کی قسم ہے۔اگر آپ

مجھ میں شرع کے خلاف اور مدعا مہدیؑ کے خلاف پاؤ اور ہماری رعایت کرو اور ہم سے نہ کہو تو دین خدا کے گناہگار ہو گے۔ اور سید محمودؓ بھی تمام صحابہؓ سے حقیر ہے۔ اگر مدعاء مہدیؑ کے خلاف کوئی چیز تم میں دیکھے اور رعایت کرے اور تم کو معاف کرے تو بندہ بھی مہدیؑ سے نہ ہوگا۔ واضح ہو کہ تمام صحابہ مہدیؑ اور خصوصاً بندگی میاں سید خوندمیرؓ فرمایا کرتے کہ'' ہم نے مہدیؑ اور میراں سید محمودؓ کے زمانوں میں کوئی فرق نہیں پایا'' (پنج فضائل)

جب فرہ مبارک میں حضرت مہدی موعودؑ کی رحلت ہوئی تو بندگی میاں شاہ نظامؓ حضرت مہدیؑ کی قبر میں اترے اور حضرت کا جنازہ لحد میں اتارنے سے پہلے پتوں کو برابر کر رہے تھے کہ یکایک بندگی میاں سید خوندمیرؓ کی نظر میراں سید محمودؓ پر پڑی میراں سید محمودؓ کے بال بہت کالے تھے اسی وقت کچھ بال سفید ہو گئے۔ حضرت میراں سید محمودؓ کی صورت حضرت مہدیؑ جیسی ہو گئی۔ بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے بلند آواز سے کہا کہ ہمارا مہدی ہمارے پاس کھڑا ہے۔ اس پر سبھوں نے حضرت میراں سید محمودؓ کی طرف دیکھا اور یہی کہا۔ اس طرح حضرت میراں سید محمودؓ کا لقب '' ثانی مہدیؓ '' ہو گیا

حضرت مہدی موعودؑ نے فرمایا تھا کہ آپؑ کے صحابہ کرام سنار کی انگیٹھی کے مصداق ہیں اس میں بعض کوئلے پورے سلگ چکے ہیں بعض آدھے اور بعض پاؤ سلگے ہوئے ہیں اور کچھ اب سلگنا شروع ہوئے ہیں۔ اور بھائی سید محمودؓ کے نزدیک سب مکمل ہوں گے۔ یہ پیشین گوئی پوری ہوئی۔

حضرت ثانی مہدیؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ نے دینِ مہدیؑ کی جس طرح تبلیغ کی اس سے معاندینِ دینِ حق کا سکون و چین تباہ و برباد ہو گیا۔ مخالف علمائے سو نے گجرات کے بادشاہ مظفر سے شکایت کی۔ مظفر مہدویوں سے عناد رکھتا تھا۔ اس نے حضرت ثانی مہدیؓ کی گرفتاری اور قید کا حکم دیا۔ جب سرکاری کارندہ آیا تو حضرت ثانی مہدیؓ نے اپنے پیر پھیلا دیئے اور کہا کہ تم اپنے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کرو۔ ظالموں نے سوامن (تقریباً پچاس کیلوگرام) وزنی بیڑیاں آپؓ کے پیروں میں ڈالیں۔ دائرہ معلّٰی سے لے گئے اور قید کر دیا۔ آپ اپنے ساتھ بندگی میاں شاہ دلاورؓ کو لے گئے دوسرے صحابیوں کو ساتھ آنے سے منع کر دیا۔

اطلاع ملنے پر بندگی میاں شاہ خوندمیر سید الشہداء حضرت ثانی مہدیؓ سے ملنے قید خانہ گئے اور فرمایا کہ اگر اجازت ہو تو قید خانہ توڑ کر حضرتؓ کو آزاد کر کے لے جاتا ہوں۔ حضرت ثانی مہدیؓ نے منع فرمایا اور کہا کہ ہم کوئی چور نہیں ہیں کہ اس طرح بھاگیں۔ اللہ ہمیں یہاں لایا ہے اور وہی یہاں سے نکالے گا کوئی ترکیب تم کر سکتے ہو تو کرو۔

بندگی میاں حضرت شاہ خوندمیرؓ نے حضرت ثانی مہدیؓ کی اطلاع، سلطان مظفر کی پھوپیوں بی بی راجے سون اور بی بی راجے مرادی کو دی۔ اس مرتبہ دونوں بی بیاں جو مصدق مہدیؑ تھیں کھانا پانی چھوڑ کر صحن میں دھوپ میں پڑ گئیں۔ کتالیس روز کی قید کے بعد اللہ نے آپ کو رہا کروایا۔ لیکن پچاس کیلوگرام وزنی بیڑیوں کی وجہ سے حضرت ثانی مہدیؓ کے پیروں میں ناسور ہو گیا تھا۔ اور اسی ناسور کی وجہ سے تین مہینے بعد حضرت ثانی مہدیؓ کا ۱۴/ رمضان ۹۱۹ھ کو وصال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون آپ کا مزار شریف بھیلوٹ میں ہے۔

حضرت ثانی مہدیؓ کے وقتِ وصال کسی نے کہا ''افسوس ثانی مہدیؓ کا کوئی خلیفہ نہیں ہے۔ بندگی میاں شاہ دلاورؓ نے جواب دیا کہ بندہ حضرت ثانی مہدیؓ کا خلیفہ ہے۔ اس طرح حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے بھی فرمایا خبردار! بندہ حضرت میراں سید محمودؓ کا خلیفہ ہے۔

بشکریہ ''مجلس محبانِ صحابائے مہدی موعودؑ چمن پٹن''

☆●●●●●●●●☆

از: حضرت الحاج سید ابراہیم صاحب اہل بچپڑی (راجھستان)

چشمۂ فیض ولایت لا کلام
ثانی مہدی میاں محمودؓ ہیں عالی مقام

(بسمه تعالیٰ) ذكر االانبياء عبادة وعندذكر الصالحين تنزل الرحمة وكفارة الذنوب

اللہ کے رسول سیدنا ونبینا محمد عربی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے جس کو آپ کے جلیل القدر صحابی حضرت معاذ بن جبلؓ نے روایت کی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ عبادت الٰہی ہے اور جب یا جہاں صالحین رضی اللہ عنھم اجمعین کا ذکر کیا جاتا ہے وہاں کہنے اور سننے والوں یا لکھنے و پڑھنے والوں پر رحمت خداوندی کا نزول ہوتا ہے اور ایسے تذکرے ان کے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔

اس ارشاد گرامی کے سہارے راقم الحروف سید الصالحینؓ کی سیرت طیبہ کے چند گوشوں کی رقمطرازی کی جراءت کرتا ہے۔

امیر المصدقین صدیق اکبر ثانی مہدی بندگی میاں سید محمود سلام اللہ علیہ کی عالم موجودات میں تشریف آوری اس وقت ہوئی جبکہ خلیفۃ اللہ و مراد اللہ مبین کلام اللہ خاتم ولایت محمدیہ امامنا حضرت سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ الصلواۃ والسلام شہر جونپور ہی میں قیام فرما تھے۔ اور آپ کا سن شریف ۲۲ سال اور آپ کے حرم محترم امام المصدقین سیدتنا بی بی الہدادیؓ کا ۱۴ سال تھا اس لحاظ سے آپ کا سنہ ولادت ۸۶۸ھ قرار پاتا ہے۔ لیکن بہ اختلاف روایت آپ کا سنہ ولادت ۸۶۷ھ بھی بیان کیا گیا ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ بندگی میراں ثانی مہدیؓ کی ولادت طیبہ کے بعد امامنا علیہ السلام کو فرمان خداوندی ہوا کہ ''اے سید محمد ہمارے حبیب (محمد رسول اللہ ﷺ) کا نام عرش بریں پر محمود ہے پس ہم نے اس فرزند کو یہی نام بخشا ہے تم اپنے فرزند کا نام محمود رکھو۔ چنانچہ فرمان الٰہی کی اتباع میں امامنا علیہ السلام نے اپنے فرزند دلبند کا نام ''سید محمود'' رکھا۔ آپ کی ولادت باسعادت کے بعد امامنا علیہ السلام کا قیام شہر جونپور میں ۱۸ سال رہا۔

شہر جونپور سے ۸۸۷ھ میں حضرت امامنا مہدی موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہجرت فرما کر جب دانا پور میں نزول اجلال فرمایا تو وہاں قیام کے دوران حضرت ام المصدقین سیدتنا بی بی الہدادیؓ کو الہام ہوا کہ "تیرا شوہر مہدی موعود خلیفۃ اللہ اور خاتم ولایت محمدیہ ہے۔ بی بیؓ نے اپنا معاملہ حضرتؑ کو کہہ سنایا تو امامناؑ نے فرمایا کہ سچ ہے مجھے بھی اللہ تعالیٰ کا یہی فرمان ہوتا ہے لیکن اس کے ظہور کا وقت باقی ہے۔ آپؑ نے یہ بھی فرمایا کہ جب مجھ پر جذبۂ حق طاری ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ کی پہلی بار تجلی ہوئی تھی تب ہی مجھے یہ بشارت مل چکی تھی جو تم بیان کرتی ہو۔ امامنا علیہ السلام سے اس حقیقت کا علم ہونے کے بعد بی بی نے امامناؑ کی مہدیت کی تصدیق کی۔ امامنا علیہ السلام اور بی بیؓ کے مابین ہوئی گفتگو کو خیمہ کے باہر حضرت میراں سید محمودؓ اور حضرت شاہ دلاورؓ دونوں نے بھی بغور سنا اور بندگی میراں سید محمودؓ پر اسی وقت جذبۂ حق طاری ہوگیا اور ادھر امامنا علیہ السلام کو فرمان خداوندی پہنچا

"اے سید محمد بندہ ما در ما فانی شدہ افتادہ اوراندرون خیمہ بیار"

صاحب تاریخ سلیمانی نے اس روایت کو تفصیل سے بیان فرماتے ہوئے آگے تحریر فرمایا کہ

"پس میراں امیراں سید محمود دار ابکتارہ گرفتہ اور دو تکیہ کنانیدہ فرمود کہ بہ بینید استخواں وگوشت وپوست وہمہ موئے ہائے سید محمود لا الہ الا اللہ شدہ است پس دست بی بی گرفتہ بر سینہ خود سہ کرت زدند وسر کرت بر سینہ میراں سید محمود زدہ فرمود انچہ اینجار یختہ شد لتجارہ یختہ شد وانچہ آنجار یختہ شد اینجا یختہ شد" تاریخ سلیمانی کی اس روایت کا مفہوم یہ ہے کہ امامنا علیہ السلام کو فرمان خداوندی ہوا کہ اے سید محمد ہمارا بندہ ہماری ذات میں فنا ہو کر مست ومدہوش ہو چکا ہے۔ جاؤ اور اس کو اندر لے آؤ چنانچہ امامنا علیہ السلام نے میراں سید محمودؓ کو بازو پکڑ کے خیمہ کے اندر لے آئے اور سہارا دے کر بی بیؓ سے فرمایا کہ دیکھو بھائی سید محمودؓ کے استخوان (ہڈیاں) گوشت پوست اور بال بال لا الہ الا اللہ ہوگیا ہے۔ آپؑ نے بی بی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اپنے سینہ مبارک پر رکھا اور پھر میراں سید محمودؓ کے سینہ اطہر پر رکھ کر فرمایا کہ جو کچھ اس جگہ ڈالا گیا ہے وہی اس جگہ بھی ڈالا گیا ہے۔ اس طرح آپ نے تین تین بار فرمایا۔ جب میراں سید محمودؓ کو ہوش آیا تو امامنا علیہ السلام نے آپؓ کو ذکر خفی کی تلقین فرمائی اس کے بعد میراں سید محمودؓ نے بھی امامنا علیہ السلام کی مہدویت کی تصدیق کی۔ روایت ہے کہ حضرت شاہ دلاورؓ نے جب دیکھا کہ بی بی الہدادیؓ اور میراں سید محمودؓ دونوں نے تصدیق مہدیت

کرلی ہے تو اسی روز آپ بھی امامنا علیہ السلام کی تصدیق مہدویت سے مشرف ہوئے۔ لیکن اس کے بعد آپؓ مسلسل جذبہ حق میں مستغرق رہنے لگے۔ چنانچہ جب امامنا علیہ السلام نے اپنا سفر ہجرت آگے کو جاری رکھا تو حضرت شاہ دلاورؓ ہجرت میں آپؓ کی ہمراہی کے قابل نہ تھے۔

مذکورۃ الصدر روایات سے ثابت ہے کہ جس طرح آنحضرت ﷺ کی رسالت ونبوت پر سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں' عورتوں سے حضرت ام المومنین سیدتنا خدیجہ الکبریٰؓ مردوں سے صحابہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور اہل خاندان میں سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہیں۔ بالکل اسی طرح حضرت امامنا علیہ السلام کی مہدویت کی سب سے پہلے تصدیق کرنے والوں میں عورتوں' میں ام المصدقین بی بی الہدادیؓ مردوں میں اہل خاندان سے حضرت بندگی میراں سید محمودؓ اور صحابہ سے حضرت شاہ دلاورؓ ہیں۔ جب یہ واقعہ پیش آیا تو بندگی میراں سید محمودؓ کی عمر شریف اٹھارہ سال تھی اس کے بعد آپ امامنا علیہ السلام کے سفر ہجرت میں منزل بہ منزل ساتھ رہ کر اکتساب فیض ولایت سے مشرف ہوتے رہے۔

امامنا علیہ السلام کے شہر نہر والا (پٹن شریف) کے دوران حضرت میراں سید محمودؓ نے پدر عالی قدر سے دریافت فرمایا کہ میرانجیؑ ایک شخص ابتدائی عمر سے ہی طالب خدا ہے اور ایک شخص وہ ہے جو کسب کرنے کے بعد تارک الدنیا ہو کر طالب خدا ہوتا ہے تو ان دونوں کے مراتب میں کیا فرق ہے۔ امامنا علیہ السلام نے فرمایا کہ بہت فرق ہے جیسے زمین آسمان کا فرق۔

آپؑ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسب معاش کے بعد جتنا مال ومتاع چھوڑے گا اس سے کہیں زیادہ ترک دنیا کر کے طالب خدا ہو جانے کے بعد اجر وثواب کا مستحق ہوگا۔ اور یہی افضل ہے۔ ارشاد مبارک سن کر حضرت بندگی میراں سید محمودؓ نے امامنا علیہ السلام سے کسب کی اجازت چاہی۔ امامنا علیہ السلام نے آپ کو اجازت مرحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ روانہ ہو جہاں بھی رہو یاد خدا میں رہو۔ اس کے بعد آپؓ چاپانیر کے لئے رخصت ہو گئے۔

اس زمانہ میں سلطان محمود بیگڑہ کے عہدِ حکومت میں چاپانیر' پایہ تخت سلطنت گجرات تھا اور بادشاہ گجرات سلطان محمود بیگڑہ امامنا مہدی علیہ السلام کا دل سے معتقد تھا اور ملک عثمان باڑیوال جو امامنا علیہ السلام کے خاص مرید ومصدق تھے منصب وزارت پر فائز تھے انہوں نے جب بندگی میراں سید محمودؓ کے برائے کسب چاپانیر تشریف لانے کی خبر سنی تو آپؓ کا شایان شان استقبال کیا اور بادشاہ سے آپ کی ملاقات کرائی۔ چنانچہ سلطان نے آپ کے مصارف کے لئے

ایک لاکھ تنکہ زر مقرر کیا اور بادشاہ آپ کے حسن صورت اور سیرت متعالی سے بہت خوش ہوا۔ بہ اختلاف روایت یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بادشاہ نے آپؓ کو دو سو گھوڑوں کا منصب دیا اور مواضعات بیرم گاؤں اور سانچور بطور جاگیر آپ کے تفویض کیا۔

ہمارے افرادِ قومِ مہدویہ پر حضرت بندگی میاں سید محمود ثانی مہدیؓ کا یہ احسان ہے کہ آپ نے حضرت امامنا علیہ السلام سے کسب معاش کا مسئلہ دریافت فرمایا۔ حضرتؑ سے اجازت طلب کی اور خود بھی زائد از چھ سال تک کسب فرمایا اور پھر مکمل طور پر ترک دنیا فرما کر پدر عالی مقام امامنا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں پہنچ گئے۔

حضرت بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؓ نے دوران مدتِ کسب چاپانیر میں ملک عثمان کی دختر نیک سیرت بی بی کدبانوؓ سے عقد فرمایا۔

روایات شاہد ہیں کہ جب آپ کو چاپانیر تشریف لائے ہوئے ایک عرصہ دراز ہو گیا تو آپؓ کو ہر وقت یہی فکر لاحق رہتی تھی کہ کب اور کس طرح کسب کا سلسلہ ترک کر دیں اور کیسے پدر عالی قدر کی خدمت میں پہنچ جائیں۔ واقعہ یہ تھا کہ بادشاہ گجرات سلطان محمود بیگوہ امامنا علیہ السلام کا دل سے معتقد تھا اور اسی وجہ سے فرزند مہدی علیہ السلام کی اپنی سلطنت میں موجودگی اور قیام پذیری کو باعث فخر، خیر و برکت سمجھتا تھا۔ سلطان وقت کی والہانہ اور معتقدانہ فدائیت کے باوجود اور چاپانیر میں جاگیر منصب اور خدمت گزاروں کے سبب، ہر طرح سے فراغت حاصل ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی ذات سے بے پناہ عشق و محبت آپ کے ہمہ وقتی استغراق بحق کا باعث بنے ہوئے تھے۔ مستند روایات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب آپ کو یہ خبر ملی کہ بندگی میاں شاہ خوندمیر صدیق ولایتؓ اور حضرت شاہ نعمتؓ جو حضرت امامنا علیہ السلام کی اجازت سے گجرات آئے ہوئے تھے اب پٹن میں قیام فرما ہیں اور فرہ واپس جانے کا ارادہ رکھتے ہیں تو آپؓ نے سلطان محمود بیگوہ کی مرضی و منشا اور رخصت دینے یا نہ دینے کا خیال کئے بغیر ترک کسب کر کے امامنا علیہ السلام کی خدمت فیض و رحمت میں روانہ ہو جانے کا بالآخر مصمم ارادہ فرما لیا۔ اس ارادہ کے بعد رات میں خواب کے دوران آپ نے معاملہ دیکھا کہ حضرت خاتمین علیہما السلام آپؓ کے مکان میں رونق افروز ہوئے ہیں اور آپ کو ترک کسب کر کے واپس جانے کی تلقین فرماتے ہوئے آپ کے ہاتھ پکڑ کر صحن خانہ تک لا لئے ہیں۔ حضرت ثانی مہدیؓ معابیدار ہونے کے بعد اپنے آپ کو صحن میں کھڑا پائے اور پھر گھر کے اندر داخل نہیں ہوئے وہیں سے بی بی کو آواز دی اور حقیقت حال سے واقف کرواتے ہوءے اپنی تلوار اور قرآن شریف منگوائے اور روانگی کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ آپؓ کی حرم محترم بی بی

کدبانو بھی اپنی دلی رغبت ورضامندی سے آپ کے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہوگئیں۔ بی بیؓ نے اپنا سارا شخصی مال واسباب زیورات وغیرہ بندگی میراں ثانی مہدیؓ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہ سب کچھ آپ کو اللہ نے دیا ہے۔ بندگی میراں ثانی مہدیؓ بی بی کے اس ایثار فی سبیل اللہ سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اس میں سے تھوڑا بہت فروخت کر کے ضروری امور کی تکمیل کے بعد باقی جو بچے اس کو زادِ سفر کے طور پر رکھ لیا جائے۔ اور اس کے بعد جانب احمد آباد روانہ ہو گئے۔

اس سلسلہ میں وہ تاریخی مستند روایات یہاں پیش کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے جن سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت سید الشہداء حامل بار امانت صدیق ولایت بندگی میاں شاہ خوندمیرؓ حضرت امیر المصدقین صدیق اکبر ثانی مہدی بندگی میراں سید محمودؓ سے کتنی عقیدت تھی اور کس قدر بکمال خلوص ومحبت کا اظہار فرماتے تھے گویا کہ آپ ہی تھے جو حضرت میراں ثانی مہدیؓ کے مقام کو سمجھے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ ایک موقع پر یہ فرمادیا تھا کہ ''میراں جی کی ذات تو ہمیں یہیں مل چکی ہے۔'' اس نوعیت کی تاریخی مستند روایات کو جو راقم الحروف کے علم میں آئی ہیں۔ محترم مولف ''سیرت صدیق ولایتؓ'' کے الفاظ ہی میں پیش کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

ایک روایت تو اس تعلق سے ہے کہ سلطان محمود بیگڑہ حضرت ثانی مہدیؓ کو رخصت کرنے آمادہ نہیں ہو رہا تھا اور اس دوران میں حضرت صدیق ولایتؓ امامنا مہدی علیہ السلام کی اجازت سے گجرات تشریف لا کر پٹن میں قیام پذیر تھے ۔مولف محترم تحریر فرماتے ہیں کہ اسی دوران جب بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ نے اپنے ایک قاصد کے ذریعہ اپنا پیام کہلوایا کہ حضرت امامنا مہدی موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بندہ کو صرف آپ کو لانے کے لئے گجرات بھیجا ہے۔ اگر سلطان محمود اپنی عقیدت ومحبت کی وجہ آپ کو رخصت ہونے نہیں دے رہا ہے تو مطلع فرمایئے تا کہ بندہ خود آ کر کسی طرح آپ کو لے چلے۔ میاں کے اس پیام کے پہنچنے کے بعد بندگی میراں سید محمودؓ بہت خوش ہوئے۔ آپ نے جواب کہلوایا کہ بھائی سید خوندمیرؓ سے کہو کہ وہ کچھ توقف کریں۔ چنانچہ صدیق ولایتؓ ان کی اطلاع کی امید پر وہیں ٹھیرے رہے اور دیکھتے دیکھتے پندرہ یا اٹھارہ مہینے گذر گئے۔ یہاں غور طلب امر یہ ہے کہ '' کچھ توقف کریں'' کے انتظار میں پندرہ یا اٹھارہ مہینے کی طویل مدت تک ٹھیرے رہنا آپؓ کی عقیدت' خلوص ومحبت کی بناء ہی ہوسکتی ہے

دوسری روایت اس تعلق سے ہے کہ حضرت صدیق ولایتؓ نے دوران سفر برائے فراہ مبارک اپنا سارا زادراہ حضرت ثانی مہدیؓ کی خدمت میں پیش کر دیا تا کہ حسب مرضی' حسب ضرورت کسی تامل کے بغیر خرچ فرمالیں۔ مولف

محترم اس طرح تفصیل بیان کرتے ہیں۔ ''حضرت بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؓ پہلے احمد آباد پہنچے اور پھر احمد آباد سے پٹن تشریف لائے۔ ان ہی دنوں پٹن میں حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ کے پاس بھی مصدقین مہدی موعود سے اور اشخاص ترک دنیا کرکے آئے اور فراہ مبارک جانے کے لئے آپ کے ہمراہ ہوگئے۔ امامنا علیہ السلام کے مصدقین اور خدماء کے علاوہ بندگی میاں سید خوندمیرؓ سے محبت رکھنے والے افراد بھی نہ صرف میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ کی خدمت کی، بلکہ حضرت مہدی موعودؑ کی خدمت میں پہنچانے کے لئے بہت سی فتوح آپ کے حوالے کی۔ جس میں اعلیٰ قیمتی کپڑے کے کئی سو جوڑے کئی سو سکے اور خاص قسم کی دو تلواروں کے علاوہ بہت ساری فتوح شامل تھی۔ حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ مقراض بدعت بھی اسی مقام پر قیام فرماتے تھے اور ان کے پاس بھی فرہ میں حضرت امامناؑ کی خدمت اقدس میں پہنچانے کے لئے بہت ساری فتوح موجود تھی جو امامناؑ کے مریدوں اور خادموں نے آپ کے ذریعہ بھجوائی تھی ۔ بندگی میاں سید محمود ثانی مہدیؓ نے اپنے پاس کا زادراہ ختم ہو جانے پر حضرت شاہ نعمتؓ کے پاس سے کچھ قرض حسنہ منگوایا مگر بندگی میاں شاہ نعمتؓ نے جواب میں فرمایا کہ بندہ کے پاس اپنا خرچ تو تھوڑا ہی ہے اور حضرت امام علیہ السلام کی فتوح میں یہ بندہ کیسے خیانت کرسکتا ہے۔ یہ بندہ امانت دار ہے۔ اس جواب پر بندگی میراں سید محمودؓ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ اس واقعہ کی اطلاع جب حضرت صدیق ولایتؓ کو ملی تو خود آپ بندگی میراں سید محمودؓ کے پاس پہنچے اور آپ سے ملاقات فرمائے اس کے ساتھ اس تمام فتوح کو جو اللہ تعالیٰ نے صدیق ولایتؓ کو پہنچائی تھی حضرت ثانی مہدیؓ کو پیش کر کے فرمایا کہ یہ تمام فتوح اللہ تعالیٰ نے آپ کو پہنچایا ہے للہ قبول فرمایئے۔ اس کے علاوہ حضرت امام آخر الزماں مہدی موعودؑ کے مریدوں اور خادموں نے حضرت کی خدمت اقدس میں پہنچانے کے لئے جو فتوح حوالے کی تھی صدیق ولایتؓ نے اس کو بھی پیش کر کے فرمایا کہ یہ سب کچھ خوندکار کے والد ماجد کا ہی ہے اس لئے آپ کی جیسی مرضی اور ضرورت ہو خرچ فرمالیجئے۔ پھر کمال خلوص و محبت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ میراں جیؓ کی ذات ہمیں یہیں مل چکی ہے۔ اب فتوح کو وہاں لے جانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ خلوص اور محبت بھری ان باتوں سے حضرت بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؓ بہت خوش ہوئے اور پیش کی ہوئی فتوح میں سے اپنی ضرورت کے مطابق کچھ قبول فرمایا۔ پھر سب ایک ساتھ فراہ مبارک کے ارادے سے روانہ ہوئے۔

اس کے علاوہ دوران سفر میں حضرت صدیق ولایتؓ نے حضرت ثانی مہدیؓ کی ضروریات کی دیکھ بھال فرمائی اور ہر طرح آرام کا خیال رکھا۔ ہر وقت پیش قدمی کر کے ان کی منزل کو چند برادروں کے ساتھ پہلے خود پہنچ جاتے اور

حضرت ثانی مہدیؓ کے تشریف لانے سے پہلے آپ کے قیام کے لئے مناسب جگہ کا انتظام فرماتے اور تمام ضروری چیزیں مہیا کر دیتے تھے۔ اس طویل سفر میں حضرت صدیق ولایتؓ نے حضرت ثانی مہدیؓ کی ایسی ہی مخلصانہ خدمت فرمائی۔ آپ کو ہر وقت یہی خیال رہتا تھا کہ حضرت ثانی مہدیؓ کو کوئی تکلیف نہ پہنچنے پائے۔

امیر المصدقین صدیق اکبر حضرت بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں لیکن مضمون کی طوالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے چند فرامین وبشارات امامنا مہدی موعود علیہ الصلوۃ والسلام پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔

مستند روایات سے ثابت ہے کہ جب حضرت بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کا قیام چاپانیر میں تھا تو حضرت میاں سید سلام اللہ جو حضرت ثانی مہدیؓ کے حقیقی ماموں ہیں اور امامنا علیہ السلام کے سفر ہجرت میں ابتداءً شریک رہے ہیں۔ بمقام ٹھٹھہ حضرت ثانی مہدیؓ کو خط لکھا کہ آپ گجرات میں بخاطر جمع تشریف فرما ہیں اور یہاں یہ کیفیت ہے کہ (۸۴) طالبان خدا واصل بحق ہو چکے ہیں اور ان سب کو امامنا علیہ السلام نے مقام حضرت موسیٰ اور مقام حضرت عیسیٰ علیہم السلام پر فائز ہونے کی بشارت دی ہے۔ اور فیضان ولایت عام تمام اپنوں اور بیگانوں میں تقسیم ہو رہا ہے۔ یہ کیا خوبی ہے کہ ایسے وقت آپ دور رہ کر اس سے محروم ہیں۔ جب امامنا علیہ السلام کو یہ عبارت سنائی گئی تو آپ نے تبسم فرمایا اور فرمایا کہ یہ کیا عبارت تم نے اس خط میں لکھ دی ہے۔ اس کو چاک کر دو اور اس طرح لکھو کہ شہر ٹھٹھہ میں میراں سید محمودؓ ہیں اور شہر چاپانیر میں سید محمد ہے۔ میاں سلام اللہ نے عرض کیا کہ سیدن کیسے میرانجی ہو جائیں گے۔ خوندکار تو مہدی موعود ہیں تو امامنا علیہ السلام کا جواب اس طرح روایت میں ہے کہ " اے سید سلام اللہ اگرچہ بندہ میراں بست تا اول میراں سید محمود بستند " اور یہ بھی فرمایا کہ " خداوند خائے من ہمو نست اوشاں را چنیں نہ باید نوشت۔ یعنی اے سید سلام اللہ بندہ تو مہدی موعودؑ ہے ہی تاہم اول میراں سید محمودؓ ہیں۔ میرے گھر کا مالک وہی ہے اس کو اس طرح نہ لکھنا چاہئے۔ جیسا کہ تم نے لکھا ہے یہ لکھو " سبب دوری ظاہر ہیچ تعلق و دوری نیست چرا کہ شما ورنہ آیدوما از شما دور نہ ایم جائیکہ شما ہستند آنجا منم وجائیکہ من بستم آنجا شما اند ند علحدہ نیست ہیچ دغدغہ مدارند " یہ لکھو کہ ظاہری دوری کا کوئی لحاظ نہ کرو تم ہم سے دور نہیں ہیں اور ہم تم سے دور نہیں ہیں۔ جس جگہ تم ہو وہاں " میں " ہوں۔ اور جس جگہ " میں " ہوں وہاں تم ہو۔ علیحدہ نہیں ہیں۔ اس بارے میں اپنے دل میں کوئی دغدغہ نہ رکھو۔

جب فرہ مبارک میں امامنا علیہ السلام کو خبر ملی کہ حضرت ثانی مہدیؓ تشریف لا رہے ہیں اور قریب تر آ گئے ہیں تو آپؑ بے حد مسرور ہوئے اور بے قراری سے دائرہ معلّیٰ کے صحن میں ٹہلنے لگے جب آپ کے حرم محترم نے فرمایا کہ آج میرانجیؑ بہت خوش ہیں کیا مہدی موعودؑ کو بھی اپنے فرزند کے آنے سے ایسی خوشی ہوتی ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ کیوں نہیں پوت پوت ہو کر آ رہا ہے۔ اور آپ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ پوت اس فرزند کو کہتے ہیں جو باپ کے برابر ہو۔

امامنا مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کو نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات مبارکہ میں سیر حاصل ہونے کی بشارت دی اور حضرت بندگی میاں شاہ خوندمیرؓ کو خود اپنی ذات بابرکت میں سیر حاصل ہونے کی بشارت دی۔ روایت میں آیا ہے کہ۔

امامنا علیہ السلام نے ایک روز بیان قرآن کے دوران ارشاد فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہو رہا ہے کہ اے سید محمد یہ دونوں سیدین و صالحین جو تمہارے دائیں و بائیں موجود ہیں ان کو ہم نے اپنا قرب عطا کیا اور ہماری درگاہ سے بے واسطہ فیض ان کو پہنچ رہا ہے۔ اس کی وضاحت امامنا علیہ السلام نے ایک موقع پر اس طرح فرمائی کہ حضرت ثانی مہدیؓ نے آپ سے دریافت کیا کہ میرانجی مہدی موعودؑ کا شرف تو ایسا ہے کہ پیغمبروں نے مہدی کی صحبت میں رہنے کی تمنا کی تھی۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فیض ہم کو بے واسطہ پہونچتا ہے آپ ہم کو اپنی ذات کے واسطے سے علیحدہ نہ کیجئے۔ امامنا علیہ السلام نے جواباً ارشاد فرمایا کہ بھائی سید محمود رنجیدہ خاطر نہ ہو۔ تم کو اللہ تعالیٰ بے واسطگی کا یہ مرتبہ بندہ کے واسطہ سے ہی عطا فرمایا ہے اور بندہ کے واسطہ سے ہی تم بے واسطہ ہوئے ہو۔

یہ بھی نقل معروف ہے کہ امامنا علیہ السلام نے آپ کے حق میں فرمایا "جائیکہ بندہ قدم برداشت بھائی سید محمود آنجا قدم نہا دندو او قدم بر قدم ماندو نیز کہ درمیاں ما بھائی سید محمود فرقے نیست مگر آنکہ بندہ مہدی موعود می گویانند ایشاں رانمی گویند" کہ جس جگہ بندہ کا قدم پڑتا ہے بھائی سید محمودؓ قدم رکھتے ہیں۔ ان کا قدم ہمارے قدم پر ہے اور یہ کہ ہمارے اور بھائی سید محمودؓ کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے سوائے اس کے کہ بندہ مہدی موعود کہلاتا ہے اور وہ نہیں کہلاتے۔ ایک اور روایت ہے کہ امامنا علیہ السلام کے حجرہ مبارک کے دو دروازے تھے۔ ایک دفعہ امامنا علیہ السلام نے حضرت بندگی میراں سید محمودؓ سے فرمایا کہ جب بندہ اس دروازہ سے آئے جائے تو تم اس دروازے سے آیا جایا کرو

کیونکہ دو بادشاہ ایک ریاست میں اور دو تلواریں ایک نیام میں نہیں سما سکتے۔ اور دو ذات ایک جگہ میں نہیں رہتے۔ امامنا علیہ السلام نے سیدین وصالحین کو سرتاپا مسلمان ہونے کی بشارت دی ہے کہ صرف یہ وہ ذات مقدسہ ایسے ہیں کہ امامنا مہدی علیہ السلام کی اتباع میں سر مو فرق نہ کریں گے۔ چنانچہ حضرت شاہ برہانؒ تحریر فرماتے ہیں کہ امامنا مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا۔

"اگر در روز حشر بندہ را فرمان حق تعالیٰ می شود کہ اے سید محمد ترا مہدی موعود خاتم ولایت محمدیہ گردانیدہ بودیم برائے ماچہ تحفہ و کدام ہدیہ آوردی بندہ عرض کند کہ بار خدا در درگاہ جباری وقہاری تو کدام ہدیہ لائق باشد کہ بیارم مگر ذات خود بادو جوانان سیداں ہر دو صالحاں را تسلیم تام کردہ آوردہ ایم حق سبحانہ تعالیٰ قبول می فرمایاد فرمودند کہ آں دو جوانان برادرم سید محمود و سید خوندمیر ہستند"

اگر حشر کے دن اللہ تعالیٰ بندہ سے پوچھے کہ اے سید محمد ہم نے تم کو مہدی موعود خاتم ولایت محمدیہ بنایا تھا اس کے شکرانہ میں تم ہمارے لئے کیا تحفہ یا ہدیہ لائے ہو۔ بندہ عرض کرے گا یا بارالٰہیہ تو جبار ہے، قہار ہے کونسا ہدیہ تیری درگاہ میں لائق پیش کشی ہو سکتا ہے۔ مگر یہ کہ دو سیدین وصالحین کو "مسلمان تام بنا کر تیرے حضور لایا ہوں اور فرمایا کہ وہ دونوں برادرم سید محمودؓ اور سید خوندمیرؓ ہیں۔" امامنا علیہ الصلوۃ والسلام نے سیدین وصالحینؓ کو اپنے تمام صحابہ پر فضیلت وخصوصیت کا حامل قرار دیا ہے۔ جیسا کہ حضرت شاہ برہانؒ کی روایت سے ظاہر ہے چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ "حضرت امام علیہ السلام در حق ہر دو سیدین صدیقین الاصدقین فرمودند کہ چنانچہ درمیان فرشتگان مہتر جبرئیل و مہتر میکائیل تخصیص ہستند ہمچناں خصوصیت ایں ہر دو جوانان درمیان یاراں مخصوص است" جس طرح ملائکہ میں حضرت جبرئیل وحضرت میکائیل علیہما السلام تخصیص رکھتے ہیں اسی طرح یاران مہدی (صحابہ کرام) کے درمیان ہر دو صدیقین الاصدقین بندگی میراں سید محمودؓ اور بندگی میاں سید خوندمیرؓ مخصوص ہیں۔

نیز صاحب تاریخ سلیمانی نے تحریر فرمایا کہ حضرت میراں فرمودند کہ مثال یاراں بندہ چوں آوند انگشت زرگر است یعنی انگشت اتش گرفتہ ربع شدند و کسے نصف

وکسے سه ربع وکسے تمام شد ندویکے انگشت نو شروع شدند دیکے نو شروع می شوند انشاء الله تعالیٰ ہمه کس پس بنده نزدیک بھائی سید محمود تمام شوند۔

اس روایت کا مفہوم یہ ہے کہ امامنا علیہ السلام نے اپنے اصحاب کی مثال ایک سنار کی انگیٹھی کے مانند بتلائی ہے جس میں کچھ کوئلے تو پاؤ سلگ چکے ہیں کچھ آدھے اور کچھ تین پاؤ سلگ چکے ہیں۔ کچھ تو پورے کے پورے اچھی طرح سلگ چکے ہیں۔ کچھ تو ایسے بھی ہیں کہ ابھی سلگنے پر آئے ہیں۔ پس اسی طرح اصحاب مہدی میں اکثر تو پوری طرح فیض یاب ہو چکے ہیں اور بعض کسی حد تک اور بعض کسی حد تک' انشاء اللہ بندہ کے بعد' سب کے سب سید محمودؒ کی صحبت میں کامل فیض یاب ہو جائیں گے۔ مختصر آیہ کہ ''بندے کے ادھورے بھائی سید محمود کے پورے''

آپ کی سب سے بڑی فضیلت تو یہ ہے کہ امامنا علیہ السلام کے وصال و تدفین کے بعد شکل و شبیہ میں امامنا کے ہو بہو ہو جانا ہے ۔ چنانچہ روایت یوں آئی ہے کہ

روزے چوں وصال مہدی موعود شد میراں سید محمود چادر از کمر بسته در قبر فرود آوردند و چوں جسم خیرالبرایاد رقبر آوردند و برگه ہادادندنا گاه نظر میاں سید خوندمیر بر میراں سید محمود افتاد' از سر تا چهره و رنگ و اسلوب و قدو قامت و موئے و ریش بلکه تمام خط' قد و خال مہدی شدد رنگ امام اگندم گوں بود و رنگ میراں اسفید گو تا فی الفور گندم گوں شد میاں سید خوندمیر فی الحال به آواز بلند ہمدراں ہجوم خاص و عام فرمود که مہدی مانزد ما ایستاده است و حاضر است۔ ما مہدی را دفن نه کردیم پس جمله کساں را نظر بر میراں سید محمود شدہمه کس گفتند که ثانی مہدی است و متوجه به ذات اور شدند در آں وقت عمر شریف ثانی مہدی چہل و یکساله بود۔

یعنی جس روز مہدی موعودؑ کا وصال ہوا میراں سید محمودؒ کمر سے چادر باندھے ہوئے قبر اطہر میں اترے اور جب جسم مطہر کو قبر میں رکھدیا گیا اور ڈھانک دیا گیا تو دفعتاً بندگی میاں سید خوندمیرؒ کی نظر بندگی میاں سید محمودؒ کے چہرہ انور پر پڑی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ سر سے پورے چہرے تک رنگ وروپ' قد و قامت' ریش مبارک بلکہ تمام خدوخال امامناؑ کے خدوخال کے مانند ہو گئے ہیں۔ امامنا علیہ السلام کا رنگ گندم گوں تھا اور میراں سید محمودؒ کا رنگ سفید گوں تھا تا ہم فی الفور میراں سید محمودؒ

کا رنگ گندم گوں ہوگیا۔ گویا کوئی فرق باقی نہ رہا۔ تب حضرت شاہ خوندمیر صدیق ولایتؓ نے بہ آواز بلند مجمع خاص وعام سے فرمایا کہ ہمارے مہدی ہم میں کھڑے ہوئے ہیں اور موجود ہیں ہم نے مہدی کو دفن نہیں کیا ہے آپ کا اشارہ میراں سید محمودؓ کی طرف تھا۔ پس سبھوں نے میراں سید محمودؓ کے چہرہ انور کی طرف دیکھا تو کہہ اٹھے کہ ''ثانی مہدیؓ'' ہیں۔ اور پھر سب کے سب آپ کی جانب برائے فیض یابی رجوع ہوئے اس وقت بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کی عمر شریف اکتالیس سال تھی۔ الغرض حضرت بندگی میاں سید محمود ثانی مہدیؓ کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں اور ان کے رقم سے قلم قاصر ہے۔

امامنا علیہ السلام کے وصال کے بعد بندگی میاں سید خوندمیرؓ تو بہ اتباع حکم وہم کے بعد فرہ مبارک سے ہجرت فرما کر گجرات میں نزول اجلال فرمایا لیکن بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کم وبیش ایک سال تک فرہ مبارک میں ہی قیام فرمارہ کر اپنے وعظ وبیان سے تبلیغ مہدویت اور خواص وعوام کو فیضانِ مہدی سے فیض یاب فرماتے رہے۔

جب آپ کو امامنا کی روح پاک سے ہجرت کا اشارہ ہوا تو آپ ہجرت فرما کر بھیلوٹ شریف میں اپنا دائرہ قائم فرمایا آپ کے زرین عہدِ مبارک اور شہادتِ عظمیٰ کے واقعات بالتفصیل بیان نہیں کئے جاسکتے اور تفصیلی بیان کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔

بالآخر آپ چالیس دن کی قید کے دوران پڑی ہوئی سومن وزنی زنجیروں کے باعث پاپائے مبارک میں آئے زخموں کے زہریلے اثر سے ۴/ رمضان المبارک ۹۱۹ھ بروز دوشنبہ بوقت ضحیٰ واصل بحق ہوئے انا للہ و انا الیہ راجعون

بشکریہ ''نور حیات'' مطبوعہ جنوری ۱۹۹۸ء

☆●●●●●●●☆

از: جناب مولوی سید محمود صاحب یداللٰہی

میراں سید محمود رضی اللہ عنہ

حضرت امامنا میراں سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کا عقد، حضور کے چچا میاں سید جلال الدین کی دختر خوش بخت بی بی الہ دادی رضی اللہ عنہا سے ۸۶۶ ہجری میں ہوا اور عقد نکاح کے ایک سال بعد یعنی ۸۶۷ء میں اس مبشرِ حق فرزند دلبند کی ولادت باسعادت عمل میں آئی جو دنیائے مہدویہ میں "میراں سید محمود" کے نام نامی اسم گرامی سے موسوم ہے۔ حضرت امامنا کے زمانہ جذبہ میں اس ہونہار کی نشو ونما کیسی ہوئی، اس سے تاریخ مہدویہ ساکت ہے۔ اس پوت نے جو آگے چل کر حقیقی معنوں میں جانشینِ امام علیہ السلام ہونے والا تھا۔ ماں کی آغوش فقر وکل میں تربیت پائی اور خاندانی علم وفضل کے گہوارہ میں پروان چڑھا۔ جب امامنا کے جذبہ کی مدت ختم ہوئی اور حضور نے بہ عزم حج جونپور سے ہجرت فرمائی تو اس وقت میراں سید محمودؓ کی عمر کم وبیش ۱۹ سال تھی۔ ایک روز جب کہ امام علیہ السلام کا قیام داناپور میں تھا۔ حضورؑ کی حرم محترمہ بی بی الہ دادیؓ نے عرض کیا کہ میران جی! مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتا ہے کہ ہم نے تیرے شوہر کو مہدی موعود امام آخرالزماں بنا کر بھیجا ہے، تو ان کی تصدیق کر۔ حضرت نے فرمایا مجھے بھی ایسے احکام مل رہے ہیں ابھی تاکیدی حکم نہیں ہے۔ اس لیے بندہ کو اس کے اظہار میں تامل ہے۔ وقت آنے پر خود بخود ظاہر ہو جائے گا۔ اس الہامی گفتگو کی صدا میراں سید محمودؓ کے کانوں میں پہونچی جو حجرہ کے باہر کھڑے ہوئے تھے۔ معاً آپ پر جذبہ طاری ہو گیا اور مست و بے خود ہو کر گر پڑے۔ حضرت امامنا نے اپنے فرزند کو حالتِ جذب میں اٹھا کر حجرہ میں تشریف فرما ہوتے ہوئے بی بی الہ دادیؓ سے فرمایا، بی بی اس کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر دیکھو سید محمود کے استخواں، گوشت، پوست اور بال بال لا الٰہ الا اللہ ہو گیا ہے اور پھر ارشاد فرمایا "آنچہ ایں جا ریختہ شد آنجا ریختہ" یعنی جو فیض اللہ تعالیٰ نے مجھے بخشا ہے اُسی فیضان کا میرے توسط سے یہ بھی حصہ دار ہے۔ جب میران سید محمودؓ کو ہوش آیا تو آپ نے اپنی والدۂ ماجدہ بی بی الہ دادیؓ کے ساتھ مہدی علیہ السلام کی تصدیق کا اولین شرف حاصل کیا۔

حضرت امام علیہ السلام جب بقصد حج بیت اللہ بندرگاہ ڈابھول پر جہاز میں سوار ہوئے تو خود سوار ہونے سے پہلے میراں سید محمودؓ کو سوار کروایا۔ حج بیت اللہ سے جب سرزمین گجرات کی طرف مراجعت فرمائی تو سفر گجرات میں کسی

ایک مقام پر میراں سید محمودؓ نے حضرت امامناؑ سے پوچھا کہ کیا کاسب اور غیر کاسب کے ترک دنیا میں کوئی فرق ہے۔؟ حضور نے جواب دیا کیوں نہیں، جو شخص جتنا مال ومتاع، دولت وثروت چھوڑ کر تارک الدنیا ہوگا اتنا ہی وہ اجر کا مستحق ہوگا۔ یہ سن کر میراں سید محمودؓ نے کسب معاش کے لئے حضورؑ سے اجازت حاصل کی اور رخصت ہوکر چاپانیر کا رخ کیا۔ سلطان چاپانیر نے آپ کا خیر مقدم کیا۔ ایک معزز خدمت دی اور چند ہی دنوں میں آپ نے اپنی فراست ودانائی اور دیانت وسچائی سے جاگیر ومنصب کے علاوہ حکومت میں ایک ممتاز مقام حاصل کرلیا۔ یہ دورانِ ملازمت کچھ کم دو سال رہا۔

میراں سید محمودؓ نے مہدی علیہ السلام کی پروانہ وار ہمرکابی میں اپنی زندگی کا کافی حصہ گذارا اور ہزاروں میل کی مسافت تندہی اور فرض شناسی سے طئے کی۔ اور طویل سفر کی صبر آزما مشکلات اور راہ کی صعوبتوں میں، کمال ہمت واستقلال اور بے پایاں محبت وعقیدت اور اطاعت کا ثبوت دیا۔ چنانچہ فرمانبرداری، وفاشعاری اور حسنِ عمل پر پدرِ مقدس نے فرزند ارجمند کے حق میں بیسیوں بشارتوں سے سرفراز فرمایا اور سب سے بڑی امتیازی بشارت یہ دی یعنی فرمایا کہ ''مجھ میں اور سید محمودؓ میں کچھ فرق نہیں۔ اگر ہے تو یہ ہے کہ بندہ مہدی موعودؑ ہے اور سید محمود مہدیؑ موعود نہیں''۔ یہ نقل متفق علیہ ہے۔

نگر ٹھٹھہ میں طالبانِ ذات مولا کو ولایتِ محمدی کا فیض بیکراں تقسیم ہو رہا تھا عنایت ایزدی اور ایمان کی بشارتیں مل رہی تھیں۔ اس کیفیت کو دیکھ کر میاں سید سلام اللہ نے میراں سید محمودؓ کو خط لکھا کہ تمہارے مقدس باپ سے مریدوں کو بے حساب وبے دریغ فیض مل رہا ہے۔ اور تم باوجود صلاحیت وقابلیت کے اس سے دور ہیں۔ حضورؑ نے سید سلام اللہؓ سے پوچھا کیا لکھ رہے ہیں۔ انہوں نے خط بتایا تو فرمایا میری طرف سے یوں لکھو ''جہاں تم ہو وہاں میں ہوں، اور جہاں میں ہوں وہاں تم ہو ظاہری دوری کا خیال نہ کرو میں تم سے جدا نہیں ہوں'' یہ خط پاکر میراں سید محمود برداشتہ خاطر ہوگئے اور سب امارت وجاگیر ومنصب وغیرہ چھوڑ کر اپنی بیوی کو ساتھ لیا اور فرہ کی راہ لی۔ جب فرہ کے قریب پہونچ کر امامناؑ کی خدمت میں اطلاع کرائی تو اس وقت حضورؑ حرم محترمہ بی بی بونجیؓ کے مکان میں تھے اس اطلاع پر حضور بیٹے کے انتظار میں مکان سے صحن اور صحن سے مکان میں ٹہلنے لگے۔ بی بی بونجیؓ نے جذبۂ انبساط کی اس کیفیت کو دیکھ کر پوچھا۔ کیا میراں جیؑ کو بھی فرزند کے آنے کی اتنی خوشی ہوتی ہے؟ فرمایا ''کیوں نہ ہو پوت پوت ہوکر آرہا ہے'' جب میراں سید محمودؓ نے حاضر ہوکر قدمبوسی کا شرف حاصل کیا تو امامناؑ نے فرطِ مسرت سے دیر تک گلے سے لگائے رکھا اور یہ شعر پڑھا۔

بايد شكست از همه عالم برائے يار
آرے برائے يار دو عالم توان شكست

مسرت وانبساط سے باپ اور بیٹے کی آنکھوں سے اس قدر آنسو رواں ہوئے کہ دونوں کے شانے تر بہ تر ہو گئے۔

حضرت مہدی علیہ السلام نے وصال سے کچھ دنوں پہلے ارشاد فرمایا کہ میرے اصحاب کی مثال سونار کی بھٹی جیسی ہے کہ جس کے بعض کوئلے پورے سلگے ہیں۔ بعض آدھے اور بعض پاؤ، بعض سلگنے کے قابل ہیں اور بعضوں کو صرف بھانپ لگی ہے۔ انشاء اللہ وہ سب سید محمودؓ کے حضور میں سلگ جائیں گے۔ یہ نقل متفق علیہ ہے اور اسی بناء حضرت مہدی علیہ السلام کے واصل بحق ہونے کے بعد تمام صحابہ ومہاجرین نے اسی حرارت وعقیدت سے میراں سید محمودؓ کے حلقہ بگوش رہے اور فرطِ عقیدت سے میراں سید محمودؓ کو ''ثانی مہدی'' کے لقب سے مخاطب کرنا شروع کیا۔

میراں سید محمودؓ کا دائرہ امام علیہ السلام کے دائرہ رشد وہدایت کا نقش ثانی تھا۔ احکام کتاب الٰہی، سنت محمد رسول اللہ ﷺ، ہدایت مہدی مراد اللہ کی پابندی، متابعت اور عمل آوری کا مثالی دائرہ تھا۔ مہدی موعودؑ کی وفات کے بعد یہ وہ اولین دائرہ تھا جس کی مرکزیت اور تنظیم اپنی آپ نظیر تھی۔ میراں سید محمودؓ کی شخصیت میں غیر معمولی جاذبیت اور کشش تھی چنانچہ جملہ مہاجرین، یاروا صحاب مہدی موعودؑ کا بلا استثناء آپ کی اتباع کرنا، خود آپ کی الوالعزمی، فکرونظر کی دلیل ہے۔ آپ کے خلق ومروت کے برتاؤ کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی اور صدہا میل سے طالبانِ حق آ کر حلقہ بگوشی میں شامل ہوتے تھے۔ میراں سید محمودؓ روزانہ عصر ومغرب کے درمیان بیان قرآن فرماتے تھے۔ عدل وانصاف اور دیانت داری کا اس واقعہ سے اندازہ کیجئے کہ ایک روز جبکہ آپ بیان قرآن میں اس آیت پر پہونچے۔

ترجمہ:۔''ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کر نہیں سکتے۔ اللہ کو یہ بات سخت ناپسند ہے کہ ایسی بات کہو جو کر کے نہ دکھاؤ'' (جز ۲۸ رکوع ۹)

آپ پر رقت طاری ہوگئی بیان بند کر دیا اور خاموشی اختیار کر لی کچھ دن اسی حالت میں گزرے بیانِ قرآن کیلئے صحابہ ومہاجرین کا اصرار ہوتا رہا۔ لیکن آپ نے اس وقت تک بیان قرآن شروع نہیں کیا جب تک کہ تزکیہ نفس سے اپنے حال کو اس آیت کے مطابق نہیں بنالیا۔ اس سلسلہ میں آپ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن کا بیان کرنے والے کا قال بہ حال ہونا چاہئے۔ آپ کے دائرہ میں چھوٹے بڑے، مالدار اور مفلس کا کوئی سوال ہی نہیں تھا۔ سب پر

ایک ہی حالت طاری تھی۔ سب ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ ہر آٹھویں دن دائرہ میں اجماع ہوتی صحابہ ومہاجرین سے میراںؓ یہ تاکید فرماتے کہ اگر آپ لوگ بندہ میں کوئی امر خلاف شرع محمدیؐ یا خلاف عمل مہدی موعودؑ پائیں تو فوراً ظاہر کردیں۔ ورنہ آپ خدا کے پاس جوابدہ ہوں گے۔

بیانِ قرآن کے وقت اور اجماع میں دائرہ کے نوجوانوں کو اپنے قریب بلا کر بٹھاتے تا کہ ان میں صحیح مذہبی زندگی گزارنے کا شعور پیدا ہو۔ میراں سید محمودؓ میں کمال درجہ خاکساری اور فروتنی تھی۔ آپ باوجود جانشینِ مہدی موعودؑ ہونے کے سارے مہاجرین اور یاروا صحاب مہدیؑ کی بڑی تعظیم وتکریم فرماتے تھے۔ بندہ کمتر وحقیر ہے کسی توصیف کا مستحق نہیں۔ مہدی موعودؑ کی بارگاہ سے آپ کو فضل وشرف ملا ہے۔ بندہ کا فضل وشرف تو صرف برادرانِ دائرہ کا اکتسابِ عمل ہے۔ میراں سید محمودؓ کسی کے ضعفِ عمل وکردار کو گوارہ نہیں کرتے اور کسی سے رو ورعایت نہیں فرماتے تھے۔

دعوت الی اللہ کی خاطر اور تقویت دین مہدیؑ کے لئے آپ نے اکثر جلیل القدر اصحاب مہدیؑ کو الگ الگ دائرے بنا کر رہنے کا حکم دیا۔ لیکن ان دائروں پر آپ کی موثر نگرانی رہتی تھی۔ کسی عمل ومعتقدات میں کوئی اختلاف رائے یا اشکالِ نو پیدا ہوتے تو آپ ان کو حل فرمایا کرتے اور آپ کا قول وفعل واجب التعمیل ہوتا۔

میاں ملک جیؓ کو جن کے حق میں مہدی موعودؑ نے ''شہزادہ لاہوت'' کی بشارت دی تھی میراں سید محمودؓ نے علیحدہ دائرہ قائم کرکے رہنے کی اجازت دی۔ اس کے ساتھ ساڑھے چار سو طالبانِ حق تھے۔ جب میراںؓ کو معلوم ہوا کہ ملک جی طالبانِ حق پر سختی کرتے ہیں اور ہر روز نئی تجلی کے اکتساب کی تلقین کرتے ہیں اور خود بھی اسی دھن میں رہتے ہیں تو فرمایا' ملک جی ابھی پورے نہیں ہوئے۔ ان کو بندہ کی صحبت کی ضرورت ہے۔ ملک جی یہ سنتے ہی اپنی مشیخت اور سجادگی کو بالائے طاق رکھ کر اپنے سارے مریدوں کے ساتھ میراں سید محمودؓ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور جب ان کو میراںؓ نے فیض صحبت سے کامل بنا دیا تو جانے کی اجازت دی۔

میراں سید محمودؓ کا مقصد' دین مہدیؑ کی تبلیغ واشاعت اور مخلوق کو راہِ حق کی طرف بلانا تھا۔ جب آپ نے نشر واشاعتِ مذہب کے لئے فرداً فرداً برگزیدہ اصحاب مہدی ومہاجرین کو اپنے سے علیحدہ کرکے الگ الگ دائرے بنا کر رہنے کا حکم دیا تو اشاعتِ دین برحق میں وہ اثر پیدا ہو گیا کہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ تصدیق مہدی موعودؑ سے مشرف ہوتے گئے۔ دین مہدیؑ کی اس روز افزوں ترقی کو دیکھ کر علماء ومشائخین گجرات میں ایک ہلچل پڑ گئی۔ مہدوی

رہنماؤں کی تبلیغی سرگرمیوں سے خائف ہو کر ان مشائخین وعلماء نے حکومت میں درخواست پیش کی کہ سید محمد جونپوری نے دعوئے مہدیت کیا تھا وہ خراسان میں فوت ہو گئے لیکن ان کے فرزند سید محمودؒ گجرات میں اپنے دین کی تبلیغ سے ایک ہنگامہ برپا کر دیا ہے۔ لوگ دیوانہ وار ان کی طرف مائل ہوتے جا رہے ہیں۔ حکومت کے بعض عہدہ داران بھی ان کے حلقہ ارادت میں شامل ہو رہے ہیں۔ اس لئے اگر بروقت اس کا انسداد نہ کیا جائے تو عجب نہیں وہ حکومت کا تختہ الٹ دیں۔ چنانچہ علماء سو کی شکایات پر بادشاہِ وقت نے میراں سید محمودؒ کو قید کرنے کا حکم دیا۔ چالیس روز آپ محبس احمد آباد میں مقید رہے۔ جب بندگی میاں سید خوندمیرؒ کی کوشش سے آپ مجلس سے رہا ہوئے تو بیڑیوں کے وزن سے آپ کے پاؤں میں ناسور پڑ گئے تھے۔ اسی ناسور اور زخموں سے ۴/ رمضان ۹۱۹ ہجری کو جانشین مہدی موعودؑ واصل بحق ہوئے۔ جس کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ کی رضا و خوشنودی، احیائے شریعت محمدیؐ اور اشاعتِ تعلیمات مہدی موعود علیہ السلام میں صرف ہوا، میاں شاہ نعمتؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بھیلوٹ کے تالاب کے کنارے اس پیکرِ نورانی کے جسم اختیاری کو سپرد خاک کیا گیا۔ اس طرح وہ مرکزِ رشد و ہدایت، جو اماماًّ کے بعد تقریباً دس سال تک صحیح اصول و تعلیمات اماماًّ کے ساتھ میراں سید محمودؒ کی ذات خلافت میں مرکوز تھی ختم ہوگئی۔ اور اسی دن سے اختلافات شروع ہو گئے چنانچہ میراں سید محمودؒ کی وصال کے بعد اسی روز اور اسی مرکزی دائرے میں مہاجرین کی اٹھارہ جماعتیں بن گئیں اور اٹھارہ اذانیں ہوئیں اور اس طرح وہ مرکزیت فکر و نظر جو دس سال تک بیک جنبشِ نظر برسرکار تھی پارہ پارہ ہوگئی اگر اس وقت کسی ایک امام پر اتفاق رائے ہو جاتا تو وہ مرکزیت جو جوشِ عمل، حبِّ دینی، تبلیغ مذہب اور تنظیم رشد و ہدایت کی روحِ رواں تھی کبھی نہ فنا ہوتی۔

بشکریہ "نورِ حیات" مطبوعہ فروری ۱۹۶۲ء

☆●●●●●●●●☆

از: حضرت الحاج مولانا سید محمد صاحب اہل اکیلی

حضرت ثانی مہدیؓ کے عہد میں تبلیغ مہدویت

حضرت امامنا علیہ السلام کی رحلت فرہ مبارک میں ۱۹/ ذیقعدہ ۹۱۰ھ یوم دوشنبہ (۲۳/اپریل ۱۵۰۵ء) میں واقع ہوئی تو آپ کے سب اصحاب کا قصد فرہ مبارک ہی میں قیام کا تھا۔ مگر مروی ہے کہ حضرت کی روح پرفتوح سے حضرت بندگیمیاں رضی اللہ عنہ، کو بہ تاکید تمام حکم ہوا کہ اب یہاں نہ ٹھہرو۔ فوراً گجرات کا قصد کرو آپ نے حسب الحکم روز دہم حجامت کی اور اپنے سر کے بال روضہ مبارک کے پائینتی دفن کئے۔ اور طعام دہم سے فارغ ہو کر راہی گجرات ہوئے۔ حضرت ثانیٔ مہدی کا قیام فرہ مبارک ہی میں رہا اور سب لوگ آپ کے ساتھ وہیں مقیم رہے۔ مدت اقامت تقریباً ایک سال بیان کی گئی ہے۔ مروی ہے کہ آپ کو بھی نومہینہ بعد پرروح و پرفتوح امامناً سے معلوم ہوا کہ اب آگے کا قصد کرو اور گجرات جاؤ۔ آپ نے تمام ہمراہیوں کے ساتھ کوچ کیا اور جلد از جلد منازل سفر طئے کرتے ہوئے وارد گجرات ہوئے اور مقام بھیلوٹ میں مقیم ہوئے۔ گجرات میں آپکے تشریف لانے کی خبر بہت جلد سب کو معلوم ہوگئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ دائرہ فرہ کے ساکنین میں کچھ لوگ وہیں رہ گئے اور آپ کے ساتھ شریک سفر نہ ہو سکے۔ ان میں خصوصیت سے علی فیاض کا نام لیا جاتا ہے۔ آپ کو امامنا علیہ السلام کی صحبت کا شرف ساڑھے چار مہینے حاصل رہا ہے۔ ان کے علاوہ ملا درویش ہروی اور ملاں حاجی فراہی بھی وہیں رہ گئے۔ آپ کے فرہ مبارک سے کوچ کرنے کے کچھ ہی عرصہ بعد وہ واقعہ رونما ہوئے جس کی وجہ سے حضرت ثانی مہدی کو فرہ سے ہجرت کر جانے کا حکم دیا گیا تھا۔ شاہ اسماعیل سرخ کلاہ نے جس طرح دیگر بزرگوں کے مزارات کی توہین و بے حرمتی کی آپ کے مزار کی، بے حرمتی کی غرض سے پانچ سو، سواروں کا ایک دستہ فوج روانہ کیا ابھی یہ لشکر فرہ نہیں پہونچا تھا کہ اثناء راہ میں تیز وتند ہوائیں چلنے لگیں اور گرد وغبار کے طوفان سے روز روشن، شب تاریک نظر آئے اور لشکر پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ وہ واپس لوٹ گیا۔ مگر شاہ اس سانحہ سے بھی ہراساں نہ ہوا اور بے حرمتی کا خیال اپنے لوح دل سے دور نہ کر سکا۔ اس کالڑ کا تعمیر شکن آلات لیے جب مزار مبارک سے قریب ہونے لگا تو اچانک زمین شق ہوئی اور زمین میں کمر تک دھنس گیا۔ ہر طرح عاجز اور مجبور ہو کر بے ادبی سے باز آیا اور آہ وزاری کرتے ہوئے دعائیں کرنے لگا تب اس مصیبت سے نجات میسر آئی۔ اور ایک روایت

میں مذکور ہے کہ خود شاہ نے اپنے ہاتھ میں کدال لی اور مزار مقدس کو منہدم کرنے کے لئے آگے بڑھا۔ ابھی مزار تک نہیں پہنچا تھا کہ اس قدر شدید درد شکم میں مبتلا ہوا کہ ہوش و حواس برقرار نہ رہے سمجھ گیا کہ برے ارادے کی یہ سزا ہے۔ عرض کرنے لگا کہ اس اذیت و تکلیف سے نجات پاؤں تو کمال عقیدت اور خدمت گزاری کی روش پر ثابت قدم رہوں گا۔ فوراً ہی درد دور ہو گیا۔ مزار مبارک پر عطر مشک وغیرہ ملا اور گلاب وغیرہ سے دھویا علاوہ بادشاہ کے امراء و ملوک سے جو لوگ موجود تھے وہ سب بھی صدق دل سے معتقد درگاہ ہوئے راویوں نے ان کی تعداد بارہ بیان کی ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ گنبد کی عالیشان عمارت حوض مسجد اور خانقاہ وغیرہ اسی نے تعمیر کروائے ہیں۔ مگر دوسری روایت زیادہ صحیح ہے کہ شاہ قاسم عراقی حاکم فرہ مہدوی نے تعمیر کا آغاز کیا اور اس کے بعد یگان سلطان مہدوی حاکم فرح کے زمانہ میں عمارات کی تکمیل ہوئی۔ ان لوگوں کی مہدویت حضرت زکریا صحابی مہدی کے سلسلہ سے متعلق ہے اور عہد حضرت شہاب الحق والدین کا مذکور ہے یعنی ۹۴۸ھ سے ۹۷۲ھ تک۔

آج تقریباً ساڑھے چار سو سال بعد مسجد اور حوض کے آثار نظر نہیں آتے البتہ روضہ مبارک سے کافی فاصلہ پر مشرقی سمت میں باب الداخلہ اور اس کے دونوں جانب خصوصاً شمالی جانب کی حصار کی دیوار پر خانقاہ کے نقوش نظر آتے ہیں۔ روضۂ مبارک کی اندرونی سمت میں اینٹوں کی جو چنائی کی گئی ہے۔ پلاسٹنگ کی ضرورت ظاہر کرتی ہے۔ اس طرح اوپری حصہ میں بھی پلاسٹنگ ضروری ہے اور فرش بھی لازم ہے۔ اگر یہ کام ہو جائے تو کافی عرصے تک گنبد محفوظ ہو سکتی ہے۔ جونہی افغانستان کے حالات درست ہوں، قوم کا اس اہم کام کی جانب متوجہ ہونا ازبس ضروری اور لازم ہے۔

جب حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ فرہ مبارک سے بھیلوٹ تشریف لائے اور بھیلوٹ میں مقیم ہو گئے تو اس کی اطلاع حضرت بندگی میاں رضی اللہ عنہ کو بلدہ سلطان پور نواح خاندیس میں جہاں آپ کا دائرہ معلّٰی تھا ملی۔ آپ نے صرف سات بھائیوں کو ساتھ لے کر فوراً بھیلوٹ کا قصد کیا۔ آپ کے آنے سے حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے۔ کچھ عرصہ کے بعد فرمایا آپ کے دائرہ کے لوگوں کو آپ کا انتظار ہوگا۔ اب واپس جانا مناسب ہے بندگی میاں نے عرض کیا میں واپس جانے کے ارادے سے نہیں آیا ہوں۔ مجھے اپنے ساتھ رہنے کی اجازت دیجئے۔ ثانیٔ مہدی نے فرمایا اب آپ مجھے خوش کیجئے اور واپس تشریف لیجائیے۔ غرض کہ حضرت نے بہت اصرار سے میاں کو رخصت کیا پھر آپ سلطان پور سے دوبارہ بھیلوٹ تشریف لائے۔ حضرت نے بہت خوشنودی کا اظہار فرمایا اور جب

دیکھا کہ میاں کا ارادہ واپسی کا نہیں ہے تو ایک مہینہ گذرنے کے بعد میاں کو اپنے ساتھ ایک گوشہ میں لے گئے اور کہنے لگے میں آپ کا بہی خواں ہوں جو بشارات امام علیہ السلام نے بندہ کو دی ہیں وہی بشارات آپ کو بھی دی ہیں۔ اور کوئی فرق روانہیں رکھا ہے کہ ہم دونوں کو برادران حقیقی فرمایا ہے اور آپ کو امر قاتلو و قتلو بھی تفویض فرمایا ہے۔ سو وہ لوگ جو آپ کی صحبت میں فیض حاصل کرتے ہیں۔ ہمارے ساتھ کس طرح رہ سکیں گے۔ مناسب یہ ہے کہ آپ کا دائرہ زیادہ فاصلہ پر نہ ہو۔ اتنا فاصلہ کافی ہے کہ یہاں کی خبر وہاں اور وہاں کی خبر یہاں ایک روز میں مل سکے۔ چنانچہ میاں نے حضرت کی رائے کے مطابق عمل کیا اور کھانبیل میں اپنا دائرہ قائم کیا۔ بھیلوٹ اور کھانبیل کی مسافت ۱۸ میل سے زیادہ نہیں ہے مقامی طور پر بارہ کوس کی مسافت مشہور ہے اور گجرات کا کوس ۱ ۱/۲ (ڈیڑھ) میل شمار ہوتا ہے۔

میاں کے سواء حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ نے حضرت بندگی میاں شاہ نظام سے بھی کہا کہ آپ کے اہل و عیال کا صرفہ بھی سنگین ہو گیا ہے آپ بھی جدا دائرہ باندھیں۔ حضرت شاہ نظام بھی جدا دائرہ باندھنے پر راضی نہ تھے مگر حضرت کے اصرار سے مجبور ہو گئے اور بہت قریب یعنی رادھن پور میں دائرہ باندھا جو بھیلوٹ سے تین کوس یا ۴ ۱/۲ میل ہے۔ اور ہر جمعہ یا شنبہ کو بھیلوٹ آتے تھے اور با چشم پر آب واپس ہوتے تھے۔ اسی طرح آپ کے اصرار سے حضرت بندگی میاں شاہ نعمت کو علیحدہ دائرہ قائم کرنے پر راضی کیا۔ ان بزرگوں کے علاوہ حضرت میاں الہداد حمید حضرت میاں ابوبکر اور حضرت میاں عبدالمجید نورنوش، حضرت میاں یوسف، حضرت میاں شیخ محمد اور حضرت میاں ملک جی رضی اللہ عنہم، کو جدا دائرہ باندھنے کی ہدایت کی۔ البتہ ان سب دائروں کی مسافت زیادہ نہ تھی۔ کم و بیش (۱۲) کوس کی مسافت تھی اور برابر سب دائروں کی اطلاع بھیلوٹ کی خبر' ان سب دائروں کو معلوم ہوتی رہتی تھی۔

حضرت کا منشاء جدا جدا اور قریب قریب دائروں کے قیام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تبلیغی مہمات منظم طور پر انجام دی جائیں۔ آپ کے عہد میں تبلیغی سرگرمیاں نہایت خاموش اور بہت خوش اسلوبی سے متفقہ و متحدہ طریقہ سے جاری تھیں اور مہدویت کا حلقۂ اثر وسیع تر ہونے لگا۔ آپ نے مہدویت کو مستقل بنیاد پر قائم کرنے اور استحکام بخشنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ انصاف نامہ کی روایت ہے کہ ملا احمد خراسانی کچھ مہینے اور کچھ دن حضرت ثانی مہدی کی صحبت میں رہے ہے اور دیگر اصحاب کی صحبت میں بھی' وہ چند سال اور چند ماہ رہ چکے تھے۔ ایک دن میراں سید محمود سے پوچھنے لگے۔ منکر مہدی کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے جواب میں فرمایا ہم کافر کہتے ہیں اسنے کہا اگر میں انکار کروں فرمایا اگر بایزید ہوں اور انکار مہدیؑ کریں تو کافر ہوں گے۔ اسی طرح ایک اور نقل بھی مذکور ہے۔ ملا محمود

خوندشہ عرف مانکڑہ نے کسی دن چاہا کہ ایک بار امامت کرے اور ایک دفعہ آگے بڑھا۔ میاں نے ہاتھ پکڑ کر پیچھے ہٹادیا اور کہا کہ تم منکر مہدی ہو۔

اسی طرح ایک اور روایت ہے کہ پٹن شریف میں شیخ احمد ہراسیہ نے میاں کے حضور میں نماز مغرب کے وقت امامت کا قصد کیا میاں نے ہاتھ پکڑ کر پچھلی صف میں ہٹادیا اور فرمایا تم منکر مہدی ہو تمہاری اقتداء میں نماز ادا کرنا روا نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دائروں میں مخالفین بھی آتے تھے اور کبھی کبھی اپنی مرضی پر عمل کرنا چاہتے تھے۔ ظاہر ہے دائروں میں آنے سے کسی کو روکا نہیں جاسکتا تھا کیونکہ آنے کی غرض وغایت وعظ ونصیحت سنناہی ہوسکتی ہے اور شاذ و نادر بعض لوگوں نے جرأت بیجا بھی کی ہے۔ سوائے مذکورہ روایت کے کوئی اور روایت نظر نہیں آتی۔ جس سے اس قسم کی جرأت معلوم ہوتی لہذا یہ محض شاذ واتفاقی صورت ہی تصور کی جائے گی۔

ان روایات کو پیش کرنے کی غرض، مہدویت کی عام تبلیغ کا اظہار اور دشمنوں کے حسد وعناد کا اظہار بھی ہے جو مخالفت کا سبب قرار پاسکتا ہے۔ حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایک فتنہ سر اٹھا رہا تھا جس کا متفقہ طور پر سدِ باب ضروری تھا۔ حضرت بندگی میاں لاڑشاہ کو امامنا علیہ السلام کی تصدیق اور آپ کی صحبت کا شرف اثنائے قیام پٹن شریف میں حاصل ہوا تھا۔ مگر انہوں نے حضرت امام کے ساتھ ہجرت نہیں کی۔ پٹن ہی میں یا احمد آباد میں مقیم رہے۔ نہ وہ بڑلی میں ساتھ تھے جہاں آپ نے اپنی مہدیت کا دعویٰ موکد کیا نہ اس کے بعد جیسلمیر، ٹھٹھ، خراسان وغیرہ مقامات میں ان کو رفاقت کا موقع ملا اور اس اثناء میں جو احوال وواقعات پیش آئے، اس سے وہ لاعلم اور بے خبر تھے۔ ممکن ہے دوسروں سے انہوں نے سنا ہو مگر اس پر ان کو یقین کامل نہ ہوا۔ سیدنا علیہ السلام کا یہ فرمان ان الفاظ میں اس قدر مشہور ہے کہ کسی راوی سے کوئی لفظی فرق بھی مروی نہیں۔ یہ فرمان آپ کے سفرِ ٹھٹھ میں صادر ہوا۔ حالات کی تفصیل غیر ضروری ہے۔ ''بہ دنبال مخالفین مہدی نماز مگذارید اگر گزارد باشید باز بگردانید'' یعنی مخالفین مہدی کے پیچھے نماز مت پڑھ اگر پڑھ لی ہے تو لوٹا کر پڑھو۔ باوجود اس صاف وصریح فرمان کے حضرت میاں لاڑشاہ اور بعض دیگر اصحاب نے امام علیہ السلام کے عمل کو حجت متصور کرتے ہوئے اس سے اختلاف کیا اور کہا کہ امام علیہ السلام کی روش یہ رہی کہ آپ نماز جمعہ وعیدین کیلئے شہر کی مساجد کو تشریف لے جایا کرتے تھے۔ چونکہ حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ کا عہد سب اصحاب کا ایک متفقہ عہد ہے اور اس عہد میں یہ شبہ جب پیدا ہوا تو متفقہ طور پر اس شبہ کو دُور کرنے کی کوشش لازم تصور کی جائے گی۔ حضرت بندگی میاں شاہ دلاور رضی اللہ عنہ کی سیرت سے سب آگاہ

ہیں۔آپ کسی بھی معاملہ میں خود کو پیش پیش رکھنا پسند نہیں کرتے تھے۔اکثر و بیشتر آپ نے بدرجہ مجبوری اظہار خیال کیا ہے مگر اس موقع پر آپ پیش پیش ہو کر ایک طویل بیان خیر تحریر میں لاتے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ شاہ دلاور حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ کے سب سے زیادہ قابل اعتماد لوگوں میں سے تھے۔حضرت کے حین حیات کسی موقع پر بھی آپ سے جدا نہیں ہوئے۔یہاں تک کہ حضرت نے بحالت قید بھی ان کو اپنے سے جدا نہیں کیا۔آپ کا پیش پیش ہو کر تقریباً ۲۷، ۲۸ صفحات کا رسالہ قلمبند کرنا کس کے ایما ہی سے ہو سکتا ہے؟۔پھر بجز ثانی مہدی رضی اللہ عنہ کے کون ان کو حکم دے سکتا تھا کہ وہ اس مضمون پر ایک مفصل بیان تحریر کریں۔جب وہ عبارت مکمل ہو گئی تو اس پر سب اصحاب نے دستخط ثبت کئے۔ حضرت ثانی مہدی، حضرت بندگی میاں رضی اللہ عنہ، حضرت بندگی ملک برہان الدین وغیرہ۔حضرت بندگی ملک برہان الدین کا سن وفات ۹۱۵ھ ہے لہذا یہ رسالہ ۹۱۵ھ سے قبل ہی لکھا گیا ہے۔حضرت بندگیمیاں شاہ دلاور رضی اللہ عنہ کا ایک سو سالہ رسالہ قوم میں ''محضرہ'' کے نام سے مشہور ہے۔اس کے کچھ مندرجات نقل کئے جاتے ہیں۔

میراں علیه السلام از وقتیکه ظهور مهدیت کرده اند بدنبال هیچ مخالف نگذارده اند ۔یعنی کہ جب سے میراں علیہ السلام نے مہدیت کا اظہار فرمایا ہے کسی مخالف کے پیچھے آپ نے نماز نہیں پڑھی ہے۔

حضرت میراں ہر جا کہ نماز گذاردانند خطیباں آنجا ساکت بودند جبکہ بعضے جا موافق ہم بودند۔چنانچہ در کاہا ابنائے قاضی قاضن موافق بود۔یعنی حضرت میراں علیہ السلام نے جہاں کہیں نماز پڑھی ہے اس مقام کے خطیب ساکت تھے۔جبکہ بعض مقامات کے لوگ موافق تھے۔چنانچہ کاہا میں حضرت قاضی قاضن کے بیٹے موافق تھے۔

اس جگہ اس شبہ کا ازالہ کیا گیا ہے کہ بادشاہ اور قاضی کے مخالف ہونے سے خطیب مسجد کا مخالف ہونا لازم نہیں آتا۔بمخالفت بادشاہ و قاضی لازم نمی آید کہ خطیب آن مسجد ہم مخالف بودے۔

محضرہ کی تصنیف کا سن جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہے ۹۱۵ھ یا اس سے قبل کا ہے یعنی امامنا کی رحلت کے صرف چار پانچ سال بعد۔آپ نے دعوے کے ساتھ یہ عبارت لکھی ہے۔بندہ ہر کس را می گوید کہ یک خطیب رابیارید کردہ با مہدیؑ یاران دے حجت و انکار کردہ است پس ظہور شدن مخالف بدنبال او حضرت میراں نماز گذاردہ اند۔یعنی بندہ ہر شخص سے کہتا ہے کہ ایسا کوئی ایک خطیب لاؤ جس نے حضرت مہدی علیہ السلام یا آپ کے اصحاب سے حجت و انکار کیا ہو اور اس کی مخالفت ظاہر ہونے کے بعد اس کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔محضرہ کے آخر میں یہ عبارت درج ہے۔

فاعلم ان اصحاب المهدی الموعود التابعین اتفقو علیٰ ھذا المکتوب فھم میراں سید محمود بن مہدی موعود، میاںسید خوندمیر، میاں شاہ نعمت، میاں شاہ نظام، ملک برہان الدین (داماد مہدی علیہ السلام) میاںشاہ دلاور، میاں امین محمد، ملک معروف، میاں یوسف، میاں سلام اللہ۔ یعنی معلوم ہونا چاہئے کہ اصحاب مہدی موعود علیہ السلام اور تابعین رضی اللہ عنہم نے اس مکتوب سے اتفاق کیا ہے۔ ان میں میراں سید محمود بن مہدی موعود، میاں سید خوندمیر، میاں شاہ نعمت، میاں شاہ نظام، میاں برہان الدین، میاں شاہ دلاور، میاں امین محمد، ملک معروف، میاں یوسف، میاں سید سلام اللہ، خصوصیت سے حضرت بندگیمیاں سید سلام اللہ سیدنا علیہ السلام کے برادر عم زاد اور برادر نسبتی شروع سے آخر تک آپ کے ساتھ رہے ہیں۔ جونپور سے ہجرت کے بعد فرہ میں وصال تک ساتھ رہے ہیں۔ سفر حج میں بھی آپ کے ساتھ تھے۔ اس مکتوب پر ان کے دستخط ہیں جس سے امام علیہ السلام کا مخالف مہدی کی اقتداء نہ کرنا ثابت ہوتا ہے۔

منہاج التقویم میں میاں عبدالملک سجاوندی نے امام علیہ السلام کا نماز عید و جمعہ کے لئے جانا شعائر اسلامی کی رعایت ظاہر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ اما صلواۃ العید و الجمعة مخالف امام لا یعلم النکارہ رعایته شعار الاسلام و ما نفل احد من الصحابته از علی خلف امام ظھر النکارہ۔

ترجمہ: لیکن نماز جمعہ وعید شعار اسلام کی رعایت کے مدنظر ایسے امام کے پیچھے جس کا انکار ظاہر نہیں ہوا پڑھنے کا امکان ہے۔ آپ کے اصحاب میں سے کسی سے بھی مروی نہیں ہے کہ آپ نے کسی ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھی ہے جس کا انکار ظاہر ہو چکا ہو۔ حضرت ثانی مہدی کے عہد کا یہ کارنامہ جس کی بابتہ ظاہر ہو چکا ہے کہ آپ ہی کی ایماء سے حضرت شاہ دلاور نے انجام دیا ہوگا۔ بڑا اہم کارنامہ اور مہدویت کے استحکام کا اہم معاملہ ہے۔ بعد کے لوگوں کی رائے اس متفقہ فیصلہ کے خلاف نہیں ہو سکتی۔ حضرت ثانی مہدی مہدویت کے تعلق سے ہر معاملہ میں خود کو ذمہ دار تصور کرتے تھے۔ اس سلسلہ کی بھی ایک روایت نقل کی جاتی ہے۔

نقل است روزے میراں براہ می رفتند گفت کہ پس از خوند کار عیسیٰ کے خواہند آمد فرمودند کہ عیسی پس ما خواہند آمد میاں شیخ محمد نامی مہاجر بود او شاں پس پشت میراں استادہ بودند برخود گمان کردند کہ میراں مرا فرمودند بعد رحلت در سندہ رفتہ دعوئ عیسیٰ کردند۔ بسیار کساں گرویدند

و پنج صد سوار جمع شدند خبرش به میراں سید محمود رسید فرمودند و سه مہاجران رابکنین او فرستادند، یکے میاں نظام غالب دوم میاں حیدرسوم میاں سومارالشان میاں راہ خیرش یافتند که سرش بریدند باجمیع نوالبان حاکم انجالی (نقلیات میاں سید عالم)فانی فی الله باقی بالله یعنی نقل ہے کہ میراں علیہ السلام کسی روز راہ سے گذر رہے تھے کسی نے پوچھا خوندکار کے بعد حضرت عیسیٰ کب آئیں گے۔ فرمایا کہ ہمارے پیچھے آئیں گے۔ میاں شیخ محمد نے گمان کیا کہ میراں علیہ السلام نے میری بابت ارشاد فرمایا ہے کیونکہ وہ اس وقت آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے۔ اورانہوں نے آپ کی رحلت کے بعد ملک سندھ میں جاکراپنے عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا۔ بہت سے لوگ ان کے ساتھ ہوگئے اور پانچ سوسوار جمع ہوگئے۔ اس واقعہ کی اطلاع حضرت میراں سید محمودؓ کو ہوئی۔ آپ نے ان کے قتل کے لئے تین مہاجرانِ مہدی کو نامزد کیا۔ حضرت میاں نظام غالب، حضرت میاں حیدراور حضرت میاں سومار اور تینوں بزرگ اپنی مفوضہ مہم پر روانہ ہوگئے اور اثنائے راہ میں ان کو معلوم ہوا کہ وہاں کے حاکم نے اپنے لوگوں کے ذریعہ ان کا سر قلم کروادیا ہے۔ حضرت میاں لاڑشاہ نے امامنا علیہ السلام کے ساتھ پٹن شریف سے ہجرت نہیں کی تھی اور پٹن سے فرہ تک جو احوال وواقعات گذرے ہیں ان سے واقف نہیں تھے۔ اسی لئے انہوں نے نماز جمعہ وعیدین میں مخالف مہدی امام کی اقتداء جائز تصور کی اور حضرت بندگی میراں سید محمودؓ نے حضرت شاہ دلاور رضی اللہ عنہ کے محضرہ کے ذریعہ اس داخلی فتنہ کا متفقہ طور پر سدِ باب فرمایا۔ پھر میاں شیخ محمد مہاجر سے جو سہو ہوا وہ مہدویت کے لئے سخت بدنامی کا موجب ہوتا۔ اس کے سد باب کیلئے آپ نے ان کے قتل کا مہاجرین کو حکم دیا مگر اس کی نوبت نہیں آئی۔ مشہور ومبشرا کابر صحابہ کو آپ نے جداگانہ دائرے قائم کرنے کی ہدایت جس مقصد سے فرمائی تھی وہ اس کے سواء نہیں آتا کہ مہدویت کی تبلیغ متعدد مراکز سے جاری رہے خصوصاً حضرت بندگی میاں رضی اللہ عنہ سے جو بات آپ نے رازدارانہ گفتگو میں کہی کہ امام علیہ السلام نے امر قتال آپ کے تفویض فرمایا ہے "نزد ما ماندن مصلحت نیت جدا بمانید که خلائق بیان شنوند و تربیت و تلقین شوندو امداد کنند تا فرموده امام ظهور شود" اورایک دوسری روایت کے الفاظ ثانی مہدی فرمود کہ "یاران شما از شمافیض گیرند و پیش بنده ماندن نه توانند" اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امر قتال کے سلسلہ میں میاں کی کاروائیوں سے آپ متفق تھے اور ضروری سمجھتے تھے کہ مہدویت کی حمایت میں دفاعی خدمات انجام دیئے جائیں اور امام علیہ السلام کی بشارت کا ظہور

عمل میں آئے۔ آپ کے پیش نظر تمام تر مہدویت کا فروغ اور اس کا غلبہ تھا۔ آپ کے عہد میں جس نہج سے مہدویت کا تبلیغی کام اتفاق واتحاد سے انجام دیا جارہا تھا خصوصاً حضرت کے دائرۂ معلّٰی میں، روزآنہ بیان قرآن کا سلسلہ جس طرح جاری تھا اور بیشمار لوگ مہدوی ہوتے جارہے تھے اور روز بروز مہدویت کا حلقۂ اثر ترقی پذیر تھا۔ مخالف علماء نے جب دیکھا کہ مہدویت کی تبلیغی کی نفی کرنا بلکہ اس کی تبلیغ کی مدافعت کی کوئی کوشش کرنا ان سے کسی طرح ممکن نہیں نہ وہ خلق خدا کو مہدوی مذاہب اختیار کرنے سے کسی طرح روک سکتے ہیں اور نہ کوئی چارہ کاران سے ممکن ہے۔ تو وہ گجرات کے بادشاہ سلطان مظفر ثانی کو معروضے پیش کرنے لگے اور صرف حضرت کی ذات والاصفات کے حبس وایذا کی جانب ترغیب دینے لگے۔ سلطان نے بلاتحقیق آپ کو محبوس کرنے کا حکم دیدیا۔ اور ظالموں نے آپ کو وزنی بیڑیاں پہنا کر اپنے حلقہ میں احمد آباد پہونچایا۔

حضرت شاہ نعمتؓ اور حضرت شاہ نظامؓ کو اس کی اطلاع ملی تو وہ بھی ساتھ ہوگئے۔ حضرت نے بطور خود شاہ دلاورؓ کو اپنے ساتھ رکھا تھا۔ سپاہیوں نے جب ہر دو اصحاب کو ساتھ چلتے ہوئے دیکھا تو معترض ہوئے اور کہنے لگے ان کے بارے میں ہم کو حکم نہیں ہے یہ کیوں ساتھ آرہے ہیں بالآخر حضرت نے خود ان ہر دو اصحاب سے کہا آپ کا آنا خلاف مصلحت ہے۔ ہم سب دشمنوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہوجائیں گے۔ مطلب یہ تھا کہ تبلیغ کے کام میں رکاوٹ پیدا ہوگی۔ پھر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر میاں سید خوندمیر آئیں تو ان سے کہنا اپنی جگہ رہ کر رہائی کی تدبیریں کریں۔ حضرت صادق نے اسواقعہ کو اس طرح قلمبند کیا ہے۔

روایت میں ہے یہ صحت پذیر
نہ تھے حاضر اس دم شہِ خوندمیر
یہ ارشاد حضرت نے سب سے کیا
وہ آدیں تو پیغام کہنا مرا
یہاں تم رہو صبر سے متصل
رکھو یاد تدبیر شرعی بہ دل
لیا اک شاہ دلاور کو ساتھ
انہیں مدعی لے گئے ہاتھوں ہاتھ
نہ پیش آئے واں بحث کے مرحلے
وہاں قید خانہ میں حضرت رہے

بیان کیا گیا ہے کہ میاںؒ نے قید خانہ میں آپ سے دو مرتبہ ملاقات کی اور عرض کرنے لگے کہ درِ زنداں کھول کر آپ کو لے جانے پر میں آمادہ ہوں۔ فرمایا کہ جس خدا کے حکم سے قید نصیب ہوئی ہے اسی کے حکم سے رہائی بھی ملے گی۔ البتہ اگر رسائی کی تدبیر ممکن ہے تو کر سکتے ہو۔ آپ نے تعمیل حکم میں سلطان محمود بیگڑہ کی بہنوں راجے سوں اور راجے مرادی کو اس سانحہ کی اطلاع کروائی اور شاہزادیوں نے جب سنا تو محل سے صحن میں آ گئیں اور کھانا چھوڑ دیا۔ سلطان کو خبر ہوئی کہ وہ بے خور و خواب زیرِ سما ہیں تو حکم بھیجا کہ ایسے صاحب ولایت بزرگ کو کیوں قید کیا گیا اور اذیت میں رکھا گیا ہے فوراً رہا کیا جائے۔ اسی وقت بیڑیاں کاٹی گئیں اور آپ کو بہلی میں سوار کر کے بھیلوٹ روانہ کیا گیا۔ آپ کی قید کی مدت چالیس دن بیان کی جاتی ہے۔ ربیع الثانی کی ۲۹/ تاریخ کو قید کا حکم آیا تھا اور جمادی الاول کی چودھویں تاریخ رہائی ملی۔ اس حادثہ جانکاہ کے بعد آپ صرف ڈھائی مہینہ بقید حیات رہے اور ۱۴/ رمضان المبارک دوشنبہ کے دن ضحیٰ کے وقت رحلت ہوئی۔ وزنی بیڑیاں جن کا وزن سوا من بیان کیا گیا ہے پہنائی گئی تھیں، جس کی وجہ سے حرکت کرنا محال تھا تاہم ضروریات کے لئے کچھ نہ کچھ حرکت ہوتی تھی جس سے پائے مبارک زخمی ہو گئے تھے اور ان ہی زخموں کی تکلیف سے بالآخر رحلت ہوئی۔ تمام احباب کے مشورہ سے آپ کی نماز جنازہ حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ نے پڑھائی اور دائرہ بھیلوٹ میں تدفین عمل میں آئی۔

آپ کے عہد کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے عہد امام علیہ السلام کی اس قدر پابندی فرمائی ہے کہ ہر دو عہد میں کوئی فرق نہیں تھا۔ آپ کی عادت شریفہ تھی کہ ہر جمعہ یا ہفتہ کے دن اجماع طلب فرماتے تھے۔ بعض دفعہ زیادہ وقفہ سے سب اصحاب کا اجماع طلب کیا جاتا اور ضروری مسائل اجماع میں طئے کئے جاتے اور اجماع میں آپ فرماتے کہ کوئی عمل خلاف شرع یا خلاف متابعت مہدی دیکھو تو ضرور مطلع کرو۔ آپ تاکیدی حکم دیتے تھے کہ مدعاء مہدی کے خلاف اگر کوئی بات نظر آئے اور آپ لوگ میری رعایت سے خاموش رہیں اور ظاہر نہ کریں تو دین خدا کے گنہگار ہوں گے۔ میں بھی تمہارا ایک چھوٹا بھائی ہوں، جہاں تم سے اپنے عمل کی صحت کے بارے میں کہتا ہوں تو اس بات کو بھی واضح کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ اگر تم میں سے کسی کا عمل خلاف شریعت و طریقت ہوگا تو میں بھی کسی قسم کی رو، رعایت ہرگز ملحوظ نہ رکھوں گا۔ آپ نے اس سلسلہ میں بعض بزرگوں پر گرفت بھی کی ہے جو مشہور واقعات ہیں غرضیکہ آپ کی شخصیت تمام برگزیدہ اصحاب میں ممتاز اور آپ سب کے یکساں محبوب قائد تھے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون .

قوم کی قیادت کا منصب ایسی اہم ذمہ داری ہے کہ صرف اولوالعزم اور مخلص شخصیتیں ہی اس ذمہ داری کو پورا کر سکتی ہیں۔ عہد حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ میں مہدویت کی تبلیغی خدمات جس سرگرمی سے متفقہ طور پر متعدد مراکز

سے جاری رہیں اس کا صحیح اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ مخالفین کی کوشش بجائے مقابلے کی راہ اختیار کریں اپنے آپ کو مجبور کرنے لگی ہیں اور دربار شاہی سے رجوع اختیار کرتی ہیں۔ اور حضرت کی مقدس ذات کو سلاسل واغلال میں جکڑ کر محبوس کرنے کی درخواست کرتی ہیں اور جب بادشاہ وقت ان کی خواہش کے موافق آپ کو احمد آباد کے زندان میں مقید کرادیتا ہے تو وہاں نہ کوئی مباحثہ ومناظرہ ہوتا ہے نہ کوئی ثبوت مہدیت کا مطالبہ' کسی اور طرح پیش کیا جاتا ہے۔ یہ تھا دشمنوں کی مجبوری کا حال اور آپ کی کامیابی کا ثبوت۔ اور ادھر مہدویت بھی آپ کی حمایت سے قاصر نظر آتی ہے۔ آپ کی گرفتاری کے وقت وہاں میاںؓ موجود نہیں تھے جب آپ کو اطلاع ملی تو آپ فوراً ہی احمد آباد آئے اور قید میں ملاقات کی اور عرض کیا قید خانے کے دروازے کھول کر آپ کو لیجانے کی اجازت چاہتا ہوں۔ پھر دوسری دفعہ کی ملاقات میں بھی یہی التماس کی۔ حضرت رضی اللہ عنہ کی شخصیت چونکہ قومی قیادت کی ذمہ داری اور قوم کے درد سے لبریز تھی جواب دیا کہ جس خدا کے حکم سے قید ملی اسی کے حکم سے رہائی بھی ملے گی۔ اس سلسلہ میں تدابیر اختیار کی جاسکتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ دو ذمہ دار افراد اپنے اپنے ذمہ دارانہ احساسات کا اظہار کررہے ہیں۔ چونکہ میاںؓ کے تفویض امر قتال کیا گیا تھا آپ چاہتے تھے کہ اس طرح احتجاج کے ذریعہ جنگ کا آغاز عمل میں آنے کا امکان ہے تو حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ کے پیش نظر قوم کے احوال تھے' آپ جانتے تھے کہ قوم مقابلہ کے لئے تیار نہیں ہے اگر جنگ درپیش ہو تو مہدوی عوام کا کیا حال ہوگا۔ قوم پر شفقت کا خیال ہی وہ بنیادی حقیقت ہے جس کے پیش نظر آپ نے میاںؓ کو اپنے اقدام سے منع کیا جس کے نتیجہ میں حکومت وقت سے تصادم ناگزیر ہوجائے۔

قوم پر شفقت قومی قیادت کے لئے قائد کا لازمی وصف ہوتا ہے۔ آپؓ نے ثابت کردیا کہ آپؓ کو اپنی قوم اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے۔

ملخص مضمون: بشکریہ "نور حیات" مطبوعہ دسمبر ۱۹۸۰ء

☆●●●●●●●☆

از: ابوالفتح سید جلال الدین

ثانی مہدی اور نظام دائرہ

آج کی یہ تحریر عبارت پا رہی ہے سائیر ذات بنی سید السادات میراں سید محمود المخاطب بہ ثانی المہدی میراں سید محمود رضی اللہ علیہ عنہ کی سیرت مبارکہ سے جن کے بارے میں خود امامنا میراں سید محمد جونپوری مہدی علیہ السلام نے ایک موقعہ پر ارشاد فرمایا تھا بندہ کے اصحاب کی مثال سنار کی انگیٹھی کی سی ہے جس میں کچھ کوئلے سلگے ہیں کچھ آدھے پاؤ اور کچھ سلگنا شروع ہوئے ہیں جتنے ادھورے ہیں بھائی سید محمود کے سامنے پورے ہوں گے۔

ہماری قوم کی تاریخ کا یہ بھی المیہ ہے کہ ہماری تاریخ نویسی کی ابتداء حضور کی رحلت کے قریب نصف صدی بعد شروع ہوئی۔ برین ابتدائی حالات اور واقعات پر بہت کم مواد ملتا ہے۔ یہ خود دیکھیے کہ میراں سید محمود کے ابتدائی واقعات، بچپن اور تعلیم کا کہیں ذکر نہیں ملتا البتہ ولادت کے تعلق سے صاحب شواہد الولایت تحریر کرتے ہیں جب حضور کی عمر ۲۰ سال کی ہوئی تو میراں سید محمود پیدا ہوئے۔اس اعتبار سے (۸۴۷+۲۰) ۸٦۷ آپ کا سن ولادت قرار پاتا ہے لیکن آگے چل کر صاحب شواہد الولایت لکھتے ہیں کہ حضور کے وصال کے وقت آپ کی عمر ۴۱ سال تھی۔اس طرح سے ۹۱۰ھ سے ۴۱ سال منہا کیے جائیں تو ۸٦۹ھ کو آپ کی ولادت قرار پاتی ہے۔لیکن ارباب سیر اس پر متفق ہیں کہ میراں سید محمود کا وصال ۴/ رمضان ۱۹۱۹ھ م ۳ نومبر ۱۵۱۳ھ کو ہوا اس اعتبار سے آپ کی حیات مبارکہ ۵۰ سال پر پھیلی ہوئی ہے۔جس میں ۴۰ سال آپ والد بزرگوار کی صحبت سے اکتساب فیض کرتے رہے اور امام علیہ السلام کے اس دنیا سے پردہ فرمالینے کے بعد وابستگان دائرہ کے لیے آپ کی ذات والا مینارہ نور رہی جس سے ہر شخص بقدر ظرف استفادہ کرتا رہا

امر واقعہ یہ ہے کہ مہدویت کی تبلیغ واشاعت کا بڑا سبب مہدویت کا وہ روحانی پہلو ہے جس کی انسان کو ابتداء سے کھوج اور تلاش رہی ہے اس کی تلاش میں اس نے جنگل اور بیابان روند ڈالے۔ آشرموں اور خانقاہوں کو مرکز نگاہ بنایا لیکن اس نے محسوس کیا ''سکون نام ہے جس کا وہ شئے نہیں ملتی' معرفتِ الٰہی کے لئے بنیادی چیز دنیا اور حب دنیا بے رغبتی اللہ کی قدرتِ کاملہ پر غیر متزلزل بھروسہ کے ساتھ یاد الٰہی کا سانسوں میں بس جانا از بس ضروری ہے جب اہل دنیا نے مہدویہ دائروں میں ان لوازمات کو مکمل طور پر پایا تو جوق در جوق شمولیت میں فلاح دارین سمجھا۔ دنیا اور حب دنیا

سے بے رغبتی ہی نہیں بلکہ بے اعتنائی کس درجہ پائی جاتی ہے۔

(۱) روایت ہے کہ موضع بھیلوٹ میں غالب خاں نے دو ہزار چار سو تنکے راہ خدا میں میراں سید محمودؓ کے دائرہ میں بھیجوائے، ساتھ ہی جس شخص کے ساتھ رقم بھیجوائی گئی تھی اسے یہ بھی تاکید کردی اگر پوری رقم دائرہ میں دی جائے تو امکان ہے کہ پوری رقم ایک ہی وقت میں خرچ ہوجائے گی اس لئے احتیاط کے مدنظر نصف رقم اب دی جائے اور باقی رقم کچھ دن بعد دی جائے۔ جب صاحب دائرہ کے علم میں یہ بات آئی تو آپ نے رقم لینے سے انکار کردیا اور فرمایا کہ اب تک ہم خدا کو یاد کرتے رہے اب ہم غالب خاں کو یاد کریں کہ وہ کب بھیجتا ہے۔

(۲) ایک روایت میں آیا ہے کہ ملک عثمان خاں جو آپ کے خسر ہوتے تھے کچھ نقد روپیہ اور کپڑے بی بی کد بانوؓ کو بھیجوائے۔ صاحب دائرہ کے لئے یہ بات گوارا نہ تھی کہ دائرہ میں فاقہ ہو اور بی بیؓ اپنے باپ کے بھیجے ہوئے عطیہ سے استفادہ کریں۔ حکم دیا کہ بی بیؓ اپنے باپ کے گھر جاکر کھاسکتی ہیں اللہ جب راہ خرچ دے گا تو بندہ انہیں بلوالے گا۔ صاحب دائرہ کا حکم بی بی کے لئے تازیانہ تھا۔ بی بی نے فوری جو کچھ آیا تھا مہاجروں میں سویت کرادیا۔

(۳) ایک اور روایت بھی اس سلسلہ میں غور وفکر کی راہیں کھولتی ہیں روایت ہے کہ کسی نے میراں سید محمود کے روبرو سید احمد خراسانی کی تعریف کی کہ وہ فقیروں کی بہت خدمت کرتا تھا، بندگی میراں نے دریافت کیا کن فقراء کی؟ عرض کیا گیا ان فقراء کی جو اس کے گھر جاتے ہیں۔ حکم ہوا" وہ ظالم رہزن ہے اور اپنے مال کو ضائع کرتا ہے۔

(۴) پھر یہ روایت بھی قابل غور ہے کہتے ہیں کہ غالب خاں ایک دائرہ کے بزرگ سے ملنے کے لیے حاضری دی۔ اس موقعہ پر صاحب دائرہ نے غالب خاں سے سفارش کی کہ وہ ان کے بھائی اور ان کے لڑکے کو نوکر رکھ لیں۔ غالب خاں نے حکم کی تعمیل کی لیکن جب اس واقعہ کی اطلاع میراں سید محمودؓ کو ہوئی تو انہوں نے آزردہ خاطر ہوکر ایک خط دائرہ کے بزرگ کو لکھا" اس بندہ کو تمہاری عزیمت واستواری کے باب میں بہت اعتماد تھا لیکن تمہیں نہیں چاہئے تھا کہ رفتار وگفتار میں کسی قسم کی سستی کریں۔ تم جانتے ہو کہ دنیا کوئی وفا وبقاء نہیں رکھتی۔ اس حیات فانی کے لئے آخرت کا گھاٹا اور ندامت مول لینا خوب نہیں۔ تم پر یہ کیا بلا پڑی کہ یہ حرکت سرزد ہوئی۔ بندہ تعجب میں ہے یہ بات تو ہمارے نزدیک نہایت ناپسند ہے۔ یاد رکھو ایسی رخصتی کام سے توبہ کرو اور اپنے عہد پر ثابت رہ کر خلق کی رہنمائی کرو۔

عشق اور مشک چھپائے نہیں چھپتے۔ عشق الہی کی لگن اور دنیا اور حب دنیا اور بے رغبتی مذکورہ واقعات سے جس طرح عیاں ہورہی ہے یہی وہ چیز تھی جس کو دیکھ کر لوگ وارفتگی کے ساتھ دائرہ مہدویہ میں ٹوٹ پڑ رہے تھے۔

دائرہ مہدویہ کی جن خصوصیات کو تاریخ نے اپنے دامن میں محفوظ کرلیا ہے ان میں نیستی کا درس بھی ایک ہے بزرگی اگر کسی کو سزاوار ہے تو صرف ایک ذات کے لئے جو بزرگ بھی ہے، برتر بھی ہے۔ صاحب جلال بھی ہے صاحبِ جبروت بھی، حیّ بھی ہے اور قیوم بھی، مالک الملک کے ساتھ تعز من تشاء بھی۔ روایت میں آیا ہے کہ میراں سید محمودؓ کی یہ عادتِ مبارکہ تھی کہ وہ تمام اشخاص کو بزرگی دیتے تھے اگر کوئی شخص آپ کی تعریف کرتا تو آپ رنجیدہ ہوتے۔ ایک موقعہ پر فرمایا۔ اے برادران تم سب اشخاص فضل وشرف رکھتے ہو اور فضل وشرف کے لائق ہو لیکن بندہ کچھ لائق نہیں۔ بندہ نے اپنا فضل وشرف اپنی ذات سے جدا کر کے برادران کے سامنے رکھدیا ہے جو شخص چاہتا ہے اٹھالے بندہ کے لئے کوئی فضل نہیں ہے۔

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ میراں سید محمودؓ ہر ہفتہ جمعہ کے روز نماز کے بعد پیچھے آکر بیٹھتے تھے اور تمام مہاجروں سے فرماتے "آپ امام آخرالزماں خلیفۃ الرحمٰن کے اصحاب ہیں۔ آپ کو دین کی قسم ہے آپ کو حضرت مہدی کی قسم ہے، اگر آپ مجھ میں شرع کے خلاف اور مدعاء مہدی کے خلاف پاؤ اور ہماری رعایت کرو اور ہم سے نہ کہو تو دینِ خدا کے گناہ گار ہو گے اور سید محمودؓ تمام صحابہ سے بہت حقیر ہے اگر مدعاء مہدی کے خلاف کوئی چیز تم میں دیکھے اور رعایت کرے اور تم کو معاف کرے تو مہدی سے نہ ہوگا۔

اس سلسلہ میں میاں سید سلام اللہ کا واقعہ آپ کو یاد ہوگا جب ان سے ایک بار حدود دائرہ کے نادانستہ طور پر شکستگی کے اسباب پیدا ہوئے تو بلا لحاظ رشتہ ناطہ آپ نے سختی کے ساتھ آداب وروایات کی برقراری کے لئے میاں سید سلام اللہؒ کو پابند کیا اور خود میاں سید سلام اللہؒ نے اپنے عمل پر اظہار ندامت کیا۔ یہی کچھ عمل میاں الہداد حمیدؓ کے ساتھ ہوا۔ تفصیل میں جانے کا موقعہ نہیں کہ اس پر پچھلے شماروں میں گفتگو ہو چکی ہے۔ عرض کرنا صرف یہ ہے کہ میراں سید محمودؓ نے اپنی باریک بینی علوئے اور عزم مصمم کے ساتھ ان اقدار کی حفاظت کی جن سے ہمارے دائروں کی پہچان شہرت عامہ حاصل کر چکی تھی۔

کسر نفسی اور نصیحت کا یہ بلیغ اتحاد خود اس بات کی دلیل ہے فان الذکری تنفع المومنین (نصیحت مومنین کے لئے نفع بخش ہے) مومنین سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں ایمان کا بلندترین مقام حاصل ہوتا ہے۔

یہ روایت بھی توجہ کی طالب ہے کہ امام عالی مقام کے وصال کے بعد جب جسد اطہر کو لحد میں اتارا گیا اور میراں سید محمود مشت خاک دیکر قبر سے اوپر آئے تو سید الشہداء حضرت سید خوندمیر سراج المنیر نے "ثانی مہدیؓ" کہکر دورِ ولایت کے نئے باب کا آغاز کیا تھا۔ آیئے آج کی مختصر صحبت میں یہ دیکھیں کہ دائرہ معلیٰ میں تربیت کے وہ کیا انداز

تھے کہ کاروانِ مہدیت جب امامنؑ کے وصال کے ایک سال بعد بھیلوٹ میں خیمہ زن ہوا تو ۹۱۱ھ سے ۹۱۹ھ تک کیا وسطِ ہند کیا جنوبی ہند سارے براعظم میں ایک غلغلہ بلند ہو گیا کہ اگر کوئی فرعونِ وقت انا ربکم الاعلیٰ کا نعرہ لگا سکتا ہے تو اسی دم موسیٰ بھی نمودار ہو سکتا ہے۔ اور کوئی نمرود انا ولا غیری کی صدا بلند کرے تو کوئی خلیل بت شکن کا دستِ بے باک بھی ظاہر ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ نور و ظلمت اور کفر و ایمانی کی باہم کشمکش ازل سے ہے اور ابد تک رہے گی اور حق پرستوں کے لئے طوق و سلامتی سے دست و پا کا گرفتار ناسور ہونا گوارا ہے لیکن کفر کو کفر کہنے میں کوئی جھجک نہیں۔

جو حق کی خاطر جیتے ہیں، مرنے سے کہیں ڈرتے ہیں جگر

جب وقت شہادت آتا ہے، دل سینوں میں رقصاں ہوتے ہیں

لیجئے ایک روایت ملاحظہ فرمایئے جہاں صحبت کی اہمیت اور ضرورت واضح کی جاتی ہے تذکرۃ الصالحین نے میراں سید محمودؓ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے "جو کوئی ترک دنیا کرتا ہے اور ہجرت و صحبت نہیں کرتا وہ ترک دنیا اور طلب دنیا دونوں میں برابر ہے۔ اس پر فرض ہے کہ وہ ہجرت و صحبت اختیار کرے ورنہ اس کے لئے دین کا بہرہ نہیں۔" اس ضمن میں پنج فضائل میں مرقوم ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک روز میاں ملک جی شاہزادہ لاہوت نے میاں حیدر مہاجرؒ کے ذریعہ میراں سید محمودؓ کی خدمت عالیہ میں کہلایا کہ جس طرح اوروں کو علیحدہ کر کے دائرہ قائم کرنے کی ہدایت ہوئی ہے بندہ کو بھی حکم دیا جائے تو وہ اپنا علیحدہ دائرہ قائم کر سکے گا۔ آپ نے جواب میں کہلا بھیجا کہ تم پر تو صحبت لازم ہے پہلے صحبت اختیار کرو اس حکم کو سن کر میاں ملک جی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ علاقہ کیا اور صحبت اختیار کی اور جب ایک ماہ گذرا تو میراں سید محمودؓ نے میاں سید سلام اللہؓ سے فرمایا کہ ملک جی سے کہو کہ اب تم علیحدہ رہو۔ میاں سید سلام اللہؓ نے عرض کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے تو میراں سید محمودؓ نے فرمایا ماموں جی ہم نے ملک جی کی خودی کو دور کیا ہے جب انہوں نے ارادہ ظاہر کیا کہ ہم کو حکم کر کے جدا کرو۔ بندہ نے ان کے اس حفظ کے واسطے تربیت ہونے کی بات کہلائی ہم نے ان کی خودی سے ان کو پاک کیا۔ اگر چہ کہ میاں ملک جی پہلے سے علیحدہ رہنے کے قابل تھے اس پر میاں سید سلام اللہؓ نے فرمایا "تم نبض پہچاننے والے طبیب ہو"

آیئے دنیا سے بے رغبتی اور بیزاری کس درجہ تھی اس کا سرسری اندازہ پنج فضائل کی اس روایت سے کیجئے کہ میراں سید محمودؓ ایک جگہ دائرہ باندھ رہے تھے وہاں سونے کا خزانہ ظاہر ہوا میاں سید محمودؓ نے فوری دائرہ اٹھانے کا حکم دیا۔ خزانہ کو دفن کروا دیا اور ارشاد فرمایا یہ جگہ ہمارے رہنے کی نہیں کہ یہاں دنیائے نابکار نے منہ دکھایا ہے۔

اسی سلسلہ کی ایک اور روایت تذکرۃ الصالحین اور پنج فضائل دونوں جگہ پائی جاتی ہے کہ ایک روز میراں سید محمودؑ نے دائرہ میں یہ حکم جاری فرمایا کہ جو کوئی بازار جاتا ہو سودا نزدیک سے لیا کرے ایک دو چیتل کے بچانے کے لئے دور جائے گا تو دنیا کا طالب ہو جائے گا۔

ایک اور روایت ملاحظہ ہو۔ لکھا ہے کہ میراں سید محمودؑ کا پاجامہ بہت پرانا اور بوسیدہ ہو گیا تھا میاں بابن مہاجرؓ جن کے ذمہ سویت کی تقسیم سپرد تھی عشر کے پیسوں سے ایک نیا پاجامہ خرید کر آپ کی خدمت فیض درجت میں پیش کیا میراں سید محمودؑ نے ایک نظر کپڑے پر ڈالی اور پوچھا بھائی بابن یہ کہاں سے آیا ہے؟ میاں بابن نے عرض کیا حضورؑ کا پاجامہ بہت پرانا ہو گیا ہے اس لئے بندہ نے عشر کے پیسوں سے اس پاجامہ کو خریدا اور حضور کے لئے پیش کیا ہے۔ آپ نے فرمایا عشر فقیروں کا حق ہے بندہ کو یہ حق کہاں سے پہنچتا ہے کہ وہ مضطروں کا مال اپنے لئے حاصل کرے بندہ اس کو ہرگز نہیں پہنے گا۔

دائرہ معلی سے متعلقہ یہ روایت بھی توجہ چاہتی ہے کہ ایک مرتبہ سید مصطفیٰ عرف غالب خاں نامی رئیس نے بندگی میراں سید محمودؑ کو دو ہزار چار سو تنکہ راہ خدا میں بھیجے یہ کوئی خاص بات تو نہیں تھی کہ اس قسم کی فتوح ہر زمانہ میں اور ہر دائرہ میں ایک نہیں بلکہ بے شمار بار آتی اور تقسیم ہوتی رہی ہے۔ لیکن توجہ طلب امر تو اس کے بعد روایت کا باقی حصہ ہے کہتے ہیں کہ میاں مصطفیٰ نے سید چاند شاہ کو جن کے ذریعہ فتوح بھیجی گئی تھی یہ تاکید کی تھی کہ پوری رقم ایک وقت نہ گذرانی جائے کہ کہیں وہ اسی وقت نہ تقسیم کر دیں اور ایک حصہ اب اور پھر کچھ دن بعد دوسرا حصہ پیش کیا جائے۔ چاند شاہ نے جب حقیقت حال میراں سید محمودؑ کے گوش گذار کی تو آپ نے اس ہدیہ کو قبول کرنے سے یہ کہکر انکار کیا کہ اب تک ہم خدا کی یاد میں رہے ہیں غالب خاں چاہتا ہے کہ بندہ غالب خاں کو یاد کرتا رہے کہ دیکھیں کب وہ باقی رقم بھیجے گا۔

کن کن باتوں کا ذکر کیا جائے۔ مضمون طویل ہو رہا ہے جب کہ پرچہ کی ضخامت اختصار کی طلب گار ہے دعا یہ ہے کہ

ہاں دکھا دے پھر وہ صبح و شام

بشکریہ ''نورحیات'' مطبوعہ فروری ۱۹۹۲ء اور جنوری ۱۹۹۷ء

☆●●●●●●●☆

از: کاوش حیدرآبادی

ثانی مہدیؓ

خرق عادت کا وجود عامتہ الناس کے دلوں میں دہشتِ حق اور رسوخ ایمانی کی پیداوار کے لئے ہے اس لئے کہ نظر پستی کے پاس مبعوث من اللہ کا یہی مہتم بالشان پتہ ہے اور اسی کو اپنا مرکز خاص اور مخصوص محبوب قرار دیتی ہے۔ ان اولیاء حق کے پاس جنہیں کامل بزرگی مل چکی ہے حسی کرامت اور خرق عادت کا وجود شئے محض کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ اس کو اپنے نزدیک اس لئے پھٹکنے نہیں دیتے کہ بدترین ذمائم، رعونت و استکبار اور تکبر و افتخار کا ایک کھلا سرچشمہ ہے۔

حبیب مکرم ﷺ کے اصحاب کرام کے شیون تاباں سے خرق عادت، روحانی طاقت اور جلال کے مظاہر کا پتہ کم کم چلتا ہے۔ کبھی کبھی اضطراراً اس کا ظہور ان سے ہو بھی گیا تو انہوں نے اپنے جلیسوں میں افتخار جتایا اور نہ اپنی بزرگی منوائی۔ جنہیں اپنے منعم تعالیٰ کے پاس سے اس کی نعمت تقرب مل جاتی ہے۔ وہ خوارق کے اظہار کو معیوب قرار دیتے ہیں اور کرامت معنون کو مرغوب۔ حق تعالیٰ کی رضا جوئی میں مداومت حاصل کرنا، مکارم اخلاق و فضائل محمودہ سے آراستہ ہونا اور نفسانی شبہات سے بری ہو کر، ایمان و احسان کے اسرار کھولنا کرامت معنوی یا معنون ہے۔ بندۂ حق کو جب یہ فضیلت نصیب ہوتی ہے تو اس کا میلان رب قدوس کی طرف تیز ہو جاتا ہے۔ اور اس کے نورانی تقرب میں آنے کی بے چین سعی کرنے لگتا ہے۔ اس کے دل سے مذمومہ خصائل اور حسد و عناد کی پر چھائیاں مٹ جاتی ہیں۔ اس کے اندر اچھے اخلاق کا رنگ یوں جم جاتا ہے جیسے پتھر میں نقوش۔ اس وقت وہ اپنے اعمال میں حقوق حق تعالیٰ کی رعایت اور اپنے نیک اقوال و افعال میں محارم شرعیہ اور حدود خداوندی کی حفاظت کو دیکھتا ہے۔ یہی اوصاف ولایت کاملہ کی تحصیل والوں کے لئے کرامت ہوتے ہیں۔ یہ کہ خرق عادات، کرامتِ معنوی ایک کرامت عظمیٰ اور قدوسی عطا ہے۔ امامنا مہدی موعود علیہ السلام کے اصحاب کرام بھی انہیں صفاتِ جمیلہ اور انہیں اخلاق محمودہ کے حامل تھے۔ امام معصوم علیہ السلام کی جبر ئیلی مصاحبت میں جن پیکران طہارت اور نیکیوں کے نورانی اجسام نے آنکھیں کھولیں اور پروان چڑھے ان میں سے ایک حضرت میراں سید محمودؓ بھی تھے کلمۂ حق کا اعلان آپ کی روحانی نصرت اور نورانی اعانت میں اتنا بلند ہوا کہ نہ صرف آپ نے اپنے جلیسوں میں 'ثانی مہدیؓ' کا لقب پایا بلکہ اپنی زندگی کے آخری موسم میں اپنے باپ کی اس بشارت کو بھی عملاً

پورا کر دکھایا جس کے الفاظ یہ ہیں۔ ''مجھ میں اور سید محمود میں کوئی فرق نہیں ہے البتہ بندہ مہدی موعود ہے اور سید محمود مہدی موعود نہیں ہیں۔''

تاریخ مقاصد کا مدعا صرف واقعات کو بیان کرنا نہیں ہے بلکہ ان گوشوں کو بے نقاب کرنا ہے جنہیں پس منظر کے طور پر انسانی حرکت کا ایک ذریعہ بتایا گیا ہے میں صرف اشارات پر اکتفا کروں گا۔ سیرت نگاروں نے میراں سید محمود ثانی مہدیؑ کی تاریخ ولادت کے تعلق سے یہ گفتگو کی ہے کہ خاندان ولایت کا یہ آفتاب ۸۶۷ ہجری میں بمقام جونپور طالع ہوا تھا۔ البتہ ایک روایت اس کے مغائر ہے اور بتایا گیا ہے کہ ۸۶۹ھ میں اس محمود و مسعود ہستی کا دنیا میں ظہور ہوا تھا۔ لیکن تمام کا اتفاق ہے کہ آپ نے علم عرفان کے خزانے سے وہ پایا کہ اٹھارہ سال کی عمر میں بال بال لا الہ الا اللہ ہو گیا تھا۔ مذہبی خوش اعتقادی کی بناء پر نہیں بلکہ تاریخی واقعات کی روشنی میں عرض کرتا ہوں کہ میراں سید محمودؑ کی حیات کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جس میں امامنا مہدی موعود علیہ السلام کی حیات اقدس کی مہک نہ پائی جاتی ہو۔ آپ کی حیات اقدس کا ایک ایک واقعہ بچپن کا ہو یا جوانی کا جلوت کا ہو یا خلوت کا، علم کا ہو یا مشاہدے اور یقین کا آفتاب ولایت کی شعاعوں سے کسی موسم میں بھی بے نیاز نہیں رہا۔ آپ نے ہر موسم میں حضر میں ہوں یا سفر میں، امامنا علیہ السلام کے افکار و نظریات کو سمجھنے اور ان پر چلنے کی نہ صرف کوشش کی بلکہ جذبہ محبت و احساس انسانیت کا پیکر بن کر طے منازل و کشف حجابات کی کیا صورت و ترتیب ہو سکتی ہے دنیا والوں کو دکھا دی۔

امامنا علیہ السلام نے مسلمانوں کو قرآن کا جو تصور دیا تھا وہ حرکی تھا اور میراں سید محمودؑ کی ذات اس کا عملی نمونہ تھی جونپور سے مکہ معظمہ تک کوئی مقام ایسا نہیں ہے جہاں آفتاب ولایت کی شعاعوں کے ساتھ ساتھ اس باطن ولایت کی جیتی جاگتی چلتی پھرتی شعاعیں نہ رہی ہوں۔ دنیا نے کبھی باپ کو دیکھا کبھی بیٹے کو۔ کبھی بیٹے کو دیکھا کبھی باپ کو نہ جانے کیا محسوس کیا اور کیا کہا مورخین خاموش اور تاریخیں ساکت ہیں۔ لیکن سیرت کبھی خاموش نہ رہی۔ اس نے اپنے اظہار کا ایک نیا ہی راستہ پیدا کر لیا اور سیرت کی کتابیں یہ شہادت دیتی ہیں کہ ہزیمت اور آزمائش میں سید محمودؑ اپنے باپ امامنا سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کے شریک رہے۔

تہذیب و تمدن جس کی بنیاد مادیت اور خواہشاتِ نفس کی اتباع پر تھی میراں سید محمودؑ کی زندگی نے اس کو بھی قرآن کا ربانی تصور دیا۔ ہر قسم کی معاشی بے انصافی اور ہر قسم کی معاشرتی بے اعتدالی جو مسلمانوں میں پیدا ہو گئی تھی اس کو دور کیا اس سلسلہ میں وہ بازنطینی نظام جس نے تصوف کے چھینٹے دیکر اسلام کے سامنے رہبانیت کا جو طلسم کھڑا کر دیا تھا

خود بخود بکھر کے رہ گیا اور ترکِ حیات دنیا کا وہ قرآنی تصور اپنی پورے آب وتاب کے ساتھ جلوہ گر ہو گیا جس سے انسانیت کمال پاتی ہے۔ عظمت فکر، صحت طبع جودت ذہن اور وقتِ نظر کے لئے امامنا علیہ السلام کے اس پیام کو بھی یاد رکھنا چاہئے جو آپ نے سرزمین پٹن سے گزرتے ہوئے دیا تھا کہ کاسب کے ترک دنیا اور غیر کاسب کے ترک دنیا میں کیا فرق ہے۔ اس لئے کہ اس نے میراں سید محمودؓ کی زندگی پر بھی گہرا اثر ڈالا ہے۔ اس پیام کے سننے کے بعد ہی میراں سید محمودؓ نے معاشرے میں رہ کر معاشرے کی کمزوریوں تک پہنچنے کی کوشش کی ۔ دربار اس عہد کا معاشری معیار تھا۔ دربار کی زندگی جس رنگ میں ڈوبی ہوئی ہوتی تھی ملک اور معاشرے کا رنگ بھی وہی ہوتا تھا دربار کی زندگی کو سمجھ لینا ان تمام اخلاقی اور روحانی اور معاشرتی بے اعتدالیوں کو سمجھ لینا تھا۔ جن سے ہر نوع کی برائی ترتیب پا کر آگے بڑھتی ہے۔ میراں سید محمودؓ نے اس بوجھ کو بھی برداشت کیا اور آنے والوں کے لئے راستے کھول دیئے کہ مرد مومن کو زندگی کی ہر منزل سے گزرنا چاہئے تعقل وادراک کے لحاظ سے انسان اور اس کے قوی کیفیت کو بیان کرنا میرا مذہب نہیں ہے۔ ورنہ میں انا، غیر انا کائنات اور شخصیت کے تعلق سے بحث کر کے بتلاتا کہ وہ زندگی جو اعلیٰ ہوتی ہے کتنی زندگیوں اور اصطلاحوں کو اپنے دامن میں لئے ہوتی ہے۔ یہ تاریخ کا فیصلہ ہے کہ میراں سید محمودؓ نے کسی منزل میں بھی اللہ کو فراموش نہیں کیا اور نہ کبھی اپنے مشن سے غافل رہے۔ جب آپ نے دربار اور اس کے معاشرے کو اچھی طرح سمجھ لیا تو اس ماحول سے اپنے آپ کو الگ کر لیا۔

بوڑھوں، بچوں، عورتوں اور جوانوں میں کوئی فرد ایسا نہیں تھا جس پر آپ کی ایثار والی زندگی نے اثر نہ کیا ہو جس وقت آپ نے فراہ معلی کے ارادہ سے گجرات کو خیر باد کہا اس وقت وہاں کا ذرہ ذرہ کہہ رہا تھا کہ قیام حق کے لئے کوئی قربانی ایسی نہ تھی جو میراں سید محمودؓ نے نہ دی ہو۔ آپ کو وراثتاً تسلیم ورضا کی تعلیم ملی تھی، شہید کربلا کا استقلال اور عابد بیمار کا صبر آپ کو منعم تعالیٰ نے ودیعت کیا تھا۔ گردش دوراں کا مقابلہ کرتے رہے۔

میراں سید محمودؓ کی زندگی میں کوئی بات تہ در تہ نہیں ہے اور ہر تہ میں شکل ووضع کی باریک ترین تفصیل موجود ہے۔ اس لئے ہر سیرت نگار آپ کی سیرت سے اسوہ گری کا عمل نہایت آزادی اور نفاست پسندی سے کر سکتا ہے ۔ آپ نے ایک دن بی بیؓ سے کہا اپنے والدین کے گھر چلی جاؤ میں حضرت مہدی موعودؑ کی خدمت میں جا رہا ہوں۔ لیکن بی بی نے ساتھ چلنے پر رضامندی ظاہر کی اور آپ کو چھوڑ کر والدین کے گھر رہنا پسند نہ کیا۔

میں اسی قدوسی قافلے کی تفصیلات اور اس کی جزئیات میں نہیں جاؤں گا۔ میں ان ہدایا کا تذکرہ بھی نہیں کروں

گا جو سلطان محمود بیگوہ کی بہنوں راجے سون اور راجے مرادی کی جانب سے بارگاہ ولایت مآب میں پہنچانے کے لئے ارسال کئے گئے تھے۔ میں راستوں کے پیچ وخم کو ابھار کر دکھانا بھی ضروری نہیں سمجھتا صرف اس اسپرٹ کو دکھانا چاہتا ہوں۔ جس سے احساس میں بے پایانی آجاتی ہے۔ میراں سید محمودؓ کے فرہ معلیٰ داخل ہونے سے قبل ہی امامنا مہدی موعودؑ کو علم ہو چکا تھا کہ ''پوت پوت'' ہو کر آرہا ہے۔ اور آنے والوں میں بعض ایسے بھی ہیں جن کے فیض صحبت سے ایک بڑی جماعت دائرہ ہدایت میں داخل ہوگی۔ جب نورانی صورت والوں کا یہ گروہ دائرہ کے قریب پہونچا تو بڑھ کر امام معصوم نے ان کا خیر مقدم کیا۔ بیٹے کو گلے سے لگایا بوقت معانقہ باپ اور بیٹے کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو کھیل رہے تھے۔ علاوہ اس کے انتہائے لطف وکرم کی صفات عمومی کا ایک ایسا منظر تھا جس کی عام فہم الفاظ میں تصویر نہیں کھینچی جا سکتی۔

میراں سید محمودؓ کے فراہ معلیٰ پہونچنے کے بعد جو کچھ ہوا دنیا نے دیکھا امام معصوم کے بیان میں نیا زور پیدا ہو گیا تھا۔ حقائق قرآنی کو امام معصومؑ نے اس انداز سے دنیا کے آگے رکھا کہ سننے والوں کو مجبوراً سوال کرنا پڑا کہ یہ تبدیلی کیوں ہوئی۔ امام کا ایک ایک لفظ سننے والے کے ذہن وفہم کے ہر اس تار کو چھیڑ دیتا تھا جس سے حس، شعور ایمان اور احساس عمل بیدار ہو جاتا ہے۔ میں طول طویل تفتیش میں نہیں جاؤں گا۔ امام نے جو کچھ پیش کیا وہ معارف قرآنی کا نچوڑ تھا۔ حقائق واسرار کا خلاصہ تھا ہر شخص کے اندر صحیح انقلابی روح پیدا ہو گئی۔

میراں سید محمودؓ کے فراہ معلیٰ پہنچنے کے بعد صرف چھ ماہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی حیات رہی۔ اس چھ ماہ کی مدت میں حضرت میراں سید محمودؓ نے اپنے باپ کے فیض صحبت میں رہ کر وہ پایا جو پانا تھا۔ کوئی تاریخ اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتی۔

میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جو ہماری ہر حس کو مسحور نہ کر لیتا ہو جس سے ہمارے ادراک، فہم اور وجدان وایمان کو تنویر نہ ملتی ہو۔ امامنا مہدی موعود علیہ السلام نے انسانیت سدھار کے لئے جو پیام دیا تھا۔ اور اس کے وصول کی اتباع کے جس نظام کو قائم کیا تھا ثانی مہدی میراں سید محمودؓ نے بھی زندگی بھر اس نظام اور پیام کو زندہ رکھا۔ رنگ ونسل کے بتوں کو توڑا۔ ذہنی الجھنوں کو دور کیا اور ان فطری بدنمائیوں کو مٹایا جن سے خواہشات کے تار جھنجھنا اٹھتے ہیں۔

تحقیق وتجسس کی گفتگو میں یہ تاریخی حقیقت بصیرت افروز واقعہ ہے کہ ثانی مہدیؓ کا سب سے بڑا کارنامہ دائروں کی ترتیب وتنظیم ہے۔ ترتیب وتنظیم کے سلسلہ میں آپ نے اس مشاہدے سے بھی پورا پورا فائدہ اٹھایا جس کا عالم

کسب میں آپ کو تجربہ ہوا تھا۔

دینیات اور اخلاقیات کی کوئی قدر ایسی نہیں ہے جس کی ثانی مہدیؓ نے عملی طور پر تشریح نہ کی ہو۔ آپ کا یہ کہنا کہ میرے ذہن میں کبھی یہ بات نہیں آئی کہ میں مہدی موعودؑ کا بیٹا ہوں' ان تمام نسلی گندگیوں کو کھرچ کر پھینک دیتا ہے' جن سے اسلام اور ایمان کے قرآنی تصور کو نقصان پہنچ رہا تھا۔ ثانی مہدیؓ کی یہی وہ سب سے بڑی خصوصیت ہے جس نے دائروں کی ترتیب و تنظیم کو بکھرنے نہیں دیا۔ اس کے لئے آپ نے بڑے بڑے جتن کیۓ۔ ان تمام باتوں کے اظہار کی قلم میں طاقت نہیں ہے۔ ہر اجماع میں آپ کا یار واصحاب کو مخاطب کر کے یہ کہنا کہ "صاحبو!" اس بات کو ذہن سے نکال دو کہ تمہارے سامنے مہدی موعودؑ کا بیٹا کھڑا ہوا ہے۔ اگر کوئی بات مجھ میں ایسی پاؤ جو کتاب اللہ کے مغائر ہو تو ٹوک دو اور ہاتھ پکڑ کے دائرہ کے باہر کردو۔" اصلاح نفس پر ایک ایسا درس تھا جس سے معاشرے کا ریشہ ریشہ بکھر گیا۔ سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ کے اوپر یہ کیفیت کئی کئی گھنٹے اور کئی کئی دن تک طاری رہتی تھی۔ اور دائرہ کا ذرہ ذرہ متاثر ہو جاتا تھا۔

تاریخ گواہ ہے کہ اصلاح و تبلیغ کے سلسلہ میں ثانی مہدیؓ نے طوق سلاسل کی صعوبتیں بھی برداشت کیں لیکن اس نظام کو ٹوٹنے نہ دیا جس کو مہدی موعودؑ نے قائم کیا تھا۔ اس کا اعتراف ان تمام روشن اور تابناک ستاروں نے بھی کیا ہے جن سے مہدویت کی فضاء روشن و تاباں ہے۔ جو شخص بھی اس وقت کے ماحول اور ثانی مہدیؓ کی زندگی کو سامنے رکھ کر غور کرے گا وہ اس نتیجہ پر پہونچے گا کہ ثانی مہدیؓ نے ربوبیت کا غیر صالح تصور جو مسلمانوں میں پیدا ہو گیا تھا اس کو بھی مٹایا۔ ذخیرہ اندوزی کی لعنت کو دور کیا اور دائروں میں کبھی اونچی اونچی عمارتوں کی تعمیر کی اجازت نہیں دی۔ سیرت کی کتابوں میں ہے کہ دائرہ میں ایک مقام پر لوگوں نے اونچی اونچی عمارتیں کھڑی کردی تھیں یہ دیکھ کر خاطر اقدس کو ناگوار ہوا آنکھوں میں آنسو آ گئے اور ساکنانِ دائرہ کو مخاطب کر کے کہا کہ اب یہ رہنے کی جگہ نہیں رہی کسی دوسری جگہ دائرہ قائم کرو۔ یہ وہ مقام ہے جس کا ادراک تو کیا جا سکتا ہے لیکن الفاظ اور عبارت میں اس کو ادا نہیں کیا جا سکتا۔ آپ کی اس نورانی تعلیم سے مسلمانوں کا دامنِ دل اس قدر پاک ہو گیا کہ علم اور عمل کے بند دروازے کھل گئے۔ دلوں سے مال و دولت کی محبت جاتی رہی۔ ہر شخص نے مصارف لدنیہ کا خزانہ پالیا۔

ثانی مہدیؓ کی تعلیم سے دنیا نے یہ محسوس کیا کہ اس کی ہر سحر میں ایک نئی شام اور ہر شام میں ایک نئی سحر کا انتظام کسی نے کردیا ہے۔ ترتیب و تہذیب کا یہ فرق کوئی معمولی فرق نہیں ہے۔ اس لئے کہ ہر شخص میں وہ اسپرٹ پیدا ہو گئی تھی

جس سے قومیں مرکز زندہ ہوتی ہیں۔ جب تحقیق کی علمی صورت یہ ہوتو ہر شخص معمولی توجہ سے دیکھ سکتا ہے کہ جگر گوشہ مہدی موعودؑ نے مہدی موعودؑ کے پیام کو ''عمل کا پیکر عطا کرتے ہوئے'' کہاں کہاں دائرے بنائے اور دائروں کی صورت کیا رہی۔ تاریخ کے جتنے اجزاء دستیاب ہوئے ہیں ان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خاندان لدنیہ کا یہ آفتاب کسی وقت بھی خاموش نہیں رہا۔ خاموش بھی ہوا تو زندگی کا پیام دیتے ہوئے خاموش ہوا۔ سیرت نگاروں کا اتفاق ہے کہ ثانی مہدیؓ کے پیام حق کو سننے کی طاقت کسی میں نہ تھی۔ مدت تک سرزمین بیگوہ کے بلا خانہ کی مصیبتیں جھیلتے رہے یہاں تک کہ پاؤں میں ناسور پڑ گئے تھے۔ بے حد تکلیف تھی کسی نے درد کی کیفیت پوچھی تو فرمایا اگر درد کا حال کہوں تو فاعل حقیقی کی شکایت ہوتی ہے اور اگر نفی کروں تو جھوٹ۔ اس مصیبت اور تکلیف میں ڈھائی مہینے بسر کئے اور ان زخموں و ناسوروں کی تکلیف سے جو زنجیر و سلاسل کا نتیجہ تھے۔ ۱۴/ رمضان المبارک ۹۱۹ھ میں داعی حق کو لبیک کہا۔ بعض تاریخی اجزاء ایسے ہیں جن میں ۹۲۰ھ درج ہے۔ سرزمین بھیلوٹ کو آپ کی دفن گاہ کا شرف نصیب ہوا۔ بھیلوٹ اور اس کے اطراف و جوانب میں آج بھی آپ کا روضہ ''بہاری پیر کے روضہ'' کے نام سے زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

بشکریہ ''تصدیق'' مطبوعہ جون ۱۹۵۵ء

☆●●●●●●●●☆

از: حضرت محمد نورالدین عربی صاحب

حضرت میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کا عہد نوجوانی

اس مبارک و مسعود ہستی کے عہد نوجوانی کو کیا پوچھتے ہو کہ جس نے عہد بلوغ میں قدم رکھا ہی تھا کہ ۱۸/سال کی عمر میں امام دو جہاں خلیفۃ اللہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی زبان مبارک سے اپنے ہر موئے تن کے **لا الہ الا اللہ** ہو جانے کی بشارت حاصل فرمائی۔ حضرت امامنا نے اپنی عمر کے چالیسویں سال میں خدا کے حکم سے اپنے وطن مالوف جونپور سے اپنے اہل و عیال کے ہمراہ خلق اللہ کو خدا کی طرف بلانے اور ان کو راہِ حق پر لگانے کے لئے ہجرت کی اور پہلا مقام دانا پور میں کیا۔ یہیں حضرت ام المومنین بی بی الہداتیؓ نے اپنا ایک معاملہ آنخضرتؑ کے حضور میں پیش کیا کہ ''میرانجی مجھے خدا کی طرف سے معلوم کرایا جا رہا ہے کہ تیرا شوہر مہدی موعودؑ ہے۔'' حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے ان کی معلومات کو صحیح و درست قرار دے کر فرمایا کہ اس کا اظہار وقت پر موقوف ہے۔ یہ گفتگو حضرت میراں سید محمودؓ نے خیمہ کے باہر کھڑے کھڑے سن لی اور آپ کے نورانی قلب پر اس کا اس قدر اثر ہوا کہ بیہوش ہو کر گر پڑے اس سے اپنے مقدس والدین کی گفتگو کی سچائی پر آپ کے یقین کی کیفیت کا اظہار ہوتا ہے۔

اس عالم جذب و بیہوشی میں اپنی زبان حال سے آپ نے تصدیق مہدیت کا اقرار کر کے اپنے صدیق مہدی ہونے کا اعزاز حاصل کر لیا اور حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے وارث قرار پائے۔

حضرت مہدی علیہ السلام آپ کو خیمہ میں اٹھا لائے اور بشارت دی کہ ''بھائی سید محمود کا بال بال **لا الـہ الا اللہ** ہو گیا ہے'' سب جانتے ہیں کہ کلمہ کے چار مراتب گفتنی، دیدنی، چشیدنی اور شدنی ہیں سب سے آخر اور افضل مرتبہ شدنی ہے جس کو عارفانِ الٰہی کی زبان میں لاہوت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس نوعمری میں میراں سید محمودؓ کا اس مرتبہ کو حاصل کر کے آپ کے عشق و محبت سے معمور جذبات کی ترجمانی ہے۔ آپ نے آنکھ کھولی اپنی محترم والدہ بی بی الہداتیؓ کے مقدس گود میں تربیت پائی۔ حضرت امام دو جہاں کے سایہ عاطفت میں جو مانند انبیاء کے نہ صرف مامور من اللہ ہیں بلکہ معصوم عن الخطا ہیں۔ جہاں کسی غلطی کے سرزد ہونے کا کسی کے دل میں خیال آ جانا بھی اس کے ایمان کے سلب

ہو جانے کے لئے کافی ہے اسی صحبت میں جو ہستی پروان چڑھ رہی ہو اس کی عبادت و بندگی اور نفاست و پاکیزگی کی شان بیان سے باہر ہے۔ تمام انبیاء و اصفیاء کے پاس یہ بات یقینی ہے کہ تجلّیات الٰہی کا نزول اور اسرار الٰہی سے وقوف کے لئے دل کا غیر اللہ کی تمام آلائشوں سے پاک و صاف ہونا نہایت ضروری ہے اس میں جلاء اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب کہ ایک طالب حق اپنی ہستی میں نہ رہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام، میراں سید محمودؓ کو بشارت ''ثانی'' سے سرفراز کرنے کے بعد حضرت بی بی الہدائیؓ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اپنے سینے پر رکھتے ہیں پھر وہی ہاتھ میراں سید محمودؓ کے سینہ پر رکھ کر جو اس وقت بیہوش تھے فرماتے ہیں کہ ''جو کچھ یہاں ڈالا گیا ہے وہاں بھی ڈالا گیا ہے۔'' یہ ہے آپ کے حصول دیدار و اسرار کی یہ عمر ہژدہ سال، شان کہ اس مقام کی جانب آپ کی پرواز تھی جس کا حصول دوسرے کی سکت کی بات نہیں، حضرت بندگی سید اجمل جب مانڈو میں بہ عمر ہژدہ ماہ آگ میں گر کر شہید ہو جاتے ہیں اور حضرت میراں سید محمودؓ اس حادثہ سے سخت دلگیر ہو جاتے ہیں تو حضرت مہدی علیہ السلام آپ کو یہ فرما کر تسلی دیتے ہیں کہ اگر یہ اجمل زندہ رہتے تو تمہارے مقام پر پہونچتے لیکن تمہارے مقام پر خدا نے کسی کو پیدا نہیں کیا۔''

حضرت مہدی علیہ السلام جب پٹن شریف پہونچتے ہیں میراں سید محمودؓ نے یہ بتلانے کے لئے کہ ایک طالب حق کسب معشیت کس طرح کرتا ہے۔ حضرت علیہ السلام کی اجازت سے چاپانیر روانہ ہوتے ہیں آپ کی خوش اخلاقی ہر مقام پر لوگوں کو آپ کا گرویدہ بناتے چلی جاتی ہے۔ اور لوگ ساتھ ہوتے جاتے ہیں۔ جب چاپانیر پہونچتے ہیں دس آدمی آپ کے ساتھ تھے۔ بادشاہ کی طرف سے آپ کو دو گاؤں جاگیر میں ملے اور ایک لاکھ تنکہ مشاہرہ مقرر ہوا، جو کچھ مشاہرہ و جاگیر کی آمدنی تھی وہ مہمان نوازی اور فقراء کی نذر ہو جاتی۔ یہاں تک کہ جب حضرت مہدی علیہ السلام کی جانب آپ نے ترک دنیا کر کے ہجرت کی تو بیوی کا زیور بیچ کر قرض دینا پڑا اور بتلا دیا کہ بندہ کا کسب صرف اللہ کے لئے اور فقراء و مساکین کی مدد اور مہمانوں، مسافروں کی خاطر تواضع کے لئے ہے۔ آپ کے علو مرتبت کو جاننے کے لئے صرف یہ کہنا کافی ہے کہ جب حضرت مہدی علیہ السلام ٹھٹھہ میں تھے حضرت میاں سید سلام اللہؓ نے میراں سید محمودؓ کو خط لکھا ''یہاں اصحاب کو مقامات انبیاء کی بشارتیں مل رہی ہیں اور تم دور ہو'' حضرت مہدی علیہ السلام نے اس خط کو دیکھ کر فرمایا ''ایسا مت لکھو بلکہ لکھو سید محمد چاپانیر میں اور میراں سید محمود ٹھٹھہ میں'' اس فرمان سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ میراں سید محمودؓ کے کسب کی کیا شان ہوگی کہ اس اپنے عالم کسب میں بھی خدا بینی کے شغف میں آپ کو کوئی رکاوٹ درپیش نہیں تھی۔ آپ کے ترک کر کے روانہ ہونے کی اطلاع پر حضرت مہدی علیہ السلام بے انتہا خوش ہو جاتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

''پوت پوت ہو کر آ رہا ہے'' جب دونوں باپ بیٹے ملتے ہیں حضرت مہدی علیہ السلام کی زبان سے یہ شعر ہوتا ہے۔

آرے برائے یار دو عالم توان شکست ‏ ‏ ‏ باید شکست از ہمہ عالم برائے یار

میاں سید محمودؓ کے آ جانے کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنے بیان قرآن کی نہج ہی بدل دی اور دریافت پر فرمایا اب کس کے لئے اٹھا رکھوں کہ ''حاملانِ بیان قرآن'' آ گئے ہیں۔ یعنی میراں سید محمودؓ میاں سید خوندمیرؓ شاہ نعمتؓ آپ کے فرہ آنے کے بعد حضرت مہدیؑ کی زندگی چھ ماہ ہوئی اس عرصہ میں دن بھر حضرت میراں سید محمودؓ کو اسرار کی تعلیم دیتے اور سیر نبوت پر آپ کو فائز کرایا اور فاوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ تا لقد رائی من آیات ربہ الکبریٰ تو انہیں پڑھ کر ان کی شان و منزلت کا آپ کو حامل بنا دیا۔ آپ کو اور میاں سید خوندمیرؓ کو سر تا پا مسلمان کہا اور دونوں کو بے واسطہ فیض ملنے کی بشارت بھی دی۔ کہا ''بندے کے ادھورے بھائی سید محمودؓ کے پورے'' آپ کی ذات کو دریا سے تشبیہ دی اور فرمایا جو دریا میں آئے سما جائے اور لُولُو و مرجان باہر آئیں۔ دیدارِ حق کے تعلق سے آپ کی دونوں آنکھیں آفتاب و مہتاب بن گئیں تو حضرت مہدی علیہ السلام نے اس سے نبوت و ولایت مراد لے کر دونوں مراتب کا آپ کو ساتھ کر دیا۔ جب حضرت مہدی علیہ السلام وصال فرما گئے تو قبر میں رکھنے کے بعد لوگوں نے حضرت میراں سید محمودؓ کو بالکل ہمشکل مہدی پایا تو سب چلا اٹھے کہ ہمارا مہدی ہم سے جدا نہیں ہوا۔ یہ مہدی ہم میں موجود ہے اس دن سے آپ ثانی مہدیؓ کے لقب سے ملقب ہیں۔

اپنے بچپن سے لگا کر جوانی اور ان ایام میں عالمِ کسب سات سال حضرت مہدی علیہ السلام سے بظاہر جدا رہ کر بھی اور پھر آنحضرتؑ کی صحبت اختیار کر کے تا وصال مبارک امام دو جہاںؑ میراں سید محمودؓ نے ان مقامات عالیہ و منازل سلوک الی اللہ کو اس تن دہی اور جفا کشی سے حاصل کیا ہے اس سے آپ کا راہِ حق میں ایک سانس دوڑنا ثابت آتا ہے۔ صبر و توکل، تسلیم و رضا، زہد و قناعت، صدق و صفا، طہارت و ریاضت، فقر و فاقہ، شب بیداری، جہاد بالنفس اور غیر اللہ سے کنارہ کشی وغیرہ اخلاق و اوصاف میں آپ نے حضرت مہدی علیہ السلام کے قدم بہ قدم فاصلہ طے کر کے دیکھنے والوں کو حیرت میں ڈال دیا۔ اور لسان وُر فشان علیہ السلام سے یہ بشارت حاصل کی یہاں بندے نے قدم اٹھایا میراں سید محمودؓ نے قدم رکھا ''وہ میرے قدم بقدم ہیں۔'' حضرت مہدی علیہ السلام کے وصال کے ایک سال کے بعد آپ نے فرہ سے گجرات کی جانب مراجعت کی اور بھیلوٹ میں دائرہ قائم کر کے مذہب مہدیؑ کی اشاعت اور لوگوں کو توحید و

عبادت الٰہی کی جانب دعوت دینے میں مصروف ہو گئے آپ کی دنیا سے بے رغبتی کا اندازہ لگایئے جب کسی مقام پر آپ نے دائرہ قائم کیا بنیاد کھودتے ہی خزانہ برآمد ہوا آپ نے اس کو وہیں دفن کر کے وہاں سے مقام برخواست کر دیا اور دوسری جگہ قیام پذیر ہوئے۔ محمود شاہ کی بہن نے آپ کو خط لکھا تو رونے لگے کہ میرا نام اہل دنیا کے مکتوب میں آیا۔ میاں سید سلام اللہؒ ، ملک لطیف جاگیردار کے گھر کھانا کھانے چلے گئے تو آپ نے ان پر زجر و توبیخ کی آپ کے ایک فقیر میاں حیدر کے ہاتھ سے غالب خاں نے پیسے بھجوائے تو آپ نے وہ واپس کر دیئے اور کہا تمہارے ہاتھ سے اس نے کیوں بھیجا؟ میاں دولت خاں اور میاں سوما راہل دنیا کے گھر سے چھاچ لائے تو آپ نے ان کو ایک خط لکھا کہ آپ کو یہ عمل نہ کرنا چاہئے تھا۔ جو فقراء امیروں کے گھر جاتے امیروں کو ان کی خدمت سے منع کرتے اور فرماتے خدمت کرو تو فقرائے متوکلین کی۔ ایک دفعہ میاں سید سلام اللہؒ نے بنئے سے تیل ادھار لا کر مسجد میں چراغ جلایا آپ نے اس کو ناپسند کیا اور اندھیرے ہی میں نماز پڑھ لینے کو ترجیح دی۔ اصحاب مہدیؑ سے آپ فرماتے اگر مدعاء مہدی کے خلاف کوئی بات ہم میں دیکھو تو ہماری رعایت مت کرو۔ ہر ہفتہ اجماع کر کے عقیدہ و عمل کی درستگی کی جانب آپ سب کو توجہ دلاتے۔ آپ سے سوال پر آپ نے فرمایا مہدی کا منکر چاہے سلطان محمود ہو کہ بایزید بسطامی کافر ہے۔ اوقات ذکرِ کثیر کی سخت پابندی پر آپ نے زور دیا اور فرمایا جو دیڑھ پہر دن چڑھے کے پہلے حجرہ چھوڑ کر باہر نکلے اس کا حجرہ پارہ پارہ کر دو چاہے یہ بندہ ہی کیوں نہ ہو۔ فرمایا "جو ترک دنیا کرے اور وطن سے ہجرت کر کے مرشد کی صحبت اختیار نہ کرے وہ ترک دنیا اور طلب دنیا میں برابر ہے۔" اپنی تعریف آپ کو پسند نہ تھی۔ تعریف سن کر دلگیر ہو جاتے آپ فرماتے میں تم سب کا چھوٹا بھائی ہوں" فقراء کے فاقہ کی کیفیت آپ کو ملتی آپ کھانا نہ کھاتے جب تک کہ فقراء کے کھانے کا کوئی بندوبست نہ ہو جائے۔ ایک دفعہ بارش سے سب فقیروں کے جھونپڑے گر گئے آپ کا جھونپڑا نہ گرا۔ آپ رونے لگے اور فرمایا میں اجماع سے خارج ہو گیا دوبارہ سیلاب سے آپ کا جھونپڑا بھی گر گیا آپ خوش ہو گئے۔ آپ کا پاجامہ پھٹ گیا تھا عامل سویت نے عشر کا پاجامہ تیار کر کے خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے قبول نہ کیا اور فرمایا یہ فقیروں کا حق ہے۔ اپنے اہل خانہ سے آپ کی خوش معاملگی نے آپ کے حرم بائی خوب کلاں کو جن سے آپ کا نکاح بہ عمر (۳۴) سال پٹن میں ہوا تھا آپ کا عاشق صادق بنا دیا اس حد تک کہ وہ آپ کی جدائی کو گوارا نہیں کر سکتی تھی۔ وہ چاپانیر میں آپ کے

ساتھ تھیں۔ ایک روز آپ کہیں جا کر رات میں تشریف نہیں لائے۔ بائی خوب کلاں تاب فراق نہ لاسکیں اور جان بحق تسلیم ہوگئیں جس کا آپ کو بیحد رنج ہوا ایک عرصہ بعد آپ نے بی بی کد بانوؓ سے عقد فرمایا۔ بی بی بھی آپ کے اخلاق حسنہ، حسن صورت کی وجہ سے آپ پر فریفتہ تھیں آپ بھی اپنی حرم محترم پر بے اختیار مہربان و مشفق تھے کہ بی بی فرماتیں کہ جو محبت ہم میں ہے خدا سب جوڑوں کو نصیب کرے۔ آپ اس زمانہ کے رواج کے مطابق کئی بیویاں اور لونڈیاں رکھ سکتے تھے مگر تمام عمر ایک ہی بیوی کے ساتھ بسر کرلی۔ بی بی کد بانوؓ کو کسی نے ایک لونڈی براہِ خدادی تو آپ نے یہ کہہ کر اس کو آزاد کردیا کہ بندہ کے آگے بندہ روا نہیں ہے جب تک اس کو آزاد نہ کردو بندہ گھر میں نہ آئے گا۔ بی بیؓ نے اس کو آزاد کرکے اس کا نکاح میاں جمال سے کردیا بی بی کد بانوؓ کا حال یہ تھا کہ جو مال ان کے بھائی بند دیتے وہ سب للہ میراں سید محمودؓ کی خدمت میں پیش کردیتیں۔ آپؓ وہ سب فقیروں میں سویت کردیتے جب بی بی کد بانو حضورِ مہدی موعودؑ میں شوہر محترم کے ہمراہ پہونچتی ہیں تو بیٹے اور بہو کو دیکھ کر ان دونوں کے حق میں حضرت مہدی علیہ السلام آیات ان المسلمین والمسلمات تا اجراً عظیما پڑھتے ہیں یہ ان دونوں کا حسن عمل ہی تھا کہ دونوں حضرت مہدی علیہ السلام کے منظور نظر تھے۔ میراں سید محمودؓ کی نظر اپنی اولاد پر نہایت ہی شفقت سے معمور تھی۔ حضرت روشن منورؓ اور حضرت سید یعقوبؓ اپنے بچپن میں آپ کے سامنے کھیلتے رہتے آپ ان کو دیکھ کر مسکرا دیتے ایک فرزند سید احمد نو دس ماہ کی عمر میں چراغ سے کھیلتے ہوئے شہید ہوگئے جب کہ آپ عشاء کی نماز میں مشغول تھے آپ نے اف تک نہ کی اور مشیت حق پر راضی رہے۔ میراں سید محمودؓ کا عمل نہ صرف اپنی ذات کی حد تک تھا بلکہ تبلیغ دین کا بھی آپ نے پورا پورا حق ادا کردیا اور تبلیغ کی خاطر ایک ایک کرکے اصحاب کرام کو اپنے سے علیحدہ کیا۔ میاں سید خوندمیرؓ شاہ نظامؓ شاہ نعمتؓ میاں ابو بکرؓ میاں الہداد حمیدؓ میاں ابو محمدؓ میاں عبدالمجیدؓ ملک جی شہزادہ لاہوتؓ میاں یوسفؓ میاں شیخ محمد کبیرؓ کو اپنے سے علحدہ رہنے کی اجازت دے کر آپ نے انہیں فرمایا مختلف مقامات پر دائرے باندھ کر اشاعت مذہب میں لگ جاؤ۔ آپ کے بیان قرآن اور اخلاق فاضلہ نے ایسا اثر پھیلا دیا کہ کثرت سے لوگ مہدوی ہوگئے۔ لاتعداد بہاری پٹھانوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلی آج بھی آپ ''بہاری پیر'' کے نام سے مشہور ہیں ملک مارواڑ کے دس ہزار راجپوت مسلمان، مصدق ہوکر آپ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ آپ کی طرف لوگوں کا یہ رجوع وفتوح اس زمانے کے علمائے سو اور ملاو

مشائخین کو سخت نا گوار ہوا اور انہوں نے حضور شاہ میں شکایت کر کے آپ کو قید کردیا (۴۱) دن کے بعد قید سے رہا ہوئے۔ مگر بیڑیوں کی وجہ جو آپ کو پہنائی گئی تھیں۔ پیر مبارک میں ناسور پڑ گئے تھے جو لوگ بغرض عیادت آتے آپ ان سے فرماتے کہ درد کے متعلق مت پوچھو اگر کہوں درد ہے تو فاعل حقیقی کی شکایت ہوتی ہے اور کہوں درد نہیں ہے تو جھوٹ ہوتا ہے۔ اس تکلیف سے آپ کے شہادت ۴/ رمضان ۹۱۹ھ کو واقع ہوئی اور زمانہ پھر ایک بار حضرت مہدیؑ کے جیسی شفقت و محبت رکھنے والی ہستی سے محروم ہو گیا تمام اصحاب کرامؓ کا متفقہ قول ہے کہ ”ہم نے مہدی کے زمانہ میں اور میراں سید محمودؒ کے زمانے میں کوئی فرق نہیں دیکھا۔“

ملخص مضمون بشکریہ ”نور ولایت“ مطبوعہ اگست ۱۹۸۰ء

☆●●●●●●●●☆

از: جناب سید باقر منظور صاحب

بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؓ

امام الکائنات میراں سید محمد جونپوری مہدی موعودؑ کا عقد آپ کی چچازاد بہن ام المصدقین بی بی الہدادیؓ بنت میاں سید جلال الدینؒ سے ۱۹ سال کی عمر میں ۸۶۶ھ میں ہوا۔ بی بی الہدادیؓ مہدی موعودؑ کی حرم اول ہیں آپ کے بطن سے دو صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے تولد ہوئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(۱) بی بی خونزا (بی بی بڑنجیؓ) ولادت ۸۶۸ھ جونپور

(۲) بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؓ ولادت ۸۶۹ھ جونپور

(۳) بی بی خونزا فاطمہؓ ولادت ۸۷۵ھ جونپور

(۴) بندگی میراں سید اجملؓ ولادت ۸۹۱ھ چاپانیر

جب نورِ محمود سے مہدی موعودؑ کا گھر منور ہوگیا نور ولایت سے اس حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے کہ مہدی موعودؑ کو یہ حکمِ خدا پہنچا۔ "اے سید محمد اس پسر ترا ہمنام حبیب من محمد گردہ ایم۔ و نام محمد بر عرش تن محمود است و نام محمدؐ در آسمانِ چہارم سید مبارک است و نام محمد بر زمین محمد گرداعبدیم و نامِ حبیب من کہ بر عرش است ایں پسر را نام نہادیم تو ہم سید محمودؓ این پسر را نام بخواں۔"

قومی کتب کی عبارت کا خلاصہ ہے کہ بحکم خدا مہدی موعودؑ نے اس نومولود کا نام سید محمود رکھا۔ تاریخ ہدایت سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا اسم زمین پر محمد آسمان چہارم پر سید مبارک اور عرش پر محمود ہے۔ چنانچہ بحکم خدا امامناؑ نے اپنے نورِ نظر کا نام "محمود" رکھا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا منجانب اللہ نام تجویز کیے جانے کی کوئی اور سند بھی ہے؟ تو قرآن کے مطالعہ کی سعادت سے بہرہ مند ہونے والے اس واقعہ سے بخوبی آگاہ ہیں کہ زکریاؑ نے بحضور رب العلمین یوں دعا مانگی تھی۔

قال رب ھب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ (سورہ آل عمران) زکریاؑ نے اپنے رب کو پکارا پروردگار اپنی قدرت سے مجھے نیک اولاد عطا کر تو ہی دعا سننے والا ہے۔ تو پروردگار عالم کی طرف سے زکریاؑ کو لڑکے کی خوشخبری اور

۵۲

بشارت پہونچی اوراس کے ساتھ لڑکے کا نام بھی حق تعالیٰ نے تجویز فرمایا ملاحظہ ہو (سورہ مریمؑ) کی آیت مقدسہ یا زکریا انی نبشرک بغلم ن اسمه یحییٰ اے زکریاؑ ہم تجھ کو ایک لڑکے کی خوشخبری سناتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہے۔

اے ہمنام حبیب رب العلمین بندگی میراں سید محمودؓ آغوش شہنشاہ ولایت میں پرورش پانے لگے رات دن اس خاتم ولایت محمدیہ کی نظر کا نور بنکر رہنے لگے جس کی ایک نظر ہزار سالہ عبادت ہی سے نہیں بلکہ مقبولہ عبادت سے بہتر ہے۔ یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ صاحب عصمت خلیفۃ اللہ مہدی مراداللہ نے ثانی مہدیؓ قرآن مجید کی ایک آیت ذیل کا پیکر بن کر بہرہدایت امت کے سامنے پیش کیا۔ صبغة الله ومن احسن من الله صبغة ونحن له عبدون ہم نے اللہ کا رنگ قبول کرلیا ہے اور اللہ کے رنگ سے کس کا رنگ بہتر ہے اور ہم اسی کی بندگی کرتے ہیں۔ (سورہ بقرہ)

جب مہدی موعودؑ ۸۸۷ھ میں بحکم خدا ہجرت کرتے ہوئے جونپور سے نکلے تو پہلے داناپور پر آپ نے قیام فرمایا تھا جو جونپور سے (۱۷۰) میل دور تھا اس سفر ہجرت میں مہدیؑ کے ہمراہ اہلبیت بہ شمول بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؓ اور سترہ مہاجرین بھی تھے۔ اس مقام داناپور میں بی بی الہدادیؓ نے ایک معاملہ دیکھا اور حکم خدا بھی سنا یعنی بی بیؓ کو جو کشف من جانب اللہ حاصل ہوا تھا بی بی اس معاملہ اور روداد بحضور مہدی موعودؑ یوں پیش کیں۔

حق تعالیٰ بتاکید تمام حکم شد که شوہر تو سید محمد است آنرا مہدی موعود کردیم تصدیق"

حکم خدا کی تعمیل میں ام المصدقین بی بی الہدادیؓ نے تصدیق مہدیت میراں کہا۔ جب خیمہ سے باہر فرزند دلبند میراں سید محمودؓ نے یہ گفتگو سنی تو استغراقی الحق میں لقایا اللہ کے درجہ میں واصل بحق ہو گئے ادھر مہدیؑ کو حکم خدا ملا اے سید محمود بیرو شادو بندہ مادر ذاتِ سافانی شدہ اس ارشاد کی تعمیل میں مہدی خیمہ سے باہر نکلے اور میراں سید محمودؓ کو گود میں اٹھا کر خیمہ کے اندر لے گئے اور ام المصدقین بی بی الہدادیؓ سے مخاطب ہو کر خلیفۃ اللہ مہدی موعودؑ نے ارشاد فرمایا۔

استخوان و گوشت پوست دعویه موہمه بهائی سید محمود لا اله الا الله شده است اور بال بال لا الہ الا اللہ ہو گیا ہے۔ سلسلۂ گفتگو جاری رکھتے ہوئے مہدیؑ نے فرمایا کہ جو کچھ اسرار عالیہ میرے سینے میں ہے وہی اسرار و فیوض بالواسطہ میراں سید محمودؓ کے سینے میں موجود ہیں اور آپ کو کلمہ کے مرتبہ شدنی سے

سرفراز فرمایا۔

تھوڑی دیر کے بعد جب جذبہ الوہیت کی مدہوش ہوش سے بدلی تو امامناؑ نے ذکر خفی کی تعلیم دی۔ بعد تلقین بندگی میراں سید محمودؓ نے بھی اپنی والدہ گرامی بی بی الہدادیؓ کی طرح نیا مکاشفہ اور معاملہ مہدیؑ سے بیان کیا اور علی الاعلان کہہ دیا بحضور حضرت میراںؑ تصدیق مہدیت میراں میکنم یعنی آپ بھی تصدیق مہدی موعودؑ کے شرف سے مشرف ہو کر بقول امام معصوم مہدی کے گھر کے مالک اور فیضان باطنی کے وارث بن گئے۔

الولد سر لابیہ یعنی بیٹا اپنے باپ کے کمالات کا مظہر ہوتا ہے۔ اس نظریہ کو عملاً حقیقت کی شکل میں دیکھنا ہو تو مہدیؑ کے اس فرمان پر غور وفکر کیجئے۔ ''مجھ میں اور سید محمودؓ میں کوئی فرق نہیں ہے ہاں اتنا کہ بندہ مہدی موعودؑ ہے اور سید محمودؓ مہدی موعود نہیں ہیں۔''

آغوش عصمت مآب میں پلا ہوا طفلِ معصوم جب عہد طفولیت سے گذر کر منزل شباب میں قدم رکھتا ہے تو اس کا عقد ایک پاکیزہ سیرت بی بی بائی خوب کلاںؓ سے پٹن میں ہوتا ہے۔ جب اس خوش صفات اور جاں نثار بی بیؓ کا چاپانیر میں وصال ہو جاتا ہے تو پھر بی بی کد بانوؓ بنت ملک عثمان باڑیوال رئیس گجرات ومصاحب سلطان محمود بیگڑہ سے آپ کا عقد نکاح ہوتا ہے زن وشوہر کی باہمی محبت ایسی مثالی تھی کہ صدیوں سے آج تک مصدقین کی شادیوں میں اس پاکیزہ محبت کی دہائی دی جاتی ہے۔ اس بی بی کے بطن سے تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تولد ہوئیں۔

(۱) میراں سید عبدالحئی روشن منورؓ (مقام ولادت فراہ مبارک)

(۲) میراں سید یعقوب حسن ولایت (مقام ولادت دائرہ بھیلوٹ)

(۳) میراں سید احمدؓ بچپن ہی میں چراغ سے کھیلتے تھے شہید ہو گئے۔

(۴) بی بی خونزا گوہرؓ (مقام ولادت دائرہ بھیلوٹ)

یہی وہ ذواتِ قدسیہ ہیں جن کے حق میں مہدی موعودؑ کا یہ ارشاد ہے

''اولاد میراں سید محمودؓ تاج سر ما است''

میراں سید محمودؓ کی اولاد ہمارے سر کا تاج ہے

جب بچپن عہد شباب کی سرحد میں قدم رکھتا ہے جب مجردانہ زندگی کی جگہ عارفانہ زندگی لے لیتی ہے تو مرد مومن کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور انسان کسب معیشت کی راہ پر چل پڑتا ہے۔ دین اسلام میں کسب جائز

ہے خود مہدیؑ نے بھی ارشاد فرمایا کہ مومن کے لئے کسب حلال ہے کسب کو مشردابہ صفاتِ مومنانہ قرار دینے میں یہ حکمت پوشیدہ نظر آتی ہے کہ جو مومن ہوگا وہ جذباتِ شہوانیہ سے مغلوب نہ ہوگا۔ خواہشات نفسانی کا غلام نہ ہوگا۔ قیدِ دام عورت عصبیہ نہ ہوگا مختصر یہ کہ مومن دنیائے مذموم کی زلفوں کا اسیر نہیں ہوسکتا۔ عام مومن بھی جہاد بالنفس کا مکلف ہے۔ جسکو اصطلاحاً جہاد اکبر کہا جاتا ہے۔ بہر حال وہ خلیفۃ اللہ جس نے

"ما شریعت تو نیا دردیم شریعت رسول اللہ تغیر ندادیم" ہم نے کوئی نئی شریعت نہیں لائی شریعت محمدیؐ میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا

پھر عام دعویٰ کیا ہو۔ انی عبد اللہ تابع محمد رسول اللہ جس کا تعارف ذات ہو وہ امام برحق جس نے اپنے دعویٰ مہدیت کی جانچ کے لئے قرآن واتباع رسول کو اپنا معیار صداقت قرار دیا ہو وہ حبیب اللہ کی روح کے منافی کیسے کوئی حکم دیتا۔ البتہ آپ نے پہلے مومن بن کر کسب کرنے کی ہدایت دی جب کسب حلال ہے تو پھر مہدی علیہ السلام سے بندگی میراں سید محمودؒ کی کسب معاش کی اجازت حاصل کرنے کی بات وضاحت طلب ہو جاتی ہے البتہ کسب معشیت کے لئے مومن بن کر میدان میں اترنے کی جو شرط ہے اس کے لئے ایک عملی نمونہ کی ضرورت تھی۔ جس کی صورتِ تکمیل بندگی میراں سید محمودؒ کے اسوۂ حیات میں نظر آتی ہے اس نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو ثانی مہدیؒ کی کسب معشیت کی نوعیت اہمیت اور فضیلت انفرادیت کی حامل ہے۔ ثانی مہدیؓ کا یہ کسب مومنین کے لئے کسب کا ایک معیاری پیمانہ، نمونہ اور درسِ عمل ہے۔

چونکہ اس کسب کی غرض وغایت دنیاوی ضروریات کی کفالت نہیں تھی اور نہ تو یہ کسب خود اپنی ذات کے لئے آسائشات دنیاوی کی فراہمی کا وسیلہ اور ذریعہ بنا اگر یہ کسب ان دنیاوی مقاصد کے تابع ہوتا تو کیا وسائل معیشت کو خیر باد کرتے وقت اپنی حرم محترم بی بی کدبانوؓ کا زیور فروخت کر کے قرضوں اور ملازمین کی تنخواہوں کی ادائیگی کی جاتی؟ تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ ثانی مہدیؑ کا یہ کسب مصدقین کے لئے ایک راہِ عمل متعین کرتا تھا کسب کے رہنمایانہ اصولوں کو صرف مرتب کردینا ہی اس کسب کا مقصد نہیں تھا بلکہ زندگی کے ہر موڑ پر اس کی عملی صورت گری بھی مقصود تھی۔ چنانچہ بندگی میراں سید محمودؒ کی تعلیم وہدایت کے سفر کا آغاز بعنوان کسب معیشت ہوا۔ پیرا پٹن سے آپ چاپانیر پہونچے۔ سب سے پہلے ملک عثمان باڑیوال سے ملاقات ہوئی ملک موصوف تصدیق مہدیؑ سے مشرف ہو چکے تھے آپ نے بصد احترام وعقیدت بندگی میراں سید محمودؒ کو اپنے پاس مہمان رکھا چونکہ ملک عثمان باڑیوال روسائے گجرات سے تھے اور

سلطان محمود بیگرہ کے خاص مصاحبین میں آپ کا شمار تھا۔ آپ نے حاکم وقت سے فرزند مہدی موعودؑ کی آمد کا ذکر کیا سلطان نے خود اشتیاق زیارت کا اظہار کیا اور اپنے دو مصاحبین اعتماد الملک کو میراں سید محمودؓ کے خیر مقدم کے لئے روانہ کیا۔ پھر آپ کی تشریف آوری پر مجسم انکسار اور سراپا عقیدت بن کر تعظیم و تکریم کے ساتھ استقبال کیا بعض روایتوں کے بموجب چہل ہزاری منصب، بعض روایتوں کے مطابق دو سواروں کا منصب بیرم گاؤں اور سانچور کی جاگیریں بطور نذرانہ اور ایک لاکھ تنکہ مشاہرہ بھی مقرر کر دیا گیا لیکن ان تمام مادی سہولتوں کی نگاہ میراں سید محمودؓ میں کوئی وقعت و عظمت نہیں تھی۔ امامنا مہدی موعودؑ کا یہ فرمان رہنمائے صراطِ بصیرت تھا" ہر جا که باشید بایاد خدا باشید" اور خالق کائنات کا یہ حکم دنیا کی حقیقت کا بھرم کھول رہا تھا۔

قل متاع الدنیا قلیل دنیا کا سرمایۂ حیات بہت قلیل ہے۔

جب میراں سید محمود جگر گوشہ مہدی موعودؑ نے کسب معیشت کا راہ پُر پیچ و دشوار کو اپنی فکر و عمل سے مومن کے لئے جادۂ خیر و برکت بنا دیا۔ جب نصر پور کاہہ سے آپ کے ماموں میاں سید سلام اللہؓ کا وہ مکتوب آیا جس کی عبارت خود مہدی موعودؑ کی تھی جو بالواسطہ حضور امامنا میں اسی کا پیغام تھا۔

جب میراں سید محمود ثانی مہدیؑ نے خواب حقیقت نما میں رسول اکرم ﷺ اور مہدی معظمؑ کو دیکھا اور آپ نے یوں محسوس کیا کہ خاتمین پاک (رسولؐ و مہدیؑ) آپ کو اپنے سینے سے لگا رہے ہیں بازو پکڑ کر گھر سے باہر لا رہے ہیں اور یہ ارشاد بھی فرما رہے ہیں کہ ہم تمہارے آمد کے منتظر ہیں جلدی یہاں سے چلو۔ اسے کیفیت عالم رویا کہئے یا خواب حقیقت رونما، جب میراں سید محمودؓ کی آنکھ کھلی تو واقعی آپ نے خود کو اپنے گھر کے باہر پایا۔ آپ نے ختم رسالتؐ اور ختم ولایتؑ کے معجزاتی تصرفات کا اتنا گہرا اثر لیا کہ پھر اپنے گھر میں قدم تک نہیں رکھا۔ تلوار اور قرآن مجید اس مقام پر منگوالیا اہلیہ محترمہ بی بی کد بانوؓ کو اجازت دے دی اپنے والد ملک عثمان باڑیوال کے یہاں چلی جائیں تو معرفت حق کی طلب اور جستجو رکھنے والی وفا شعار، خدا شناس بی بیؓ نے ہر حال میں آپ کا ساتھ دینے کا عزم اور ساتھ رہنے کی استدعا کی اور کہا کہ راہِ خدا میں آپ کے ہمراہ مشقت برداشت کرنے، فاقہ کی صورت میں پیٹ پر پتھر باندھ لینے کو تیار ہوں۔ لیکن آپ کا ساتھ چھوڑ کر والدین کے گھر کا آسائش و آرام مجھے قطعی طور پر پسند نہیں اس جذبہ للّٰہیت سے متاثر ہو کر میراں سید محمودؓ نے بیوی کو ہمراہ کر لیا یہ عاشقان مولیٰ کا قافلہ چاپانیر سے روانہ ہو کر جب رادھن پور پہونچا تو وہاں بندگان شاہ خوند میرؓ اور فاروق ولایت میاں شاہ نعمتؓ وغیرہ میراں سید محمودؓ سے آملے یہ اصحاب الولایت بھی حضور امامنا میں باریابی

کے لئے واپس ہو رہے تھے اس سفر فراہ کے دوران بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کے ساتھ بندگی میاں شاہ خوندمیر صدیق ولایتؓ نے جو مثالی اخلاص ومحبت خلوص ویگانگت' ہمدردی' اعانت اور حسنِ سلوک کا مظاہرہ فرمایا۔ اس کی مثال دنیا کے اخلاص میں نہیں مل سکتی۔ جس رخ سے بھی دیکھیں سیدینؓ (میراں سید محمودؓ ومیاں سید خوندمیرؓ) کے باہمی خلوص ومحبت کا رویہ تاریخ ہدایت میں لاجواب' بے مثال اور عدیم النظیر ہے۔ جب روودادِ سفر ثانی مہدیؓ نے امامنا مہدیؓ کے حضور میں بیان کی تو خلیفۃ اللہ مہدی مراد اللہ کی زبانِ مبارک سے یہ الفاظ نکل پڑے۔

مقام حیرت واستعجاب کیا ہے (میاں سید خوندمیرؓ اور تم میراں سید محمودؓ) حقیقی برادر ہیں۔ جب مردانِ خدا گجرات سے فراہ مبارک پہونچے تو امامناؑ نے جس خوشی ومسرت کا اظہار فرمایا ہے سیرت مہدیؑ میں ایسی کسی واقعہ کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ بی بی بونجیؓ حرم محترم مہدی موعودؑ اس منظر کو دیکھ کر محوِ حیرت رہ گئیں۔ امام الصدقینؓ سے مہدی موعودؑ نے اپنی خوشی ومسرت کا سبب یوں ارشاد فرمایا۔ اس قافلے میں ایسے مردانِ خدا آ رہے ہیں جن کی صحبت میں آئندہ کئی افراد دین خدا کے مثالی رہنما بنیں گے۔ جب بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؓ بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ بندگی میاں شاہ نعمتؓ بندگی میاں عبدالمجیدؓ وغیرہ دائرہ میں پہونچے تو بحکم خدا مہدی موعودؑ نے چند قدم آگے بڑھ کر استقبال فرمایا۔ جب بندگی میراں سید محمودؓ بڑھ کر قدم بوسی سے مشرف ہوئے تو امامؑ نے فرزند دلبند سے معانقہ فرمایا خوشی ومسرت سے جو آنسو نکلے تو دونوں کے مبارک شانے اشکوں سے بھیگ گئے۔

فرزند دلبند کا استقبال کرنے کا سبب بزبانِ مہدی موعودؑ بیان ہوتا ہے ''پوت پوت ہو کر آ رہا ہے'' نگاہِ امامَ آخرالزماں میں ثانی مہدیؓ کی کیا وقعت ومنزلت تھی اس کی ایک ہلکی سی جھلک قوم مہدویہ کے مسلم الثبوت استادِ سخن مقبول عام وخاص شاعر علامہ سید نجم الدین صاحب الحقیؔ مرحوم کے اس شعر کے پردے میں دیکھی جاسکتی ہے۔

رکھتے ہوتی نہ اگر سید محمودؓ کی ذات
چھوڑتا ایک کو ناقص نہ کمالِ مہدیؑ

ہوسکتا ہے کہ بعض افراد اس شعر کو عقیدت اور فن شاعری کا حسین امتزاج سمجھ بیٹھیں لیکن صاحبانِ علم ودانش یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس شعر کی عمارت جس بنیاد پر رکھی گئی ہے وہ ثانی مہدیؓ کے لئے مہدی موعودؑ کی یہ بشارت ہے۔ میرے اصحابؓ کی مثال سنار کی بھٹی کی سی ہے جس کے بعض کوئلے پوری طرح سے سلگے ہوئے ہیں کچھ آدھے کچھ پاؤ بعض میں سلگنے کی صلاحیت پیدا ہوگئی اور بعض کوئلوں کو صرف بھانپ لگی ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ یہ سب سید محمودؓ کے

حضور میں سلگ جائیں گے۔ گویا اس بشارت امام معصومؑ میں صحبت ثانی مہدیؓ کو بعد وصال مہدی موعودؑ صحبت مہدیؑ کا بدل قرار دیا گیا ہے۔ اس بشارت کی عملی صورت گری اس وقت نظر آئی جب مہدی موعودؑ کی سپردلحد کرنے کے بعد ثانی مہدیؓ نکلے تو سید الشہداء بندگی میاں سید خوندمیر حامل بار امانتؓ نے مجمع میں ثانی مہدیؓ کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا۔

''بھائیو! مہدی موعودؑ ہم سے جدا نہیں ہوئے دیکھو مہدی موعودؑ موجود ہیں'' اس ارشاد صدیق ولایتؓ کے ساتھ تمام اصحاب مہدی میراں سید محمودؓ کو ثانی مہدیؓ کے لقب سے مخاطب کرنے لگے اور قوم میں یہی لقب زیادہ مشہور و معروف ہے۔ نافہم اور کوتاہ نظر اغیار' ثانی مہدیؓ کے لقب سے دو مہدی کے خیالی تصورات اور ذہنی مفروضات کو جنم دیتے ہیں جو حقیقت سے ناواقفیت کا کھلا ثبوت ہے جس طرح شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا لقب محبوب سبحانی اور اسی قبیل کے دیگر القاب جواب محبوب خدا نہیں ہو سکتے اسی طرح ثانی مہدیؓ کا لقب مہدی موعودؑ کی ہمسری کا جواب نہیں بن سکتا اور یوں بھی ثانی مہدیؓ اور مہدیٔ ثانی کا فرق صاحبان علم و فضل بہتر طور پر سمجھتے ہیں۔

جب تعلیمات مہدویہ کا پورے اقطاع ہند میں بول بالا ہونے لگا اور خاص کر گجرات میں قبولیت حق سے منظر ہی بدل گیا تو علمائے گجرات نے سازشی محاذ قائم کیا۔ بادشاہ کے دربار میں معروضے پیش کیے گئے۔ علماء سو کی سازش کامیاب ہوگئی۔ آپ کو قید کر لیا گیا (۴۱) دن کے بعد اس قید سے رہائی ملی بیڑیاں پہنانے کے باعث پاؤں میں ناسور پڑ گئے اسی تکلیف سے ۱۴/ رمضان ۹۱۹ھ میں آپ کی شہادت واقع ہوئی۔ دورانِ علالت آپ کے صبر و شکر کا یہ عالم تھا کہ ہر عیادت کو آنے والوں سے آپ ارشاد فرماتے تھے کہ میری تکلیف کے تعلق سے مجھ سے سوال نہ کرو تکلیف کی شکایت لب پہ لا نہیں سکتا درد و آزار سے انکار نہیں کر سکتا' تکلیف کی شکایت کا بیان کہیں فاعل حقیقی کی شکایت نہ ہو جائے۔ اور تکلیف کا انکار غلط بیانی کے دائرے میں نہ آ جائے۔ آپ کا وصال بھیلوٹ شریف (گجرات) میں ہوا۔ شاہ نعمتؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کا روضۂ اطہر بھیلوٹ شریف میں آج بھی سجدہ گاہ عارفان بنا ہوا ہے۔ آپ کی سیرت آج بھی رہنمائے عمل ہے۔ آپ کی سیرت کا نقطۂ معراج یہ ہے کہ آپ نے قولاً و فعلاً عملاً ہر حالت میں مہدی موعودؑ کی کامل اتباع کی جس کا ثبوت اصحاب و مہاجرین مہدیؑ کی اس امر پر بالاتفاق اجماع ہے کہ عہد میراں سید محمد جونپوری مہدی موعودؑ اور دورِ خلافت بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؓ میں کوئی فرق نہ تھا اور اس حکم مہدی کا یہ عملی ثبوت ہے کہ جب مہدی سے دور ثانی مہدیؓ چاپانیر میں تھے لیکن مہدیؑ نے میاں سید سلام اللہؓ کے مکتوب بنام ثانی مہدیؓ میں یہ عبارت لکھوائی تھی بچہ جہاں تم ہو وہاں میں ہوں جہاں میں ہوں وہاں تم ہو۔

میراں سید محمودؒ ٹھٹھہ میں ہے اور بندہ چاپانیر میں ہے۔

المختصر سیرت ثانی مہدیؑ میں اشاعت و تبلیغ دین' اصحاب مہدی موعودؑ کے علیحدہ علیحدہ دائروں کے قیام کی حکمت' تعلیمات امامناً پر مکمل عمل آوری' بعثت مہدی موعودؑ کی تکمیل کے لئے عملی جدوجہد' اجماع صحابہؓ مہدیؑ اور اجماع کے فیصلوں پر عمل آوری اور بیانِ قرآن باتباع امام عالی مقام وغیرہ ایسے موضوعات ہیں جن میں ہر ایک موضوع

''سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے''

کا مصداق ہے۔

بشکریہ ''نورولایت'' اپریل ۱۹۹۲ء

☆●●●●●●●●☆

حضرت بندگیمیاں سید محمود ثانی مہدیؓ

از: قائد ملت محمد بہادر خاں

آفتاب ولایت کو طلوع ہوئے تقریباً ۳۴ سال کا عرصہ ہوا ہے کفر اور بدعت کی تاریکی دور ہو رہی ہے اور سنت رسول خدا ﷺ کی سچی پیروی کے نور نے ہندوستان پر قبضہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ جونپور کے ہر کوچے میں حضرت سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام کے وعظ اور خوبیٔ بیان کا چرچا ہے۔ یہاں تک کہ بادشاہِ وقت سلطان حسین شرقی بھی کوئی دن ایسا نہیں گزرتا کہ حاضر آستانہ نہ ہوتا ہو۔ محمد مصطفٰے ﷺ کو مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرما کر ۸۶۶ برس ہوئے ہیں۔ اسی سال سیدنا مہدی موعود علیہ السلام کا عقد آپ کے چچا جناب سید جلال الدین صاحب کی بلند اختر صاحبزادی بی بی الہ دادی رضی اللہ عنہ سے ہوتا ہے ایک یا دو سال (۱) کے بعد یعنی ۸۶۷ھ یا ۸۶۹ھ میں وہ محمود و مسعود ہستی دنیا میں پیدا ہوتی ہے جس نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں اپنے باپ کی اس بشارت کو عملاً پورا کر دکھایا کہ "مجھ میں اور سید محمودؓ میں کچھ فرق نہیں ہے ہاں اتنا ہے کہ بندہ مہدی موعودؑ ہے اور سید محمودؓ مہدی موعودؑ نہیں ہے۔"(۲)

حضرت سیدنا مہدی موعود علیہ السلام نے جذبے کے ایام ختم ہونے کے بعد سفر حج کا ارادہ فرمایا اور اسی ارادے سے جونپور سے ہجرت فرما کر دانا پور پہنچے۔ جس وقت حضرتؑ کا قیام دانا پور میں تھا ایک روز آرام فرمانے کے لئے بی بی الہ دادیؓ کے حجرے میں تشریف لے گئے۔ اثناء گفتگو بی بی نے عرض کیا کہ بارہا مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتا ہے کہ ہم نے تیرے شوہر کو مہدی موعود آخر الزماں کر کے پیدا کیا ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ مجھے بھی بارہا ایسے ہی احکام ملے ہیں لیکن چونکہ تاکیدی حکم نہیں ہے اس لئے میں نے ان کو ظاہر نہیں کیا ہے۔ جس وقت یہ الہامی گفتگو حجرے میں ہو رہی تھی حضرت سید محمودؓ جن کی عمر اس وقت ۱۸ یا ۱۹ سال کی تھی۔ حجرے کے باہر کھڑے یہ باتیں سن رہے تھے ان باتوں کے سننے سے آپ پر جذبہ طاری ہوا اور آپ مست اور جاذب بحق ہو کر گر پڑے۔ حضرت سیدنا مہدی موعود علیہ السلام کو جب اطلاع ہوئی تو آپ حضرت سید محمودؓ کو حجرے میں اٹھا لائے اور بی بی الہ دادیؓ سے فرمایا کہ سید محمودؓ کا بال

بال لا الـه الا الله ہو گیا ہے اور بشارت دی کہ جو کچھ فیض عنایت ایزدی سے مجھے ملا ہے وہی میرے واسطے سے ان کو ملے گا۔ جب کچھ دیر کے بعد آپ کو ہوش آیا تو آپ نے اپنی والدہ حضرتہ بی بی الہ دادی ؓ کے ساتھ تصدیق مہدی موعود علیہ السلام کا شرف حاصل کیا۔

اسی طرح منازل سفر طے کرتے ہوئے حضرت سیدنا مہدی موعود علیہ السلام جب پٹن یا چاپانیر (۳) پہنچے تو ایک روز حضرت سید محمودؓ نے حضرت سیدنا مہدی موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مفلس کے ترک دنیا کرنے اور مالدار کے ترک دنیا کرنے میں کچھ فرق ہوگا (۴) حضرتؑ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ کیوں نہیں جتنی دولت اور مال و متاع چھوڑ کر تارک دنیا ہوگا اتنا ہی اجر زیادہ پائے گا۔ اسی وقت حضرت سید محمود نے کسب معاش کے لئے رخصت حاصل کی اور وہیں رہ گئے۔

حضرت سیدنا مہدی موعود علیہ السلام کے مصدقین سے ملک عثمان صاحب باڑی وال چاپانیر ہی میں رہتے تھے جو سلطان محمود بیگوہ بادشاہ گجرات کے مشہور امراء سے تھے۔ انہوں نے حضرت سید محمودؓ کے رہنے کے لئے اپنا باغ پیش کیا۔ جب سلطان کو ملک عثمان ہی کے ذریعہ آپ کی تشریف آوری کا حال معلوم ہوا تو عمایدین سلطنت سے اعتماد الملک اور عظمت الملک کو آپ کی خدمت میں بھیج کر آپ کو طلب کیا اور چہل ہزاری (۵) منصب آپ کے لئے مقرر کر کے پیرم گاؤں اور سانجور جاگیریں عطا کیں۔

روایت ہے کہ حضرت بی بی ملکان ؓ (۶) حرم محترم حضرت سیدنا مہدی موعود علیہ السلام کے ذریعہ ایک نوجوان حور طلعت بانو جن کا نام بائی خوب کلاں تھا مشرف بہ تصدیق ہوئی تھیں حُسن صورت کے لحاظ سے اگر آپ عدیم المثال تھیں تو حسن سیرت کے لحاظ سے آپ ہی اپنی نظیر تھیں۔ حضرت سیدنا مہدی موعود علیہ السلام نے آپ کا نکاح حضرت سید محمودؓ سے کر دیا۔ آپ کو حضرت سید محمودؓ سے اس قدر محبت تھی کہ اگر سید محمودؓ کو شمع فرض کر لیں تو بائی خوب کلاں کے عشق کو دیکھ کر پروانہ کے دل میں بھی دھواں اُٹھنے لگے۔ اگر سید محمودؓ کو گل تصور کر لیا جائے تو ان کی محبت بلبل کو خون رلانے کے لئے کافی تھی۔ حضرت کی ایک لحظہ کی جدائی آپ کے لئے وبال جان ہو جاتی تھی جب حضرت سلطان محمود بیگوہ کے دربار میں تشریف لے جاتے یا باہر کسی کام کو جاتے' تو آپ ان سے وقت واپسی دریافت کر لیا کرتیں اگر گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ کی دیر ہوتی تو حضرت کے انتظار میں ایک ایک گھڑی آپ کے لئے ایک ایک صدی کے برابر ہو جاتی اور آپ مُرغِ بسمل کی طرح تڑپنے لگتیں۔ ایک دفعہ حضرت سید محمودؓ اپنے چند احباب کے ساتھ شکار کو تشریف لے گئے تھے واپسی میں ایک دوست کی

جاگیر راستے میں پڑتی تھی انہوں نے آپ کو مجبور کر کے روک لیا اور آپ بادل نخواستہ ٹھہر گئے ادھر بائی خوبکلاں نے ساری رات اضطراب و بیقراری میں بسر کی ہر ذرا ذرا سی آواز پر کسی آنے والے کے پاؤں کی چاپ کا دھوکا ہوتا، کبھی دالان میں ادھر سے اُدھر بیقراری کی حالت میں ٹہلتیں تو کبھی صحن مکان میں۔ آنسوؤں کا نہ رکنے والا سیلاب بھی اس دل کی لگی آگ کو نہ بجھا سکا۔ تارے آپکی اس حالت پر آنسو بہا رہے تھے تو چاند سکتے میں آپ کو گھور رہا تھا۔ رات ماتمی سیاہ چادر اوڑھے زبان خاموشی سے آپ کی بیقراری اور اضطراب پر ہمدردی کا اظہار کر رہی تھی۔ اسی حالت میں تین چوتھائی رات گزری اور آپ نے اپنے بلند مرتبت شوہر کی یاد میں دنیائے فانی سے جاودانی کو کوچ کیا۔ انا لله و انا اليه راجعون۔ صبح کی بھینی بھینی ہوا نے اپنی گنگناتی ہوئی آواز میں فاتحہ پڑھی اور صبح اپنی دار السلطنت (مشرق) سے سورج کی کرنوں کے ذریعہ نور کے طبق روانہ کئے کہ آپ کے بے جان قالب پر نثار کئے جائیں۔

صبح ہو چکی ہے۔ دار السلطنت گجرات (چاپانیر) میں سب لوگ اپنے اپنے کاروبار میں مصروف ہیں لیکن سید محمودؒ کے مکان میں بی بی خوبکلاں کی اچانک موت نے قیامت کا شور بپا کر رکھا ہے۔ حضرت سید محمودؒ شکار (۷) سے واپس تشریف لاتے ہیں خدمتگاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ بائی خوبکلاں نے آپ کی یاد میں داعی حق کو لبیک کہا۔

پروانے کے یادِ شمع میں جل کر فنا ہو جانے کی کیفیت سن کر اس شمع کی کیا حالت ہوئی ہوگی کہ جس نے سوزِ عشق سے روشن ہو کر پروانے کو جلنا سکھایا تھا لیکن حضرت سید محمودؒ جنکو وراثتاً تسلیم و رضا کی تعلیم ملی تھی۔ جنہوں نے آلِ رسول کے متروکہ میں حضرت حسینؓ شہید کربلا کے استقلال اور عابد بیمار کے صبر کی دولت حاصل کی تھی۔ راضی بہ رضا ہو کر خاموش ہو رہتے ہیں۔

ایک عرصہ دراز تک آپ کو نکاح ثانی کا خیال تک نہ ہوا اس عرصہ میں آپ چاپانیر ہی میں رہے لیکن انتظام خانہ داری کی بے ترتیبی اور شریعت رسول اللہ ﷺ کی پابندی کے خیال نے مجبور کیا کہ آپ دوسرا نکاح کریں آپ نے اپنے چند احباب سے اس شرط پر یہ خیال ظاہر فرمایا کہ جس سے اب نکاح ہوگا وہ پہلی بیوی سے سیرت اور صورت میں مشابہہ ہو۔ جناب ملک عثمان صاحب باڑیوال کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے اپنی صاحبزادی کا نام حضرت کی خدمت میں پیش کیا، جب آپ سے حضرت کی شرط بیان کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ میں کدبانو کو حضرت کی خدمت کے لئے دیتا ہوں بی بی بنانے کی خواہش نہیں ہے غرض حضرت بندگی سید محمودؒ کا نکاح بی بی کدبانو سے ہو گیا۔ ملک عثمان باڑیوال نے جو بہت ہی مالدار تھے علاوہ زیور سامان جہیز اور مال و متاع کے کئی خدمت گذار لونڈیاں بھی ساتھ دیں۔ روایت ہے کہ

شب زفاف کو حضرت نے سوتے سوتے پانی مانگا بی بی کد بانو پانی لانے دوڑیں لیکن پانی آنے تک آپ سو گئے تھے جب ہوشیار ہوئے تو آپ نے دیکھا بی بی پانی لئے کھڑی ہیں فرمایا کہ کسی لونڈی سے منگوالیا ہوتا خود لانے کی کیا ضرورت تھی بی بی نے جواب میں عرض کیا کہ مجھے آپ کی لونڈی ہونے کی خواہش نہیں ہے بلکہ میں اپنے آپ کو آپ کی لونڈیوں میں سے ایک سمجھتی ہوں۔ حضرت بندگی سید محمودؓ اور بی بی کد بانو میں اس قدر محبت تھی کہ آج بھی قوم مہدویہ میں اس محبت سے فال لی جاتی ہے۔

حضرت مہدی موعود علیہ السلام کا قیام نگر ٹھٹہ میں تھا جب آپ نے حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ حضرت شاہ نعمتؓ، حضرت شاہ عبدالمجیدؓ، حضرت شیخ محمد کبیر اور میاں یوسف رضوان اللہ علیہم اجمعین کو گجرات جانے کا حکم دیا تو حضرت سید سلام اللہؓ نے حضرت بندگی سید محمودؓ کو خط لکھا کہ یہاں مریدین و معتقدین حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے ذریعے ولایت محمدیؐ کے فیض سے مالا مال ہو رہے ہیں اور تم باوجود فرزند ہونے کے اور اعلیٰ لیاقت و قابلیت کے اس سے محروم ہو جو قرین مصلحت نہیں ہے۔ اس خط کو لکھ کر ختم کرنے کے بعد حضرت سید سلام اللہؓ نے اس کو حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ بجائے اسکے یہ لکھو "جہاں تم ہو وہاں میں ہوں اور جہاں میں ہوں وہاں تم ہو ظاہری دوری کا اعتبار نہ کرو میں تم سے جدا نہیں ہوں (۸)" اس خط کا پہنچنا تھا کہ ظاہری دوری وبال جان ہوگئی۔ شان وشوکت اور دولت وثروت سے دل بیزار ہو گیا۔ صبح سے شام تک یہی فکر رہتی تھی کہ کب علایق دنیا سے فرصت ملے گی اور کب خلیفتہ اللہ باپ کا دیدار نصیب ہوگا۔ ایک روز اسی فکر میں آرام فرما رہے تھے کہ خاتمین علیہما السلام کو خواب میں دیکھا کہ دونوں نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ اب تم یہاں سے چلے جاؤ اسی وقت ہوشیار ہوئے اور دیکھا کہ مکان کے صحن میں کھڑے ہیں اسی وقت بائی رتنی کے ہاتھ (جو شاید خادمہ تھیں) تلوار اور قرآن منگوایا اور باپ اور دادا علیہما السلام کے حکم کی تعمیل پر تیار ہو گئے۔ بی بی کد بانوؓ سے فرمایا کہ میں تو اب حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی خدمت میں جارہا ہوں تم والدین کے گھر چلی جاؤ' بی بی نے ساتھ چلنے پر رضامندی ظاہر کی اور حضرت کو چھوڑ کر والدین کے گھر رہنا پسند نہ کیا۔ حضرت نے تمام جائیداد واسباب کو فروخت کر کے ملازمین کی تنخواہیں ادا کیں اور چاپانیر کو خیر باد کہہ کر رادھن پور پہنچے۔ یہاں زادِ راہ ختم ہو گیا اور آپ کو مجبوراً آگے بڑھنے کا ارادہ ملتوی کرنا پڑا۔ اسی زمانے میں حضرت سید خوندمیرؓ گجرات سے حضرت مہدیؑ کی خدمت میں واپس ہو رہے تھے۔ رادھن پور میں سیدین کی ملاقات ہوئی۔ حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے ساتھ وہ زرومال تھا جو سلطان محمود بیگڑہ کی بہن راجے سون نے حضرت

مہدی علیہ السلام کی خدمت میں ہدیتاً آپ کے ذریعے روانہ کیا تھا۔ حضرت سید محمودؓ کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو آپ نے حضرت سید خوندمیرؓ سے کہا کہ اگر تم اس میں سے کچھ بطور قرض کے مجھے دو تو میں بھی حضرت کی خدمت میں چلتا ہوں۔ صدیق ولایتؓ نے یہ کہہ کر ''خدانے آج ہی مجھے اس بار سے سبکدوش کردیا۔ مال مالک کو پہنچ گیا'' سب کا سب حضرت ثانی مہدیؓ کے حوالے کردیا۔ اور عرض کیا کہ یہ بھی کافی نہ ہو تو بندہ کو بیچ کر زادِ راہ کیجئے گا۔ حضرت سید محمودؓ کو حضرت سید خوندمیر صدیق ولایتؓ کی موجودگی سے سفر میں بڑی سہولت ہوتی تھی جب کبھی منزل قریب آتی، حضرت سید خوندمیر آگے بڑھ جاتے اور تمام ضروریات کی چیزیں فراہم رکھتے۔ راستے میں حضرت بندگی شاہ نعمت اللہؓ بھی مل گئے ان کے ساتھ بھی بہت کچھ زرومال تھا جو راجے مراوی (سلطان محمود کی دوسری بہن) نے ان کے ذریعے حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی خدمت میں ہدیتاً روانہ کیا تھا۔ اس طرح طالبان حق کا یہ چھوٹا سا قافلہ مع الخیر خراسان پہنچا۔

حضرت بندگی سید محمودؓ کے فرہ مبارک پہنچنے سے قبل ہی حضرت شیخ محمد کبیرؓ نے حضرت مہدی موعود علیہ السلام کو آپ کی تشریف آوری کی خبر دیدی تھی۔ ممکن نہیں کہ قلم کی زبان سے اس مسرت کا اظہار ہوسکے جو فرزندِ ارجمند کی تشریف آوری کی خبر سن کر حضرت مہدی موعودؑ کے دل پر طاری ہوئی تھی۔ حضرت بی بی بونؓ (حرم محترم حضرت مہدی موعود علیہ السلام) نے تعجب سے پوچھا کہ آپ کو فرزند کی تشریف آوری سے اس قدر خوشی کیوں ہورہی ہے۔ ارشاد فرمایا ''کیوں نہ ہو پوت پوت ہوکر آرہا ہے اور ان آنے والوں میں بعض ایسے ہیں کہ جن کی فیض صحبت سے ایک بڑی جماعتِ مہدی (کامل ہدایت یافتہ) بنے گی'' جب آپ سے پوچھا گیا کہ ان کے نام معلوم ہوں تو ہم بھی ان کا ادب کریں۔ ارشاد فرمایا ''وہ سید محمودؓ اور سید خوندمیرؓ ہیں۔''

جب نورانی صورت والوں کا یہ گروہ دائرے کے قریب پہنچا تو حضرت مہدی موعودؑ نے دولت کدہ سے باہر تشریف لاکر ان کا خیر مقدم کیا پہلے سید محمودؓ کو گلے لگایا اور پھر حضرت سید خوندمیرؓ اور شاہ نعمتؓ سے ملاقات کی۔ کس قدر پر لطف ہوگی خلیفۃ اللہ باپ اور سعادت مند بیٹے کی ملاقات جب وہ سالہا سال کے بعد ایک دوسرے سے ملے ہونگے جب ان دونوں آفتاب و ماہتاب نے معانقہ کیا ہے تو دونوں کی آنکھوں سے فرطِ مسرت سے آنسو جاری تھے۔

حضرت سید محمودؓ کے متعلق جو بشارتیں حضرت سیدنا مہدی موعود علیہ السلام نے دی ہیں۔ ان سب کے ایک جگہ جمع کرنے کے لئے ایک خاص دفتر چاہیئے لیکن مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر چند کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

فرمایا ''اگر قیامت کے دن اللہ جل شانہ مجھ سے پوچھے گا کہ ہم نے تجھے ولایت محمدی کا خاتم بنایا تھا تو نے

ہمارے لئے کیا نذر لائی ہے تو عرض کروں گا کہ سیدین صالحین (حضرت سید محمودؓ اور حضرت سید خوندمیرؓ) کو کامل مسلمان بنا کر لایا ہوں"۔

ایک بار فرمایا "میرے اصحاب کی مثال سنار کی بھٹی کی سی ہے جس کے بعض کوئلے پورے سلگے ہوئے ہیں۔ بعض آدھے اور پاؤ۔ بعض سلگنے کے لائق ہو جائیں گے اور بعض کو صرف بھاپ لگی ہے۔ انشاء اللہ وہ سب سید محمودؓ کے حضور میں سلگ جائیں گے۔"

ایک روز حضرتؑ نے حضرت سید محمودؓ سے فرمایا کہ "تم کو حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی ذات میں سیر ہے"

حضرت سید محمودؓ کے فرہ پہنچنے کے بعد صرف چھ ماہ تک حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی حیات رہی۔ اس قلیل مدت میں حضرت سید محمودؓ کی تعلیم کی غرض سے حضرتؑ تمام دن ان ہی کے حجرے میں رہتے تھے۔ روایت ہے کہ سیدینؓ کے واپس آنے کے بعد سے بیان قرآن میں بھی ایک نئی کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔ حقائق و اسرار پہلے کی بہ نسبت زیادہ بیان کئے جانے لگے تو بعض اصحاب نے عرض کیا کہ ایسا بیان آج تک نہ ہوا تھا جیسا اب ہو رہا ہے تو ارشاد فرمایا کہ اس کے حامل آ گئے ہیں اب موقع نہیں ہے کہ حقائق و اسرار چھپائے جائیں۔

جب حضرت مہدی علیہ السلام نے انتقال فرمایا تو تدفین کے وقت حضرت سید محمودؓ قبر میں اترے، جب آپ دفن کے بعد قبر سے باہر تشریف لائے تو بالکل حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے مشابہہ ہو گئے تھے۔ حضرت صدیق ولایتؓ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ بھائیو مہدی علیہ السلام ہم سے دور نہیں ہوئے دیکھو سامنے کھڑے ہیں۔ اسی وقت سے تمام صحابہ اور مہاجرین نے آپ کو "ثانی مہدی" کے لقب سے پکارنا شروع کیا۔ حضرت مہدی علیہ السلام کی وفات کے بعد صحابہ اور مہاجرین میں سے کسی نے بھی حضرت سید محمودؓ کو نہ چھوڑا بلکہ آپ کی خدمت میں اسی طرح حاضر رہے جس طرح حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ اس وقت حضرت ثانی مہدی کی عمر ۴۱ یا ۴۲ سال کی تھی آپ نے حضرت کی وفات کے بعد تقریباً ایک سال تک فرہ مبارک ہی میں قیام فرمایا لیکن جب آپ کو حضرت مہدی علیہ السلام سے بشارت ہوئی کہ یہاں ایک ظالم آئے گا تم گجرات چلے جاؤ آپ نے مع صحابہ و مہاجرین کے گجرات کا قصد فرمایا اور موضع بھیلوٹ میں جو رادھن پور سے تین کوس مغرب میں ہے قیام کیا۔ جس وقت حضرت ثانی مہدیؓ گجرات تشریف لائے حضرت صدیق ولایتؓ خاندیس میں قیام فرما تھے۔ حضرت سید محمودؓ کی تشریف آوری کی کیفیت سنی تو فوراً بھیلوٹ تشریف لائے اور وہیں رہنے لگے۔ ایک روز حضرت سید محمودؓ نے فرمایا کہ تمہارے فقراء اور متعلقین تمہارا

انتظار کر رہے ہوں گے تم اپنے دائرے کو جاؤ تو آپ نے فرمایا کہ آپ سے جدا رہنا گویا حضرت مہدیؑ سے جدا رہنا ہے میں رہنے کے ارادے سے آیا ہوں۔ حضرت سید محمودؓ نے بڑے اصرار سے آپ کو رخصت کیا لیکن سچی محبت کہیں کسی کو مجبور کرنے سے مٹ سکتی ہے چار ہی ماہ کے بعد حضرت صدیق ولایتؓ مع تمام اہل وعیال اور فقراء کے پھر بھیلوٹ تشریف لائے اور حضرت سید محمودؓ کے ساتھ رہنے لگے۔

حضرت سید محمودؓ کا مقصد دین مہدیؑ کو پھیلانا اور دنیا کو اس کی طرف بلانا تھا۔ آپ نے ایک ایک کر کے اکثر جلیل القدر اصحاب مہدیؑ کو اپنے سے علیحدہ کیا اور الگ دائرے بنا کر رہنے کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرت صدیق ولایتؓ سے بھی ایک روز آپ نے تنہائی میں فرمایا کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے قاتلوا و قتلوا کا بارتم پر رکھا ہے۔ یہاں رہ کر تم اس کو ادا نہیں کر سکتے۔ اس لئے بہتر ہوگا کہ تم مجھ سے علیحدہ رہو۔ غرض حضرت صدیق ولایتؓ نے آپ سے جدا ہو کر ایک ہی منزل کے فاصلے پر کھانبیل میں قیام فرمایا۔ اسی طرح حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ، حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ، حضرت بندگی میاں شاہ دلاورؓ، حضرت بندگیمیاں ابوبکر، حضرت بندگی میاں الہ داد حمید، حضرت بندگی میاں شیخ محمد کبیر، حضرت بندگی میاں شاہ عبدالمجید وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے جلیل القدر صحابہ کو بھی آپ نے علیحدہ رہنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ صحابہ کے متفرق رہ کر دعوت الی اللہ کرنے سے دین کو تقویت ہوتی ہے۔ اصحاب مہدی موعودؑ کے علیحدہ علیحدہ رہ کر تبلیغ کرنے سے گجرات میں دین مہدیؑ نے اس قدر ترقی کی کہ ہزارہا کی تعداد میں ہر طبقے کے لوگ تصدیق مہدیؑ سے مشرف ہوتے اور گھر بار چھوڑ کر صحابہ کے ساتھ ہو جاتے تھے۔ چنانچہ اس زمانے میں حضرت صدیق ولایتؓ کے ساتھ نوسو پچاس طالبان خدا تھے اور اس طرح ہر صحابی کے ساتھ چار سو ساڑھے چار سو کی تعداد تھی۔

جب دین مہدی سارے گجرات میں پھیلنے لگا اور لوگ مال و دولت گھربار چھوڑ کر اس کی طرف آنے لگے تو علماء گجرات نے چاپانیر (دارالسلطنت) کو عرضیاں بھیجیں کہ سید محمد جونپوریؑ جنہوں نے مہدیت کا دعویٰ کیا تھا خراسان میں انتقال کر چکے ہیں اور ان کے بیٹے سید محمودؓ نے گجرات میں آ کر ہنگامہ مچا رکھا ہے لوگ گمراہ ہو رہے ہیں لہذا یہ قید کر دیئے جائیں تا کہ فساد مٹ جائے۔ غرض بادشاہ کے حکم سے ۲۹/ ربیع الثانی ۹۱۹ھ یا ۹۲۰ھ کو آپ احمد آباد کے محبس میں قید کر دیئے گئے آپ ۴۰ روز تک قید میں رکھے گئے اور کامل سوا من کی بیڑیاں آپ کے قدوم مقدس میں ڈال دی گئیں۔ حضرت صدیق ولایتؓ نے بیقرار ہو کر کہلوایا کہ اگر اجازت ہو تو دشمنوں سے لڑ کر اور محبس توڑ کر آپ کو چھڑا لاؤں ارشاد فرمایا ضرورت نہیں۔ خدا تعالیٰ قادر و توانا ہے جس طرح لایا ہے اسی طرح لیجائے گا۔

اللہ اللہ کیا شان استقلال ہے کہ دشمن تکلیف پہنچا رہے ہیں، وزنی بیڑیوں نے چلنا پھرنا مشکل کر رکھا ہے معتقدین ہزارہا کی تعداد میں سرفروشی کے لئے تیار ہیں لیکن رضائے الٰہی کا اس قدر خیال ہے کہ سب تکلیفیں گوارا، ساری مصیبتیں منظور اور جواب میں ارشاد ہوتا ہے کہ "جیسا لایا ہے ویسا ہی لے جائے گا۔"

حضرت صدیق ولایتؓ نے ادھر سے مایوس ہو کر سلطان محمود کی بہنوں (راجے سون (9) اور راجے مرادی) کو اس کی اطلاع کی۔ ان دونوں نے اس خبر کو سنتے ہی فرطِ رنج سے ڈھاڑیں مار مار کر رونا شروع کیا اور محل میں ایک کہرام مچ گیا۔ سلطان محمود پریشان ہو کر محل میں آیا اور وجہ گریہ دریافت کی۔ انہوں نے کہا کہ "سید نبی فاطمہ آل رسول فرزند مہدی موعودؑ قید کی سختی اٹھائیں اور ہم گھر میں آرام سے بیٹھے رہیں" بادشاہ نے باہر آکر آپ کی رہائی کے فرمان جاری کردیے اور حضرت سید محمود نے کامل چالیس روز کے بعد ۱۴ یا ۱۵ جمادی الثانی ۹۱۹ھ یا ۹۲۰ھ کو قید سے رہائی پائی۔ بیڑیوں کے وزن سے آپ کے پاؤں میں ناسور پڑ گئے تھے۔ بے حد تکلیف تھی۔ کسی نے درد کی کیفیت پوچھی فرمایا اگر درد کا حال کہوں تو فاعل حقیقی کی شکایت ہوتی ہے اور اگر نفی کروں تو جھوٹ۔ غرض اس مصیبت اور تکلیف میں آپ نے ڈھائی مہینے بسر کئے اور انہی زخموں اور ناسوروں کی تکلیف سے ۴/ رمضان المبارک ۹۱۹ھ یا ۹۲۰ھ میں داعی حق کو لبیک کہا

انا للہ و انا الیہ راجعون۔

حضرت شاہ نعمتؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جگر گوشہ مہدیٔ موعود کو موضع بھیلوٹ کے متصل ہی تالاب کی پشت پر دفن کیا۔ آج کل روضۂ مبارک کے اطراف و جوانب میں "بہاری پیر کے روضہ" کے نام سے مشہور ہے آپ کے انتقال کے بعد آپ کے تمام متعلقین نے بھیلوٹ سے روانہ ہو کر رادھن پور میں حضرت شاہ نظامؓ کے دائرے میں قیام کیا۔

آپ کو بی بی کد بانوؓ سے تین فرزند اور ایک صاحبزادی تھیں۔ پہلے فرزند حضرت سید عبدالحیٔ عرف روشن منورؓ تھے جن کی ولادت حضرت مہدی موعود علیہ السلام ہی کے زمانے میں ہو چکی تھی۔ دوسرے فرزند حضرت سید احمد تھے جنہوں نے بچپن ہی میں وفات پائی۔ آپ کے تیسرے فرزند حضرت سید یعقوب حسن ولایتؓ تھے جن کے جملہ واقعات زندگی انشاء اللہ مشاہیر قوم کے سلسلے میں آئندہ ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کئے جائیں گے۔ آپ کی صاحبزادی کا اسم مبارک حضرت بی بی خونزا گوہرؓ تھا۔ آپ کا پہلا نکاح شاہ عبداللطیف ابن شاہ نظام رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا دوسرا نکاح بی بی کد بانوؓ نے اپنے بھانجے سید محمود شاہ صاحب سے کیا۔ و آخر دعوانا عن الحمدللہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی محمد افضل انبیا یہ و علی محمد سیدا ولیایہ و اصحابھما اجمعین۔

---

۱) حضرت بندگی سید محمود ثانی مہدیؓ کے سن ولادت میں اختلاف ہے بعض کا خیال ہے کہ آپ ۸۶۷ھ میں پیدا ہوئے اور بعض کا خیال ہے

کہ آپ کی ولادت ۸۶۹ھ میں ہوئی۔ صفحہ ۱۲ خلق مہدوی

۲) سوانح مہدی موعود علیہ السلام مولفہ جناب سیدولی صاحب سکندر آبادی۔ صفحہ ۱۸۴۔ خلق مہدوی

۳) چاپانیر اس زمانے میں شاہان گجرات کا پایہ تخت تھا لیکن انقلاب زمانے نے اس وقت اس کی یہ گت بنا رکھی تھی کہ کوسوں ویرانہ ہے اور کوئی اس کا نام نہیں جانتا۔ حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت رضی اللہ عنہ کا مزار مقدس اسی مقام پر واقع ہے۔ ۱۲ خلق مہدوی۔

۴) ایک دوسری روایت ہے کہ آپ نے پوچھا کہ کاسب کے ترک دنیا اور غیر کاسب کے ترک دنیا میں کیا فرق ہے۔ ۱۲ خلق مہدوی

۵) انتخاب الوالید۔ ۱۲

۶) " "

۷) ایک دوسری روایت ہے کہ آپ مولانا عبدالواحد کے یہاں احمد آباد تشریف لے گئے تھے اور مولانا صاحب کے مجبور کرنے سے ایک شب احمد آباد میں رہنے کا اتفاق ہوا تھا جس کے بعد یہ واقعہ پیش آیا۔ خلق

۸) سوانح مہدی موعود علیہ السلام مولفہ مولوی سیدولی صاحب سکندر آبادی۔ صفحہ ۱۸۱

۹) بادشاہ کی یہ دونوں بہنیں مشرف بہ تصدیق ہو چکی تھیں جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے۔ ۱۲

بشکریہ "المصدق" بحوالہ سلسلۂ مرتضوی ۳۶، مدرسہ شمسیہ، چنچل گوڑہ، حیدر آباد

☆●●●●●●●☆

از: حضرت ابوالہادی سید محمود اکیلوی
سجادہ دائرہ اکیلی، ظہیر آباد

حضرت میراں سید محمود ثانی مہدیؓ

خلافت کا جوں ہی نام آیا تو فوراً ہمارے تصور میں فوج اور جنگی ساز وسامان اور ایک باجبروت، جبار وقہار باسطوت شخص ابھر آتا ہے۔ حالانکہ اسلام کا تصور خلافت ہمارے ان مفروضات سے بہت بلند و بالا ہے۔ جمہور کے فیصلہ کے بعد جس شخص کو اسلام کے احکام کے اجراء قیام اور پیغمبرانہ مشن کو برقرار رکھنے مقرر کیا جاتا ہے۔ وہی شخص صحیح معنی میں خلیفہ علی منہاج النبوت ہوسکتا ہے قرآن حکیم نے ایسے ہی خلیفۃ المسلمین کے لئے یہ ارشاد فرمایا ہے۔

"اطیعو اللہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم ترجمہ:۔تم خدا کی اطاعت اور رسول کی اطاعت اور تم جمہور کی رائے کے بعد اولوالامر ہو اس کی اطاعت کرو"

اب آپ غور کر سکتے ہیں طاعت رسول وطاعت الٰہی کی طرح اولوالامر کی اطاعت بھی فرض قرار پارہی ہے۔

اسلامی اصطلاح میں خلیفہ کے معنی جانشین رسول اللہ ﷺ کے ہیں السام میں وہی خلافت صحیح ودرست سمجھی جائے گی جس کی اساس علی "منہاج النبوۃ قائم ہو اور یہ کہنا بھی صریحاً غلط ہے کہ اسلامی خلافت شہنشاہی کا ہی نام ہے۔ اسلام میں بادشاہ کا تصور اسی طرح ہمیں ملتا ہے۔

روی عن النبی علیہ السلام انہ قال من کان لہ بیت وخادم وزوجۃ فھو ملک (تفسیر زاہدی قلمی صفحہ ۲۲ حصہ اول کتب خانہ آصفیہ)

ترجمہ:۔ حضرت نبی علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا جس شخص کے پاس گھر ہو [illegible]م ہو اور زوجہ ہو پس وہ بادشاہ ہے۔

حضور اقدس ﷺ کے اس ارشاد عالی میں غور کیجئے تو معلوم ہوجائے گا کہ اسلام میں بادشاہ کس کو کہا جاتا ہے۔ قیام شریعت ہی اصل میں خلافت علی منہاج النبوت قرار پاسکتی ہے۔ اسی لئے جہاں اولوالامر کی اطاعت کا ذکر ہے اس کی تفسیر میں مفسرین جیسے مجاہد، عطاء، حسن بصری، کا اس امر پر اتفاق ہے کہ علماء ہی اولوالامر ہوسکتے ہیں۔ اور حضرت

ابن عباسؓ جیسی پایہ کی شخصیت کی رائے میں ''اہل الفقہ الدین'' ہیں ان تمام مباحث پر تفسیر ابن کثیر میں واضح طور سے بحث کی گئی ہے ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر جلد اول صفحہ ۵۸)

غرض یہ کہ ان مفسرین کا مقصد بھی یہی ہے کہ شریعت کا قیام ''اہل الفقہ'' اور علماء ہی کر سکتے ہیں اور اولوالامرؔ وہی شخص ہوسکتا ہے جو اجراء شریعت پر کاربند ہو اور یہ قولاً اور عملاً صادق ہو نیز جمہور عامتہ المسلمین نے اس کی خلافت پر اتفاق کرلیا ہو۔ چنانچہ خلافت حضرت ابوبکر صدیق کو تمام صحابہ حضرت رسول اللہ ﷺ اور جمہور عامتہ المسلمین نے بالاتفاق حضرت ابوبکر صدیق کے دور خلافت میں پولیس اور احتساب کا کوئی مستقل محکمہ قائم نہیں تھا۔ اسی لئے احکام الٰہیہ کے اجراء کے لئے امارت راشدہ کے زمانہ میں صحابہ حضرت رسالت مآب ﷺ کے مشورہ پر امیر المسلمین حضرت ابوبکر صدیق عمل کیا کرتے تھے۔ حضرت نبی کریم ﷺ سے آٹھ سو سینتالیس سال بعد ایک ایسا دور آیا کہ خلیفۃ اللہ المہدی حضرت سید محمد جونپوری علیہ السلام نے ظہور فرمایا اور نو سو پانچ ۹۰۵ ھ میں آپ نے اپنے مہدی موعودؑ ہونے کا دعویٰ فرمایا اور تمام کا امتہ المسلمین کو احکام الٰہیہ پر عمل کرنے کی دعوت دی پھر ایک وقت وہ آیا کہ جو شخص بھی قرآن حکیم پر عمل پیرا ہوتا تو لوگ اس کو مہدوی کے نام سے یاد کرتے تھے۔ گویا مہدویوں ہی کی یہ خصوصیت تھی کہ وہ قرآن حکیم کے جملہ احکام پر عمل پیرا تھے۔ حضرت امامنا مہدی علیہ السلام کے وصال کے بعد بالاتفاق جمہور صحابہ امامنا علیہ السلام نے حضرت بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؓ فرزند حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کو اپنا ''امیر المصدقین'' منتخب فرمالیا۔ جیسا کہ ہم نے اپنی پہلی بحث میں یہ واضح کردیا ہے کہ خلافت کا صحیح حقدار وہی ہوسکتا ہے جو احکام الٰہیہ پر خود عمل پیرا ہو اور احکام الٰہیہ کے اجراء قیام میں کسی کی بھی رد و رعایت نہ کرتا ہو جب حضرت بندگی میراں سید محمودؓ امیر جماعت ملت مہدویہ ہوئے تو آپ ہفتہ میں ایک بار اجماع صحابہ کو طلب کیا کرتے تھے۔ صاحب شواہد الولایت نے آپ کی اس اجماع کی کیفیت کو ان الفاظ میں نقل فرمایا ہے۔ نقل است کہ

در ہفتہ یک بار جگر گوشہ امام الابرار اجماع کردند و می فرمودند ے اے برادران اگر در ذات ما خلاف فرمودہ حضرت امام آخر الزمان باشد بگویند ما ازاں تائب شویم۔ بہ کثرت فرمودند بعد برسہ بار ہمہ مہاجران کبار جواب باجواب دادند'' در زمانہ حضور حضرت امام البر والبحور و در ذات شما ہیچ خلاف نمی یابیم بعدہ می فرمودند بندہ می۔ گوید ہمہ کسان گفتند کہ سلمنا سمعنا واطعنا فرمودند کہ بعض در بعض اوقات بہ حکایت لا یعنی مشغول می

شوند و آمدی مهدی موعود بر ذکر کثیر است۔ اگر منقولات خلافت آں ذات فیض مهدی صفات در ینجایا دمی کثیم یک کتابے دیگر باید تانوشتن میسر آید (صفحہ ۲۷۴ مطبوعہ)

نقل ہے کہ ہر ہفتہ حضرت ثانی مہدیؓ جگر گوشہ امام الابرار اجماع کر کے فرماتے تھے کہ اے بھائیو اگر ہماری ذات میں کوئی بات حضرت امام آخرالزماں کے فرمان کے خلاف پاؤ تو ہم سے کہدو تا کہ ہم اس سے تائب ہو جائیں۔ تین بار آنحضرت اس طرح فرماتے تھے اور ہر بار تمام صحابہ مہاجرین کبار جواب باجواب یہی دیتے تھے کہ حضرت امام البرو البحور کی موجودگی کے زمانے میں اور آپ کی ذات میں ہم کوئی خلاف نہیں پاتے ہیں۔ اور بعد اس کے آنحضرت فرماتے ہیں کہ بندہ کہتا ہے تو سب کے سب کہتے ہیں۔ ہم ماننے، سننے اور طاعت کرنے والے ہیں۔ تب آپ اکثر یہ ہدایت فرماتے تھے کہ بعض لوگ بعض اوقات بے فائدہ باتوں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ مہدی موعودؑ کی آمدِ ذکر کثیر کی ہدایت کے لئے ہوئی ہے۔ مصنف شواہد الولایت لکھتے ہیں "اگر اس ذات مہدی صفات کے فیضان خلافت کے تمام منقولات یہاں لکھے جائیں تو ایک اور کتاب چاہیئے تا کہ ان کا لکھنا آسان ہو۔"

جب حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت پر تینتیس ہزار صحابہ کرام نے بیعت کر لی تو سب سے پہلے آپ نے ایک خطبہ تمام صحابہ کے سامنے دیا اس خطبہ کے آخری الفاظ یہ تھے۔

جب میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کروں تو میرا ساتھ چھوڑ دو۔ کیونکہ پھر تم پر میری اطاعت فرض نہیں ہے۔ (تاریخ عالم اسلام صفحہ ۲۴۷)

دیکھئے اور غور کیجئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ جس طرح حضرت ابو بکر صدیقؓ نے خلافت علی منہاج النبوۃ کی شاندار روایت کو قائم کیا اس طرح حضرت بندگی میراں سید محمود امیر المصدقین نے اپنی خلافت کے منہاج کی کسوٹی حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے عمل کو قرار دیا۔ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے "مذہب ما کتاب اللہ واتباع محمد رسول اللہ ﷺ" حضرت بندگی میراں سید محمودؓ نے حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے عمل پر اپنی خلافت کی منہاج کو اسی لئے رکھا کہ گویا حضرت امامنا علیہ السلام کا عمل، قرآن و اجماع رسالت کا زندہ جاوید نمونہ تھا۔

حضرت بندگی میراں سید محمودؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں سب سے پہلے اپنی توجہ معاشرتی اصلاح اور احکام شرع کے نفاذ پر مرکوز فرمائی۔ نقلیات میاں عبدالرشید میں منقول ہے کہ

اگر در دائرہ میراں سید محمودؓ از کسے گناہ شرعی صادر شدے بزبان یا دست ویا بچشم ویابگوش یا بپائے ہمہ اصحاب دائرہ ومہاجران کہ در دائرہ بودند جمع کردے واورابا گواہان معتبر تحقیق کردے ومہاجراں ابعد از تحقیق پر سیدے کہ ازروئے شرعی ایں گناہ کنندہ راچہ تعزیر باید کرد ہرچہ مہاجراں قرار دادندے براں عمل کردے وبغیر ہیچ حکم نہ کردے وایں روش در عہد میراں سید محمودؓ بودمی آخرہ (صفحہ ۱۵۲ ۱۵۴ مطبوعہ)

روایت ہے کہ حضرت میراں سید محمودؓ کے دائرہ میں اگر کسی کی زبان یا پیر یا آنکھ یا کان سے کوئی گناہ سرزد ہوتا تو آپ تمام اصحاب دائرہ کواوران مہاجرین کو جو دائرہ میں ہوتے جمع کرتے اور معتبر گواہوں سے اس مقدمہ کی تحقیق کرتے اور تحقیق کے بعد مہاجرینؓ سے مشورہ کرتے کہ اس گناہ پر ازروئے شرع شریف کیا تعزیر کرنی چاہئے۔ مہاجرین جو تعزیر قرار دیتے اس پر عمل فرماتے تھے مشورہ کے بغیر کوئی حکم صادر نہیں فرماتے تھے یہ طریقہ حضرت میراں سید محمودؓ کے دائرہ میں رہا ہے۔ الا آخرہ

اس نقل سے واضح ہے کہ امیر المصدقین میراں سید محمودؓ قوم کی اخلاقی ' مذہبی اور معاشرتی امور کی اصلاح ' صحابہ عظام کے مشورہ سے وقتاً فوقتاً کیا کرتے تھے۔ اس طرح احکام الٰہیہ کے اجراء کے لئے خلافت راشدہ کے زمانہ میں صحابہ کے مشورہ پر امیر المسلمین عمل کیا کرتے تھے۔ یوں تو عشر کی تقسیم کا قیام حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے زمانے میں عمل میں آچکا تھا جس میں عشر کی رقومات آتیں اور اسی وقت سویت کردی جاتی تھیں۔ امیر المصدقین حضرت میراں سید محمود ثانی مہدیؓ بھی عشر کی رقومات حاجت مندوں میں تقسیم کروادیا کرتے تھے۔ صاحب تذکرۃ الصالحین نے لکھا ہے کہ

''بندگی میراں سید محمودؓ کا پائجامہ بوسیدہ ہوگیا تھا میاں بابن مہاجر عشر وغیرہ کی سویت پر مامور تھے عشر کے پیسوں میں سے ایک پائجامہ خرید کر لائے اور حضور کی خدمت میں پیش فرمایا آپ نے پوچھا کہاں سے لائے کہا کہ عشر کے پیسوں سے۔ آنخضرت نے فرمایا عشر حاجت مندوں کا حق ہے بندہ اس کو ہرگز نہیں پہنے گا۔'' (صفحہ ۱۸۵)

اس سے آپ کے اخلاق وعدل وانصاف پر روشنی پڑتی ہے۔ کہ آپ نے یہ گوارہ نہیں فرمایا کہ حاجت مندوں کا حق تلف ہو ایسے ہی اخلاق وبلند کرداری کا نمونہ ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں ہم کو ملتا ہے۔ کتاب خلفاء راشدین میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ وصیت کی تھی کہ مسلمانوں کے مال میں سے میرے پاس ایک حبشی غلام' ایک

اونٹ اور اس پرانی چادر کے سوا کچھ نہیں ہے۔ میرے بعد یہ تمام چیزیں عمر ابن خطابؓ کو واپس دے کر ان سے بری ہو جاتا (صفحہ ۸۰ مطبوعہ)

حضرت امیر المصدقین میراں سید محمود ثانی مہدیؑ کو یہ بات بھی پسند نہ تھی کہ آپ کے خسر ملک عثمان جو سلطنت گجرات کے وزراء میں سے تھے خاص آپ کے اور آپ کے اہل وعیال کے لئے مخصوص کچھ رقم بھیجیں۔ صاحب ''تذکرۃ الصالحین'' نے لکھا ہے کہ حضرت ملک عثمان اپنی صاحبزادی گدباٹوؓ کو کچھ نقد روپئے اور کپڑوں کے جوڑے بھیجے تھے۔ جب بندگی میراں سید محمودؓ کو معلوم ہوا تو آپ نے اپنی اہل خانہ سے تہدیداً یہ کہا کہ بی بی اس فتوح کو اپنے باپ کے گھر جا کر کھانا پھر بندہ راہ خرچ اور سواری بھیج کر تم کو بلائے گا۔ یہ سن کر حضرت کی زوجہ محترمہ نے تمام فتوح حضرت امیر الامر والفضل صلحائے دوراں میراں سید محمودؓ کی خدمت عالی میں حاضر کر دی پھر حضرت ثانی مہدیؑ نے یہ تمام فتوح مہاجروں میں سویت کر دی۔ (صفحہ ۱۸۵ مطبوعہ)

کیا تاریخ عالم میں سوائے عہد رسالت مآب ﷺ کے اس طرح کے عدل وانصاف و مساوات اور غرباء پروری کی مثال کوئی پیش کر سکتا ہے۔ اطاعت دین مہدی علیہ السلام ہی اصل میں آپ کا مشن تھا سب سے پہلے آپ نے یہ کیا کہ داعیان حق کو جو امام علیہم السلام کے حضور میں کمال انسانیت اور فنائیت کے درجہ پر فائز ہو چکے تھے ابلاغ دین کے لئے گجرات کے اطراف واکناف پھیلا دیا۔ تاہم پھر بھی آپ نے یہ اہتمام رکھا تھا کہ ہر ایک مہاجر صحابی کے حالات سے باخبر رہ سکیں۔ انہی مہاجرین میں سے میاں ملک جیؓ کے دائرہ معلّی میں تقریباً ساڑھے چار سو طالبان خدا یعنی مبلغین مہدویہ زیر تربیت تھے میاں مذکوران پر بہت تشدد فرمایا کرتے تھے کہ طالب خدا کو چاہئے کہ ہر روز کچھ نہ کچھ تازہ بینائی حاصل کرے اور ایک نئے مقام پر خود کو پہونچائے' خود بھی اوامر ونواہی کی قید میں مقید ہو کر اپنے ساتھیوں کو تاکید تمام کیا کرتے تھے یہ خبر بندگی میراں سید محمودؓ کے گوش گذار ہوئی تو آنحضرت نے فرمایا کہ میاں ملک جی اب صحبت میں رہیں۔ میاں مذکور یہ سنتے ہی اپنی تمام اجماع کو چھوڑ کر مرشدی کو ترک کر کے آنحضور میراں سید محمود کی صحبت میں آ گئے پھر کچھ مدت کے بعد حضور نے ان کو علیحدہ رہنے کا حکم دیا جب وہ موضع بھینسہ میں دائرہ باندھ کر رہے (تذکرۃ الصالحین صفحہ ۱۸۷'۱۸۸)

اس نقل سے ظاہر ہے کہ آپ دین کے معاملوں میں اعتدال پسند تھے جوں ہی دیکھا کہ ملک جیؓ دین میں سختی سے کام لے رہے ہیں آپ نے ان کو اپنی صحبت میں رہنے کا حکم صادر فرمایا۔ اس سے اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ آپ

داعیان حق پر کس قدر تیز نگاہ رکھتے تھے۔ اس سے قطع نظر آپ نے داعیان حق کی خطوط کے ذریعہ جس انداز سے اصلاح فرمائی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔

میاں ابوبکرؒ اور میاں الہداد حمیدؒ ایک ہی جگہ رہا کرتے تھے۔ ایک روز سید مصطفیٰ عرف غالب خاں ان کی ملاقات کے لئے آئے ملاقات کے بعد میاں الہداد حمیدؒ نے ان سے کہا اے غالب میاں میرا بھائی اور میرا لڑکا دونوں نوکری کی خواہش رکھتے ہیں۔ تم ان کو نوکر رکھ لو خان مذکور نے ان کی فرمائش کو قبول کر کے ان دونوں کو نوکر رکھا۔ جب یہ خبر بندگی میراں سید ثانی مہدیؑ کے گوش اقدس تک پہنچی تو آپ کو بہت بارِ خاطر ہوا' آنحضرت بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؑ نے ایک خط میاں ابوبکر اور میاں الہداد کے نام لکھا خط کا مضمون یہ ہے۔

''میرے برادر دینی میاں ابوبکر نہایت درجہ خلوص اور غائیت درجہ سلام پر دعا رہے برادر دینی سید محمود ابن مہدی موعودؑ کی جانب سے معلوم کریں دعا ہے کہ احوال دینی وہاں بخیر ہوں۔ یہاں سب برادر بخیریت ہیں۔ معلوم رہے کہ جب تک حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام اس جہاں بہ حیات ظاہری موجود تھے ہم میں سے ہر شخص غفلت میں بلکہ کسی اور ہی گمان میں تھا۔ مقصد یہ کہ نہ کسی پر ذمہ داری تھی اور نہ کسی آئندہ ذمہ داری کا کسی کو احساس تھا سب فارغ البال یاد خدا میں مشغول تھے اس وقت ہشیار ہونا چاہئے اور کام ایسا کرنا چاہئے کہ کل کے روز حسرت کا سامنا نہ ہو۔ امام علیہ السلام کے پیچھے دین اس طرح زندہ ہونا چاہئے جس طرح کہ مصطفیٰ علیہ السلام کے پیچھے آپ کے صحابہ سے فائدہ ہوا تھا۔ یہاں بھی اصحاب سے وہی ترقی دین کی ہونی چاہئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا میرے اصحاب ستاروں کے مانند ہیں۔ ان میں سے جس کسی کی پیروی تم کرو گے راہ پر رہو گے۔ خصوصاً تم خود جو امام علیہ السلام کے اہل بیت سے ہو تم میں بہت سی ایسی باتیں ہونی چاہئے جن سے پہلے یہ خصوصیت تمہارے ہاتھ آئے تو تم کو تو ایک بھی فروگذاشت زیبا نہیں ہے۔ تا کہ کل کوئی حجت لازم نہ ہو۔ (تمہارے کئے کو کوئی سند نہ گردانے) تمہارا رویہ تو ایسا ہونا چاہئے کہ دوسرے حسرت کریں نہ ایسا کہ مخالفین طعنے دھریں' شاید اس برادر دینی کو یہاں کے اور عزیزوں کی خبر نہیں پہنچی ہے کہ میاں سید خوندمیر کے ساتھ تقریباً نوسو پچاس اشخاص ہیں۔ میاں ملک جی کے ساتھ کوئی دو سو شخص اپنے وطن اور گھر چھوڑے ہوئے ہیں۔ میاں عبدالمجید کے ساتھ بھی شاید اسی قدر لوگ ہیں۔ ملک برہان الدینؒ نے جس گاؤں میں قیام کیا چند اشخاص ان کے ساتھ بھی ہیں جو ان کے مانند ہیں۔ میاں یوسف' میاں شیخ محمد کبیر اور احمد شاہ خدن کے ساتھ بھی چند اشخاص ہیں جو فیض یاب ہو رہے ہیں۔ اس برادر کو اور میاں الہداد حمید کو نہیں چاہئے کہ رفتار و گفتار میں کسی قسم کی سستی کریں۔ تم خود

جانتے ہو کہ دنیا کوئی وفاو جفا نہیں رکھتی' اس حیات فانی کے لئے آخرت کا گھاٹا اور ندامت مول لینا خوب نہیں۔ میاں الہداد پر یہ کیا بلا پڑی۔ ان کی نسبت تو بندہ کو کچھ اور ہی گمان تھا۔ لیکن اس زمانہ میں اس کے برخلاف حرکت ان سے سرزد ہوئی ہے یہ بندہ تعجب میں ہے۔ اور حق تعالیٰ سے درخواست کرتا ہے کہ ہم کو ثابت قدم رکھے۔ جب کبھی کوئی حکایت ہوتی بندہ میاں الہداد سے نقل کیا کرتا تھا اس بندہ کو عزیمت واستواری کے باب میں ان پر بہت اعتماد تھا اب سنا جارہا ہے کہ تمہارا لڑکا اور بھائی نوکری کرتے ہو شاید تمہاری اجازت سے کئے ہوں گے یہ بات تو ہمارے نزدیک نہایت ناپسند ہے ایسی حرکت تمہارے لئے سزاوار نہیں۔ نیز میاں ابوبکر کو معلوم ہو کہ اس برادر نے حضرت میراں علیہ السلام کے سامنے عہد کیا ہے اپنے اس عہد کو یاد رکھیں اور ایسے رخصتی کام سے توبہ کریں۔ کیا اس برادر کو معلوم نہیں کہ جو شخص حضرت امام علیہ السلام کے عہد کو توڑتا ہے وہ خدا کے عہد کو توڑنے والا ہوگا۔ وہ شخص جو خدا کے عہد کو توڑتا ہے کون ہے اس برادر کو یہی چاہئے کہ اپنے عہد پر ثابت قدم رہ کر خلق کی رہنمائی کریں۔ والسلام (تذکرہ الصالحین صفحہ ۱۸۸'۱۹۱)

آپ کے اس مکتوب سے کئی ایسے اصلاحی امور رونما ہوتے ہیں جو ہادیان حق ورہبران قوم کے لئے قیامت تک رہنمائی کا کام دیتے رہیں گے۔ آپ نے اپنے مکتوب میں آنحضرت ﷺ کے اس قول کو پیش فرمایا جس میں آنحضرت ﷺ نے اصحاب کی مثال ستاروں کے مانند بتائی ہے اس سے آپ کا مقصد یہی ہے کہ مبلغین قوم کے لئے جس طرح اصحاب رسالت مآب ﷺ کا عمل اور قول حجت ہے اسی طرح اصحاب مہدی صلعم کا ہر ایک قول وفعل بھی حجت ہے اور اسی طرح مبلغین کا عمل عوام الناس کے لئے صحبت وسند ہے آپ کے یہ الفاظ" تم میں سے بہت سی ایسی باتیں ہوتی جارہی ہیں جن سے یہ خصوصیت تمہارے ہاتھ آئے تم کو تو ایک بھی فرو دشت زیبا نہیں ہے۔ تاکہ کل کوئی صحبت لازم ہوگا" تمام قوم ملت مہدویہ کے لئے عموماً اور رہنمایان قوم کی اولاد کے لئے خصوصاً مشعل راہ ہیں کہ جو رہنمایان قوم ہونے کے دعویدار ہیں ان کو اور ان کی اولاد کو چاہئے کہ عالیت پر گامزن رہیں تاکہ ان کی زندگی دوسروں کے صحبت اور سند کا کام دے اور لوگوں کے لئے ان کی زندگی عملی نمونہ ہو۔ حضرت امیر المومنین میراں سید محمودؓ نے زبانی گفتار کے بجائے عملی نمونہ پیش کرنے کی جانب رہنمائی فرمائی اور خصوصاً رہنمایان قوم اور ان کی اولاد کو رخصتی عمل کرنے کے بجائے عالیتی عمل کرنے کی تاکید فرمائی تاکہ ہر ایک مبلغ مہدویہ عملی رفتار کو نمونتاً پیش کرنے کی کوشش کرے بعد میں آپ نے اصحاب مہدیؑ موعود علیہ السلام کے زمانہ میں کئے گئے عہد واقرار کو میاں الہداد حمید اور میاں ابوبکر کو یاد دلایا کہ سب اصحاب مہدی نے عالیت پر عمل پیرا رہنے کا وعدہ کیا تھا اور رخصتی کاموں سے بچے رہنے کا اقرار کیا تھا۔

غرض یہ کہ حضرت امیر المومنین کو یہ امر قطعاً ناپسند تھا کہ داعیان حق کی اولاد اور برادر تبلیغ ارسال مہدیت کبریٰ کے جیسے اہم کام کو چھوڑ کر نوکر شاہی کو پسند کریں۔ اور اس حیات فانی کی خاطر آخرت کے داعی بننے سے احتراز کریں۔

امیر المصدقین میراں سید محمودؒ اصلاح حال میں کسی کی بھی رو و رعایت نہیں فرمایا کرتے تھے۔ صاحب تذکرۃ الصالحین نے لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ "ملک لطیف موضع بھیلوٹ سے تین کوس کے فاصلہ پر قیام پذیر تھے حضرت میاں سید سلام اللہؒ کو مہمانی کا شرف بخشنے کی خواہش فرمائی جس کو بعد عذر کے حضرت نے قبول فرمائی اور نماز مغرب کے بعد ایک روز ملک لطیف میاں، سید سلام اللہ اور چند مبلغین کو اپنے ساتھ گھر لے گئے جب حضرت امیر المصدقین میراں سید محمودؒ کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو ان الفاظ میں زجر فرمایا۔

چرار فتید خانہ پارہ پارہ خواہم کرد داز دائرہ خواہم کشید بعد میاں سید سلام اللہ دستار در گلوئے خود بست برپائے میراں سید محمود افتادند و گفتد کہ از ما گناہ شد بہ بخشید بعدہ مدت یک ونیم ماہ میراں روئے خود نہ نمودند وگفتند کہ روسے ما سیاہ شد چہ نمایم (تذکرۃ الصالحین صفحہ ۱۷۸)

حضرت ثانی مہدی نے بہت جھڑک کر فرمایا کیوں گئے تمہارا گھر پارہ پارہ کردوں گا اور تم کو دائرہ سے نکالدوں گا۔ اس کے بعد میاں سید سلام اللہ نے اپنی دستار اپنے گلے میں ڈالی اور میراں سید محمود کے قدموں پر گر کر کہا میری خطا بخش دیجئے۔ پھر دیڑھ مہینے تک اپنا منہ آنحضرت کو نہیں دکھلایا اور کہا کہ اپنا سیاہ منہ کیا دکھلاؤں)

مخفی مباد حضرت بندگی سید سلام اللہؓ حضرت بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کے حقیقی ماموں ہوتے تھے مگر آپ نے حدود دائرہ کی خلاف ورزی پر زجر میں ذرہ بھی غفلت نہیں برتی اور آپ نے تمام قوم کے لئے اپنی ذات گرامی کو عملی نمونہ میں ڈھال کر یہ بتادیا کہ رہنمایان قوم کو حق بات کے کہنے میں کبھی بھی وہ رعایت نہیں کرنی چاہئے۔ غرض یہ کہ حضرت امیر المصدقین میراں سید محمودؓ کی مدت خلافت بقول صاحب "شواہد الولایت" نو سال رہی اور آپ کی وفات شریف پچاس سال کی عمر میں ماہ رمضان ۹۱۹ھ کو ہوئی آپ نے اپنی اس نو سال کی خلافت میں سر بلندی مہدیت کے لے جن اصلاحی امور کو کام میں لایا اگر بیان کرنا چاہیں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔

بشکریہ "نور حیات" مطبوعہ جنوری ۱۹۹۸ء

☆●●●●●●●☆

از: حضرت فقیر سید منور روشن

ثانی مہدی رضی اللہ عنہ

یا سائر النبوۃ یا احسن السیر — لایکتب الادیب کما کان شانہ
من فیضک العمیم نماالدین و النشر — رہبر چس از امام توئی قصہ مختصر

ہادی مسعود بندگی میراں سید محمودؓ ابن مہدی موعودؑ ۸۶۹ھ میں شہر جونپور میں پیدا ہوئے۔ آپ ام المصدقین سیدۃ النساء حضرت بی بی الہدادیؓ کے بطن سے ہیں امامنا علیہ السلام کے فرزند اکبر تھے۔ آپ کے بچپن کے تفصیلی حالات معلوم نہ ہوسکے۔ مختصراً یہ کہ آپ کا بچپن جونپور میں گذرا۔ ذہین و فطین ام المصدقین بی بی الہدادیؓ اور امام ہمام مہدی علیہ السلام کے گودیوں میں پلنے والے نے ان سے کیا کچھ حاصل نہیں کیا ہوگا۔ اٹھارہ انیس سال کی عمر تھی جب آپ کے والد بزرگوار مہدی موعودؑ دانا پور میں قیام پذیر ہوئے۔ اسی دوران ایک روز بی بی الہدادیؓ نے امامنا علیہ السلام سے فرمایا "میرے سرتاج مجھے بارہا ہاتفِ غیب سے آواز آتی ہے ہم نے تیرے شوہر کو مہدی موعودؑ کا منصب عطا فرمایا ہے۔ تصدیق کر" یہ سن کر آپؑ نے فرمایا صحیح ہے ہم کو بھی بارہا ایسا انکشاف ہوا ہے۔ لیکن تاکیدی حکم نہیں ہے۔ اس لئے ہم نے اس کا اظہار نہیں کیا ہے۔ ان کے خلف ارشد بندگی میاں سید محمودؓ نے جو اس وقت حجرے کے آس پاس ہی کہیں موجود تھے یہ گفتگو سن لی۔ اس گفتگو کا آپ پر ایسا اثر ہوا کہ آپ پر فوراً جذبہ طاری ہوا۔ اس کے اثر سے آپ غش کھا کے گر پڑے۔ گرنے کی آواز سن کر امامناؑ باہر نکلے، ایک روایت میں آیا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے آپ کو فرزند کے گرنے کی اطلاع دی اور باہر جا کر انہیں اٹھانے کے لئے کہا پس آپ باہر آئے۔ جواں بخت و جواں عمر فرزند ارجمند کو اٹھا کر حجرے میں لائے اور بی بیؓ سے بولے "دیکھو ہمارے جواں سال نونہال، محمود خوشخصال کا بال بال لا الہ الا اللہ ہوگیا ہے" نیز آپ نے اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھ کر فرمایا "اس سینے میں جو کچھ اللہ نے عطا فرمایا" پھر میاں سید محمودؓ کے سینے پر ہاتھ رکھ کر جملے کو پورا فرمایا "اس سینے میں بھی عطا فرمایا ہے"۔ پھر جب آپ ہوش میں آئے تو امامناؑ کی مہدیت

کی تصدیق کی۔ امامنا کی مہدیت کی تصدیق کرنے میں سب سے پہلے بی بی الہدادیؓ کا نام آتا ہے دوسرا بندگی میاں سید محمودؓ کا۔ امام علیہ السلام کسی ایک مقام پر مقیم نہیں رہے۔ جب جب جیسے جیسے اللہ کا حکم ہوتا رہا آپ مقام سے مقام ہاجروا (ہجرت کا فریضہ) کی تکمیل میں اللہ کے حکم سے ہجرت کرتے رہے۔ بیوی بچے تو ساتھ تھے ہی' بیشمار حضرات وخواتین عاشقان الٰہی بھی ساتھ رہے۔ سفر پہ سفر جاری رہا۔ ایک وقت جبکہ چاپانیر شریف میں قیام تھا میراں سید محمودؓ نے امامنا سے سوال کیا۔ مفلس کے ترک دنیا اور سرمایہ دار کے ترک دنیا میں کوئی فرق ہوگا' آپ نے فرمایا یقیناً فرق ہوگا جو جتنی متاعِ دنیا و دولت سے دستبردار ہوکر دنیا ترک کرے گا وہ اتنا ہی زیادہ اجر کا مستحق ہوگا۔ اسی جواب سے آپ کو کسبِ معاش کی آرزو ہوئی۔ یہ آرزو صرف اس لئے ہوئی کہ کثیر مال ومتاع حاصل کر کے اسے ٹھکرادیا جائے۔ سبحان اللہ۔

آپ نے ملازمت کی کوشش کی۔ سلطان محمود بیگوہ کے دربار میں چہل ہزاری منصب پر مامور ہوگئے۔ بیرم گاؤں اور سانجور کی جاگیریں بھی عطا ہوئیں۔ ادھر امامنا نے اپنا سفر جاری رکھا ادھر آپ برسرروزگار رہے روزگاری میں بھی حدودِکسب کی آپ نے پوری پوری پابندی کی۔ ایسی پابندی کہ آج بھی ہمارے کسب کرنے والوں کے لئے مشعل راہ ہے۔ کچھ دنوں بعد حسب فرمان رسول صلعم النکاح من سنتی' ایک حسین وجمیل دوشیزہ مسماۃ بی بی خوب کلاں سے آپ نے نکاح فرمایا۔ بی بی حسین صورت' چندرے آفتاب چندرے مہتاب تھیں تو حسن سیرت میں بھی بے مثال ولاجواب تھیں۔ بی بی اپنے سرتاج میراں سید محمودؓ کی اس قدر عاشق زاد تھیں کہ ذرہ سی جدائی سے بھی بیقرار ہوجاتی تھیں۔ میاں ملازمت پیشہ تھے دربار میں جانا تو ہوتا ہی تھا۔ درباری کام سے باہر بھی جانا ہوتا تھا لوٹنے میں ذرہ بھی دیر ہوجاتی تھی تو بی بی بے چین ومضطر ہوجاتی تھیں۔ لوٹن کبوتر ہوجاتی تھیں۔ ایک بار حضرت ثانی مہدیؓ بعض احباب کے ساتھ شکار پر گئے۔ شام کو لوٹنے کے وقت کسی نے سخت اصرار کرکے' آپ کو رات بھر کے لئے اپنے گھر روک لیا۔ ادھر بی بی خوب کلاں رات بھر تڑپ تڑپ گئیں ذرہ سی آہٹ پر یہ سمجھ کر مسرور ہوجاتی کہ مجازی خدا آگئے۔ مگر آن کی آن میں خوشی کافور ہوجاتی۔ اس طرح پل پل خوش ہوتیں۔ یہیں دوسرے ہی پل تل تل تڑپتیں' دالان میں ٹہلتیں' گھر کے آنگن میں چہل قدمی کرتیں' ٹھنڈی آہیں بھرتیں' نہ آہیں نہ آنکھوں کا لامتناہی سیلاب دل بیتاب میں لگی آگ کو بجھا سکتا اور نہ کسی طرح چین آسکا۔ وقت نے کب کسی کا انتظار کیا ہے جو بھی لمحہ آیا ہے ٹلا ہے۔ بی بی کلاں کی فرقت کے لمحات کٹنے لگے۔ بی بی کی حیات کے لمحات کٹنے لگے۔

شعلہ جو بھڑکا عشق کا اور تیز ہوگیا
پیمانہ انتظار کا لبریز ہوگیا

رات گذری تھی تین چوتھائی۔ بی بی نے دنیا سے رخصتی پائی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون. صبح حضرت میراں سید محمودؒ گھر پہنچے تو خبر ملی کہ رفیقہ حیات کو ہجر کی گھڑیاں اس قدر شاق گذریں کہ جانبر نہ ہوسکیں۔ داغ مفارقت دے گئیں ۔ پیکر تسلیم ورضا مشیت ایزدی پر سر تسلیم خم کرلیا۔

ایک عرصہ دراز تک آپ نا کتخدا رہے۔ احباب از راہ ہمدردی آپ کو نکاح ثانی کی طرف راغب کرتے رہے۔ مگر آپ توجہ نہ فرماتے آخر بہت اصرار ہوا آپ کو بھی امور خاندان کے مدنظر شادی کا خیال ہوا تو آپ نے اپنے بہی خواہ احباب کے سامنے شرط رکھی کہ کوئی لڑکی صورت وسیرت میں خوب کلاں جیسی ہی ہو تو شادی کرلیں گے۔ سلطان محمود بیگڑہ کے دربار میں ایک امیر تھے جن کا نام ملک عثمان تھا ان کو امامنا علیہ السلام سے بڑی عقیدت تھی جب ان کو معلوم ہوا کہ ان کے مرشد زادے نے نکاح کیلئے رضامندی دیدی ہے تو وہ میراں سید محمودؒ سے خود مل کر اپنی دختر فرخندہ سیر سیدہ بی بی کدبانوؒ کا نام پیش کیا۔ آپ نے یہ شرط بیان کی کہ ہو بہو بی بی خوب کلاں جیسی ہو۔ ملک عثمان نے جواب میں کہا کہ کد بانو کو آپ کی خدمت میں بی بی نہیں باندی بنا کر دینے کی خواہش رکھتا ہوں۔ غرض نکاح ہوگیا ثانی مہدیؑ کا نکاح ثانی ہوگیا فضل وہ تھا ربانی' ازواجی زندگی بڑے اطمینان سے گذرنے لگی۔ آپ کا منصب بھی بڑا اونچا تھا معاشرے میں بڑی عزت تھی۔ ایک مدت اسی طرح احتشام وفارغ البالی میں گذر گئی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ کو اس دنیاوی طمطراق کی چاہت تھی نہ زرودولت کی' حالانکہ کسی چیز کی کمی نہ تھی مگر حضرت کی طبیعت کسی چیز پر نہ تھی آپ نے کسب اختیار کیا ہی تھا ترک کرنے کے لئے' اب وہ وقت آ گیا تھا۔ ایک دن امامناؑ کی طرف سے آپ کو ایک خط ملا۔ جس میں آپ نے لکھا تھا ''تم جہاں بھی ہو بندہ بھی وہیں ہے اور جہاں بندہ ہے وہاں تم بھی ہو' ظاہری دوری کا اعتبار نہ کرو خدا کی عبادت سے دل بیزار نہ کرو یعنی غافل نہ رہو تو بندہ تمہارے ساتھ ہی ہے۔'' اس خط سے آپ بیقرار ہوگئے۔ اب آپ کو جدائی گوارا نہیں تھی پس فوراً آپ نے ملازمت سے استعفیٰ بھیجدیا نوکر چاکر جو تھے ان کو سارے حساب کتاب چکادیئے۔ یعنی انعامات' تنخواہیں جو دینے تھے دیدیئے باقی جو کچھ تھا خیرات کردیئے۔ بی بیؓ سے بولے بندہ دنیا ترک کرکے مہدی موعود خلیفۃ اللہ الودود کی صحبت فیض ورحمت میں رہنے کے لئے سفر اختیار کرتا ہے۔ اس وقت بی بی حاملہ تھیں۔ اس لئے آپ نے ان کو میکے میں رہنے کی صلاح دی کہ چند مہینوں بعد وضع حمل ہوگا تو بلالیا جائے گا مگر بی بیؓ

نے کہا مہدی سے ملنے کے لئے جو بھی دقت اٹھانی پڑے گی اٹھالوں گی۔ بی بیؓ نے خدا کا واسطہ دے کر کہا امامناؑ کے قدوم میمونت لزوم میں حاضر ہونے کی تمنا بندی کو بھی ہے لے چلئے۔ ان کے اصرار بسیار پر آپ نے انہیں ساتھ لے لیا۔

جو کچھ تھا سب خیر خیرات کر کے خالص خدا کے بھروسے پر نکل پڑے۔ رادھن پور نامی مقام پر پہنچے تھے کہ زادِراہ جو کچھ تھا ختم ہوگیا آگے بڑھنے کے لئے سرمائے کی ضرورت تھی۔ وہاں آپ نے قیام فرمایا۔ بندگی میاں سید خوندمیرؓ اور شناسائے حقیقت مقراض بدعت بندگی میاں شاہ نعمتؓ بھی اسی مقام پر اقامت پذیر تھے۔ یہ دونوں ہستیاں گجرات آئے ہوئے تھے۔ اور اب لوٹتے ہوئے وہاں قیام کئے تھے ان کے ساتھ اور کئی جلیل القدر ہستیاں بھی تھیں۔ نیز ان دونوں حضرات کے پاس بیشمار تحفے تحائف بھی تھے جو مختلف لوگوں نے امامنا علیہ السلام کو دینے کے لئے دئے تھے۔ ایک طرف بندگی میراں سید محمودؓ سرمایہ نہ ہونے کی وجہ سے رکے ہوئے تھے دوسری طرف میاں سید خوندمیرؓ میاں شاہ نعمتؓ وغیرہ کئی ہستیاں آرام کرلینے کی غرض سے ٹھیرے ہوئے تھے یہ کوئی اتفاقی امر نہیں تھا کچھ اللہ کی مشیت و مصلحت تھی، رادھن پور کے نصیب جاگے تھے۔ اس وقت رادھن پور بقعہ نور بنا ہوا تھا۔ غرض میاں سید خوندمیرؓ نے جو کچھ ان کے پاس امامناؑ کو دینے کے لئے تھا فرزند امامنا بندگی میراں سید محمودؓ کے حوالے کردیئے۔ اور بولے الحمدللہ یہیں پر امانت سے سبکدوشی حاصل ہوگئی۔ نیز آپ نے ثانی مہدیؓ سے فرمایا اپنا سفر جاری رکھنے کے لئے یہ سرمایہ کافی نہ ہو تو بندے کو فروخت کردیجئے۔ پھر سارا کارواں ایک ساتھ چلا۔ اللہ اللہ کیا منظر رہا ہوگا!! سینکڑوں مرد عورتیں بچے عشق الٰہی کی دھن میں خلیفۃ اللہ کی صحبت اقدس میں حاضر ہونے کے لئے، ایک کارواں کا کارواں کشاں کشاں رواں دواں تھے۔ بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے اپنے مرشدزادے حضرت میراں سید محمودؓ کا اوران کے حرم محترم کے آرام کا پورا پورا خیال رکھا۔ ان سے ایک منزل آگے رہتے جہاں کہیں قیام کرنا ہوتا، وہاں پہلے پہنچ کر اچھی جگہ کا انتخاب کرتے، خیمہ نصب کرتے، صاف صفائی کرتے، صحن میں پانی چھڑکتے تاکہ ٹھنڈا رہے۔ پھر تمام ضروری اسباب فراہم کرتے۔ اس سفر میں حضرت میراں سید محمودؓ کو قائد کی حیثیت حاصل تھی۔ حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ شاہ نعمتؓ شاہ عبدالمجیدؓ شیخ میاں یوسف وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہم سفر تھے۔ سفر طویل تھا دشوار گذرا تھا مگر ان ساری تقدس مآب ہستیوں کی بدولت سفر میں آسانیاں پیدا ہوگئیں۔ اس طرح سے اس قافلہ اوالوالابصار کا سفر منزل بہ منزل طئے ہوا۔ ادھر امامناؑ کو جب اطلاع ملی کہ قافلہ اب تب میں پہنچ رہا ہے تو آپ اس خوشخبری سے اسقدر خوش ہوئے کہ بی بی بونجیؓ پوچھ بیٹھیں، بیٹے کے آنے کی خوشی عام لوگوں کی طرح مہدی موعود خلیفۃ اللہ الودود کو بھی ہوتی ہے!! آپ بولے"

کیوں نہ ہوگی پوت پوت بن کر آ رہا ہے۔ آپ نے پھر فرمایا اس آنے والے قافلے میں دو ایسی ہستیاں بھی ہیں جو فیض ولایت کے مخزن ہیں۔ بی بی بولیں ان کے نام بتادیں تو ہم سب بھی ان کا کما حقہٗ احترام کریں گے۔ آپ بولے'' وہ بھائی سید محمودؓ و بھائی سید خوندمیرؓ دو سیدین ہیں۔ ''غرض سفر ختم ہوا قافلہ منزل مقصود کو پہنچا۔ امامنا علیہ السلام سے بندگی میراں سید محمودؓ اور دوسرے تمام حضرات یکے بعد دیگرے ملے۔

اس قافلے کے آجانے کے بعد سے امامنا کا بیان القرآن پہلے سے کچھ زیادہ ہی مسحور کن تھا۔ پہلے کے بیان بھی بڑی شان کے ہوتے ہی تھے مگر جو انداز اب تھا وہ اور ہی تھا' اسرار و رموز کے باریک باریک نکتے کھلتے تھے۔ حقائق و دقائق بیان ہونے لگے۔ پہلے سے جو یہاں موجود تھے وہ صحابہؓ اس تبدیلی کو نہ صرف محسوس کئے بلکہ سوال کر بیٹھے کہ یہ سیلاب درفشانی موتیوں کی بارش کا سلسلہ پہلے کیوں نہیں ہوا' آپ فرمائے ان موتیوں کو سمیٹنے اور آگے بکھیرنے (حقیقت کی مراد کو سمجھنے اور آگے سمجھانے) کی صلاحیت رکھنے والی ہستیاں اب آگئی ہیں اب یہ خزانے انہی کے لئے لٹائے جارہے ہیں دو سیدینؓ کے درس و تدریس کا سلسلہ تقریباً چھ ماہ جاری رہا۔ جن میں میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کو سیر نبوت حاصل تھی تو میاں سید خوندمیرؓ کو سیر ولایت حاصل تھی۔ چھ ماہ کے بعد امام الکائنات نے پردہ فرمالیا۔ آپ کے وصال کے بعد تجہیز و تکفین کا اہتمام ہوا سپرد خاک کرنے کے لئے حضرت بندگی میراں سید محمودؓ قبر میں اترے تدفین کے بعد جب آپ لحد سے اوپر آئے تو حضرت بندگی میراں سید خوندمیرؓ نے بآواز بلند فرمایا'' بھائیو دیکھو! ہمارے سامنے ثانی مہدیؓ کھڑے ہیں یہ لقب ساروں نے پسند کیا سارے اکابر صحابہ اس وقت وہاں موجود تھے ان مقدس ہستیوں نے متفقہ طور پر'' ثانی مہدیؓ'' کے لقب کو متفقہ الرائے سے منظوری دیدی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

مہدی کا پسر بی بی الہداویؓ کا جایا
مہدی کی جگہ ثانی مہدیؓ نظر آیا

امامنا علیہ السلام کے پردہ فرمالینے کے بعد آپ کے سارے صحابہ گجرات (ہندوستان) کو آگئے بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؓ نے بھیلوٹ شریف میں اپنا دائرہ قائم کیا دیگر تمام صحابہ کرامؓ بھی آپ کے ساتھ ہی رہے کچھ دنوں بعد ثانی مہدیؓ نے تمام جلیل القدر صحابہؓ کو الگ الگ مقامات پر اپنے اپنے دائرے قائم کرنے اور دین کی تبلیغ کرنے کی ترغیب دی۔ سوائے میاں شاہ دلاورؓ کے سب الگ ہوگئے۔ میاں شاہ دلاورؓ آپ کی حیات تک آپ سے جدا نہیں

ہوئے اس کے بعد ہی انہوں نے اپنا دائرہ بسایا۔ غرض چاروں طرف مہدوی دائرے پھیل گئے ان دائروں میں بیان القرآن، ذکرواذکار، تسبیح وتہلیل کے ایمان افروز سلسلے چلنے لگے۔ عوام دن بدن ان دائروں کی طرف زیادہ سے زیادہ راغب ہونے لگ گئی۔ حالانکہ یہ دائرے شہروں سے آبادیوں سے دور جنگلوں میں قائم تھے۔ ظاہر ہے اس سے مخالف علماء کے تن بدن میں آگ لگ گئی وہ لوگ سب مل کر بادشاہ وقت سلطان مظفر شاہ کے حضور شکایت پیش کی اس جاہل مطلق بادشاہ نے میراں سید محمودؓ کو گرفتار کروایا پاؤں میں اذیت ناک بیڑیاں ڈلوایا اور زندان میں رکھا۔ ساری دنیائے مہدویت میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی۔ بہت سے حضرات مشتعل ہوکر آپ کی خدمت میں آئے اور مقابلے کی اجازت طلب کئے۔ مگر آپ نے اجازت نہیں دی۔ حضرت سید الشہداء بندگی میاں سید خوندمیرؓ بڑے طاقتور تھے آپ نے کہا حکم دیجئے ان سلاخوں کو توڑ کر آپ کو چھڑا لے جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا ضرورت نہیں ہم کوئی چور نہیں ہیں کہ یوں بھاگیں خدائے تعالیٰ قادر مطلق ہے توانا ہے وہ جس طرح لایا ہے اسی طرح لیجائے گا۔

اللہ اللہ کیا شان بے نیازی ہے اللہ کی رضا میں سر تسلیم خم اس قدر کہ پاؤں میں وزنی بیڑیوں کی وجہ سے ناسور آگئے مگر شکوہ گلہ زبان پر کیا آتا۔ اس تکلیف وقید سے چھڑانے کے لئے حامیوں فدائیوں کا ایک تانتا لگا ہوا ہے مگر اللہ رے بے نیازی۔ فرماتے ہیں یہاں بظاہر بادشاہ کے کارندوں نے ہمیں لایا ہے مگر حقیقت میں خود خدا کی مرضی یہی رہی ہے خدا کی مرضی نہ رہتی تو یہ لوگ کیا کر سکتے اب خدا کی رضا ہو تو ہی ہم یہاں سے جا سکتے ہیں۔ ''جس طرح لایا ہے اسی طرح لے جائے گا'' سے مراد یہی ہے۔

سیدنا ابراہیمؑ نے بھی یہی کہا تھا۔ دہکتی آگ میں پھینک دئے جانے کا انتظام ہو چکا تھا فرشتے نے آکر کہا حکم دیجئے ایک پر ماردوں تو آگ بجھ جائے گی آپؑ نے جواب میں کہا ''بندہ بندگی کے مقام پر ہے بندے کا کام راضی برضا رہنا ہے۔ حکم دینا نہیں حکم دینا تو حاکم کا کام ہے اللہ تعالیٰ حاکم مطلق ہے۔ اس کی اگر رضا ہے کہ میں جل مروں تو تمہارے پر مارنے سے بھی وہ آگ نہیں بجھے گی۔ اسی طرح اگر اللہ کی رضا نہیں رہی تو یہ آگ مجھے کیا جلائے گی!! یہ اسوہ مجد دانبیاء سیدنا ابراہیمؑ کا تھا یہ انہی کا حصہ تھا سائر نبوت سیدنا محمودؓ نے بھی یہی اسوہ پیش کیا۔ منصب سیر نبوت کی یہی تو شان ہے۔ سلطان محمود بیگڑہ کی بہنیں راجے سون اور راجے مرادی آپ کی بڑی معتقد تھیں ان کو جب معلوم ہوا کہ ان

کے بھتیجے مظفر بے ظفر نے ان کے مرشد فرزند مہدی کو تکلیف دہ قید میں رکھا ہے تو بے چین و بیقرار ہو گئیں آپے سے باہر ہو گئیں، گھر سے باہر آنگن میں تیز دھوپ میں کھڑی ہو گئیں۔ بھتیجے کو خبر ہوئی پھوپیوں کا حال زار معلوم کرنے کے لئے آیا انہوں نے کہا جب تک ہمارے مرشد کو رہائی نہ حاصل ہو گی ہم یونہی دھوپ میں کھڑی رہیں گی۔ تب کہیں جا کر ظالم نے آپ کی رہائی کا حکم نافذ کیا۔ بیڑیوں کی وجہ سے پاؤں میں ناسور پڑ گئے تھے مگر آپ کے ذکر و فکر میں وعظ و بیان میں کوئی فرق نہیں آیا، آپ کی صورت سے آپ کے اٹھنے بیٹھنے سے درد کا اندازہ ہوتا تھا صحابہ درد کی کیفیت پوچھتے تو پوچھنے سے منع کرتے۔

"تم میرا حال نہ پوچھو میری صورت دیکھو"

والی کیفیت تھی آپ نے مزید فرمایا" اگر کہوں کہ درد نہیں ہے تو جھوٹ ہوگا اور کہوں کہ درد ہے تو شکایت ہوگی اس لئے خاموشی بہتر ہے۔" آپ کے ماموں میاں سید سلام اللہؒ آپ کے عاشق زار تھے۔ انہوں نے اصرار کیا کہ کچھ اس طرح سے سمجھاؤ کہ شکایت بھی نہ ہو اور درد کا صحیح اندازہ بھی ہمیں ہو جائے تو بولے" ماموں میرا درد کچھ ایسا ہے کہ اس کا ایک ذرہ بھی اگر کسی عظیم پہاڑ پر ڈال دیا جائے تو وہ پہاڑ بھی درد کے مارے پھٹ پڑے" پھر آپ نے کہا" ماموں جان میں نے یہ جو کہا صرف آپ کے مسلسل اصرار پر درد کی حقیقت کے اظہار کے۔ لئے کہدیا ہے واللہ یہ شکوہ نہیں بندہ ہر حال میں راضی برضائے الٰہی ہے۔

زندہ کنی عطائے تو ور بکشی خدائے تو
جاں شدی مبتلائے تو چکتی رضائے تو

صبر ایوب مشہور ہے صاحب سیر نبوت نے اس صبر کا ایک نمونہ بھی اپنی سیرت میں دکھا دیا۔ حضرت یوسفؑ قید میں تھے اپنی طرف سے رہائی کی کوشش کبھی نہیں کی، ذکر و فکر، تبلیغ دین متین اور صبر و شکر کا دامن برابر مضبوط رہا۔ سائر نبوت نے ان صفات کو بھی اپنے اسوہ میں پیش کر دیا۔ بالآخر یہی موذی درد جان لیوا ثابت ہوا چھ مہینے اس شدید درد و کرب کی حالت میں گذرے۔ ۱۴/ رمضان المبارک ۹۱۹ھ بروز پیر اس "پیروں کے پیر" نے دائی اجل کو لبیک کہا انا للہ و انا الیہ راجعون اس وقت آپ کی عمر شریف پچاس سال تھی۔ بندگی میاں شاہ نعمتؒ نے نماز جنازہ پڑھائی بھیلوٹ شریف

ں مزار پاک آج بھی موجود ہے۔آپ ''بہاری پیر'' کے نام سے مشہور و موسوم ہیں۔

یہ تھی آپ کی مختصر سوانح حیات۔اماما علیہ السلام کی جانب سے آپ کے حق میں بیشمار بشارتیں آئی ہیں جن کی تفصیلات کی اس مختصر مضمون میں گنجائش نہیں۔

ہم نے اوپر لکھا ہے اماماً کی تدفین کے بعد آپ لحد مبارک سے جب اوپر آئے تو حضرت سید الشہداء خلیفہ وم سلطان النصیر بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے کہا بھائیو دیکھو مہدیؑ ہم سے جدا نہیں ہوئے مہدی کی جگہ ثانی مہدیؑ مارے سامنے کھڑے ہیں۔یاروں نے متفقہ طور پر ثانی مہدیؓ کے اس لقب کو پسند کیا ایک آواز بھی مخالفت میں نہیں ھی اگر یہ لقب غلط رہتا یا کم سے کم نامناسب ہی رہتا تو خود محبّ المعبود باری مسعود ابن مہدی موعود بندگی میراں سید محمودؓ ر اٹوک دیتے۔یہ وہ ہستی ہے جو ہفتے دو ہفتے میں اجماع کر کے محضر کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے بندے کی ذات میں لر مہدی کی روش کے خلاف کچھ دیکھیں تو بندے کا ہاتھ پکڑ کر دائرے کے باہر نکالدیں۔کیا ایسی ہستی ایک غیر مناسب طاب کو زبان زد و عام ہوتے ہوئے دیکھ کر بھی خاموشی اختیار کر لیتی۔یہ واقعہ بھی آپ ہی کا ہے کہ ایک بار دوران بیان قرآن'' ایاک نعبد و ایاک نستعین ''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں'' کی شرح آپ کی زبان حقیقت بیان سے نکلی۔آپ بے ساختہ زار و قطار رو پڑے آگے بیان نہیں کر سکے۔اٹھ کر حجرے ں چلے گئے اس کے بعد دو تین دن تک بیان نہیں ہوا۔صحابہؓ نے عرض کیا حضور آپ نے ہم کو بیان سننے سے محروم کر دیا فرمایا تو مجھے اس آیت پر'' ایاک نعبد و ایاک نستعین '' پر احساس ہوا کہ ہمارا عمل اس کے خلاف ہے۔اس لئے ان آگے جاری نہ رہ سکا۔سوچئے کیا ایسی ہستی بے جا خطاب پر خاموشی اختیار کر لیتی۔

میراں سید محمودؓ کے علاوہ دوسری اکابر ہستیاں بھی موجود تھیں جو دن رات اماماً کے فیض سے مستفیض ہوتے تھے یں بھی بالخصوص حامل بار امانت مجاہد کھمبات صدیق ولایت میاں سید خوندمیرؓ حامل سنت مقراض بدعت میاں شاہ تؓ برگزیدہ ملک المظلوم دریائے وحدت آشام میاں شاہ نظامؓ ' وزیر آخر وسیع النظر میاں شاہ دلاورؓ اور جو یکے ند دیگر خلفائے گروہ اولوالالباب ہوئے موجود تھے پھر میاں سید سلام اللہؓ میاں لاڑ شاہ' میاں عبد المجید نوری' میاں بھیک' یاں بھائی مہاجر' میاں شیخ کبیر وغیرھم بیشمار جلیل القدر ہستیاں رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کی موجودگی میں یہ الفاظ گونجے

ساروں نے متفقہ طور پر مسرت انگیز انداز میں اس خطاب کا استقبال کیا۔ وہ اولین دور تھا اس وقت کا اجماع مقدس ترین اجماع تھا۔ اس اجماع نے جس لقب کو تسلیم کرلیا اس تسلیم شدہ لقب ''ثانی مہدیؓ'' کی تقدیس کے کیا کہنے اس وقت سے آج تک ہماری نسل تک سینکڑوں اجماع اس لقب سے متفق رہے۔ ایسے متفق کہ بندگی میراں سید محمود صدیق اکبرؓ کو ثانی مہدیؓ کے نام سے یاد کرنے لگے۔ ان پڑھ یا کم استطاعت والے تو ان کا نام بھی نہیں جانتے ان کو یعنی فرزند مہدی کو خلیفہ اول کو ثانی مہدیؓ کے نام سے ہی جانتے ہیں۔ اگر کوئی اس لقب پر انگلی اٹھاتا ہے غلط بیجا یا نامناسب کہتا ہے تو خاکم بدہن وہ انگلی صحابہ مہدی بشمول بندگی میراں سید محمودؓ کے اوپر اٹھتی ہے، پھر اٹھتی ہے وہ انگلی، اس وقت کے اس مقدس اجماع سے لے کر آج تک کے اجماعوں پر بھی۔ گویا اس مقدس لقب ثانی مہدیؓ سے اتفاق نہ کرنے والا شروع سے اب تک کے سارے اجماعات سے برگشتہ ہے، خارج ہے۔

ایک اور سوال اٹھایا گیا ہے وہاں ثانی رسولؐ نہیں تو یہاں ثانی مہدیؓ کیسا، جواب میں ہم پوچھتے ہیں کیا وہاں جو کچھ تھا وہ سب ہونا اور وہاں جو کچھ نہیں تھا یہاں نہیں ہونا ضروری ہے (وہاں سے مراد دور نبوت اور یہاں سے مراد دور ولایت) ضروری ہرگز نہیں۔ ہاں اگر کوئی بات نبوت کی ہی طرح ولایت میں بھی مماثل پائی جائے تو یقیناً ہم اس کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کریں گے اسے ایک اعزاز ہی سمجھیں گے۔ جیسے صدیق نبوت حضرت ابوبکر صدیقؓ کا وصال پاؤں کے درد سے ہوا اسی طرح ''صدیق اکبرؓ'' کا انتقال بھی پاؤں کے درد سے ہوا ہے یہ مماثلت ہے، جس کا ذکر ہم خصوصیت سے کرتے ہیں وہاں جو تھا یہاں بھی ہونا وہاں جو نہیں تھا وہ یہاں بھی نہ ہونے کو معیار قرار دے دیا جائے تو یہ اسلاف کے ساتھ بہت بڑی گستاخی ہوگی۔ وہاں چار خلفاء تھے یہاں پانچ۔ وہاں حضور ﷺ کے نرینہ اولاد ہی نہیں یہاں رہی اس سے تو خدا پر انگلی اٹھ جارہی ہے۔ نعوذ باللہ۔ غرض ایسے بہت سارے نکتے 'چننے والے کو مل جاتے ہیں۔ یہ مخالف کرسکتا ہے معاون نہیں۔ اللہ ہم تمام کو ایسے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

بشکریہ ''نور حیات'' مطبوعہ فبروری ۱۹۹۸ء

☆●●●●●●●☆

از: حضرت ابوالفتح سید نصرت تشریف اللّٰہی (شکاگو امریکہ)

خصوصیات سیرت ثانی مہدیؑ

حضرت میراں سید محمودؓ کی سیرت عین سیرت مہدی موعودؑ تھی اس کے متعلق جتنا بھی لکھا جائے کم ہے۔ اس مقدس بارگاہ میں اپنا حقیر نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کی نیت سے صرف چند پہلو اختصار کے ساتھ پیش کیے جاتے ہیں۔

(۱) **قدم بقدم اتباع مہدیؑ**۔ ایک روز مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جس جگہ سے بندہ نے قدم اٹھایا اس جگہ بھائی سید محمودؓ نے قدم رکھا یعنی ہمارے قدم بقدم ہیں (تذکرۃ الصالحین ص ۱۷۴)

(۲) **فقر و دیانت**:۔ روایت ہے کہ حضرت میراں سید محمودؓ کا پاجامہ تار تار ہو گیا تھا۔ میاں بابن جن کو سویت کا عہدہ دیا گیا تھا۔ اور عشر کی سویت بھی ان ہی کے ذمہ تھی ایک روز انہوں نے ایک نیا پاجامہ سلوا کر حضرت ثانی مہدیؓ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے پوچھا کہاں سے لائے ہو عرض کیا "میرانجی عشر کی رقم سے چند درہم بچ گئے تھے اسی سے بنوالیا ہوں۔ آپ بہت خفا ہوئے فرمانے لگے کہ یہ پہننا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ تو مضطروں کا حق ہے کسی غیر مضطر کو نہیں پہننا چاہئے۔ میاں بابن نے عرض کیا حضرت مہدی علیہ السلام نے کبھی کبھی عشر سے تصرف فرمایا ہے۔ میراں سید محمودؓ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا کہ وہ مہدی موعودؑ تھے رب العزت کے حکم سے کرتے تھے اور ذات صاحب تحقیق کی برابری کرنا ہمارے لئے روا نہیں ہے۔ جاؤ اور فوراً اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت عشر کی رقم میں جمع کردو۔ آخر میاں بابن نے اس پاجامہ کو فروخت کر دیا اور اس کی رقم عشر میں جمع کر دی۔ (نقلیات میاں عبدالرشیدؒ)

(۳) **قناعت**:۔ آپ کی قناعت کا اندازہ اس روایت سے ہو سکتا ہے کہ بی بی کدبانو نے بندگی میاں شاہ دلاورؓ سے فرمایا کہ میراں سید محمود سے بطور خود جا کر کہیں کہ ہمارے مہمانوں کے اخراجات کی غرض سے چند حصے زیادہ کیجیے۔ میاں شاہ دلاورؓ نے عرض کیا، میراں سید محمودؓ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا کہ میاں دلاورؓ یہ آپ نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ کسی نے آپ کے ذریعہ کہلایا ہے۔ بی بی کدبانوؓ اس بندہ سے اسباب دنیا کا کچھ حصہ طلب کر رہی ہیں اس بندہ کے لیے حضرت مہدی موعودؑ نے سویت کے دس حصے مقرر فرمائے ہیں یہی کافی ہیں۔ اس کے بعد چند فرزند بھی تولد ہوئے اس کے باوجود حضرت میراں سید محمودؓ نے سویت کے دس حصوں سے زیادہ کچھ نہیں لیا۔ (نقلیات میاں عبدالرشیدؒ)

(۴) **سرمایہ داروں سے بیزاری** :۔ایک مرتبہ بادشاہ گجرات سلطان محمود بیگوہ کی دختر نے جو موافق مہدی تھیں حضرت میراں سید محمودؓ کی خدمت میں ایک خط بھیجا جسے دیکھ کر آپ نے بہت زاری کی اور فرمایا کہ ابھی میرا نام اہل دنیا کے مکتوب میں لیا جارہا ہے (نقلیات میاں عبدالرشیدؒ)

(۵) **توکل** :۔ایک دفعہ بی بی کدبانوؓ کے بھائیوں نے حضرت میراں سید محمودؓ کی خدمت میں کچھ رقم پیش کی حضرت نے اس کو قبول نہیں فرمایا اور فرمایا کہ قرابت داری کے لحاظ سے دے رہے ہو اگر اللہ کے لئے دینا مقصود ہوتا تو اتنے دائرے موجود ہیں وہاں لے جا کر کیوں نہیں دیا۔اس کے بعد بی بی کے بھائیوں نے پوشیدہ طور پر رقم دے دی چند دنوں کے بعد حضرت میراں سید محمودؓ کو اس کا علم ہوا تو آپ نے بہت تہدید فرمائی اور فرمایا کہ جاؤ اور اپنے بھائیوں کے گھر بیٹھ کر یہ رقم وہیں کھاؤ۔بی بیؓ نے ساری رقم اسی وقت حضرت کی خدمت میں پیش کردی۔حضرت میراں سید محمودؓ نے وہ ساری رقم طالبان خدا میں سویت کروادی۔

ثانی مہدیؓ کے قیام بھیلوٹ کے دوران آپ کو سید مصطفیٰ غالب خاں نے دو ہزار تنکے راہ خدا میں بھیجے اور سید چاند شاہ سے کہا کہ اس میں سے آدھی رقم اب دو اور آدھی چند روز کے بعد دینا۔اگر ایک ہی وقت میں سب دے دو گے تو ابھی خرچ کرڈالیں گے۔سید چاند شاہ نے یہ بات میراں سید محمودؓ سے بیان کردی۔آپ نے رقم قبول نہیں کی اور فرمایا کہ اب تک ہم خدا کو یاد کرتے رہے اس کے بعد غالب خاں کو یاد کریں گے کہ باقی رقم کب بھیجے گا۔

(۶) **ھجرت اظھار حق واستقامت فی الدین** :۔میراں سید محمودؓ کو جراءت اظہار حق اپنے پدر بزرگوار شہنشاہ ولایت آفتاب ہدایت سے ورثہ میں ملی تھی۔اس وقت پیغمبر صفات کی استقامت فی الدین کا یہ اعجاز تھا کہ جب آپ خراسان پہنچے تو متبعین میں سے کسی نے عرض کیا کہ میرانجی ہم ہندی ہیں اور یہ خراسانی انتہائی بلند لوگ ہیں مصلحت کا تقاضہ ہے کہ آپ چند روز کے لئے اپنے دعویٰ کو پوشیدہ رکھیں۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر دعویٰ مہدیت تمہاری طاقت کے بل کیا جاتا تو ایسا ہی ہوتا۔اگر حق تعالیٰ کی قوت پر کیا گیا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ معلوم ہو جائے گا۔اس کے بعد ہی آپ نے پوری قوت سے دعوے کا اظہار فرمایا اور سفر کی کٹھن سے کٹھن منزلوں میں آپ نے ایسی معجزانہ جرأت اظہار حق اور استقامت کا اظہار فرمایا کہ وہ خود تاریخ مہدویہ کا کلیدی باب ہے۔تاریخ گواہ ہے کہ خود میراں سید محمودؓ نے بھی اپنے دور خلافت میں کئی موقعوں پر ایسی جراءت کا اظہار فرمایا ہے۔

جب آپ بھیلوٹ میں سکونت پذیر تھے تو ملا شیخ احمد مہراسیہ نے فتح خاں کے سامنے حضرت میراں سید محمودؓ کی

شکایت کی اور کہا کہ وہ منکران مہدی کو کافر کہتے ہیں۔ فتح خاں نے باور نہیں کیا شیخ نے گواہی دلانے کے لئے فتح خاں کے ہاں سے دو اشخاص کو ہمراہ لے کر حضرت میرانؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سوال کیا کہ منکران مہدی کو آپ کیا فرماتے ہیں۔ میراں سید محمودؓ نے جواب دیا کافر کہتا ہوں۔ شیخ نے پھر پوچھا کہ آپ منکران مہدی کو کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا اکفر کہتا ہوں۔ پھر سوال کیا کہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا اظلم کہتا ہوں۔ شیخ نے کہا فتح خاں دریافت کرتے ہیں میرانؒ فرماتے ہیں فتح خاں کون ہے اگر بادشاہ وقت سلطان محمود بھی مہدی کا انکار کرے تو کافر ہے (انصاف نامہ ص ۳۸)

(۷) **نیستی و انکساری** :۔ حضرت مہدی علیہ السلام کی کئی ایک بشارات اور متعدد فضائل کے باوجود آپ کے اوصاف میں نیستی اور انکسار ہمیشہ نمایاں رہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ خدا جانتا ہے کہ کسی بھی وقت اس بندہ کے دل میں یہ خطرہ پیدا نہیں ہوا کہ میں مہدی کا فرزند ہوں اور میراں سید محمد مہدی موعودؑ میرے والد ہوتے ہیں (شواہد الولایت ص ۴۷۰)

روایات بتاتی ہیں کہ آپ ہر ہفتہ، جمعہ کے دن بعد ظہر اجماع کیا کرتے تھے جن میں اکثر مہاجرین حاضر رہا کرتے تھے ان کے علاوہ دیگر طالبانِ خدا بھی موجود رہتے تھے۔ آپ ایک ایک مہاجر کا نام لے کر فرماتے کہ آپ بھائیوں میں یہ بندہ بہت چھوٹا بھائی ہے۔ آپ لوگوں نے حضرت مہدی سے جو معلومات حاصل کئے ہیں بیان کیجئے۔

(۸) **تربیت مہاجرین** :۔ روایت میں آیا ہے کہ ایک موقعہ پر حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ عشق کی آگ تمام صحابہ کو پہونچی ہے۔ بعض تمام اور بعض ناتمام ہیں جو ناتمام ہیں وہ بھائی سید محمودؓ کے پاس تمام ہوں گے۔ چنانچہ بعد کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ کئی مہاجرین آپ کی صحبت میں کامل ہوئے ہیں۔ روایت ہے کہ مہاجر مہدی میاں ملک جی جنہوں نے آپ کے حکم سے علیحدہ دائرہ قائم کر رکھا تھا ان کے اپنے دائرہ میں کئی سو طالبان خدا دنیا ترک کر کے سکونت پذیر تھے۔ میاں ملک جی اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جسے خدائے تعالٰی سے ہر روز تازہ خبر نہیں ملے وہ خدا والوں میں سے نہیں ہے۔ ایسی ہستی کے متعلق میراں سید محمودؓ نے فرمایا کہ میاں ملک جی کو چاہئے کہ مہاجروں کی صحبت اختیار کریں۔ جب یہ اطلاع میاں ملک جی کو ملی تو آپ نے دائرہ کو اٹھا دیا اور ثانی مہدیؓ کے حضور حاضر ہو گئے۔ تھوڑے ہی دنوں میں مزید تعلیم و تلقین کے بعد ثانی مہدیؓ نے انہیں رخصت دی اور انہوں نے موضع بھالیہ میں دائرہ قائم کیا۔

(۹) **دائرہ کے حدود کی حفاظت**:۔ جرمن ماہر سماجیات رابرٹ مائکل نے Church and sect in canada میں لکھا ہے کہ انسانی تنظیمیں اپنے حقیقی نصب العین کو رفتہ رفتہ کسی ایسے نصب العین سے بدل دیتی ہیں کہ جس کے حصول کے لئے ان کی تشکیل نہیں ہوئی تھی۔ بعد میں ایس ڈی کلارک اور رابرٹ ٹرمن نے اپنی کتاب ''سماجی نظریات اور سماجی ڈھانچے'' میں انسانی تنظیموں کے اس عجیب وغریب رجحان کی تفصیلات دریافت کئے اور مائیکل کے نظریہ کی تصدیق کی مگر ثانی مہدیؓ کے عہد خلافت میں آپ کی اور مہاجرین کی عملی جدو جہد کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی تنظیم اور اس کی قیادت اپنے نصب العین سے وابستگی اور اس کو جوں کا توں برقرار رکھنے کے جذبہ سے سرشار ہوتو تبدیلی نصب العین کے اس عمل پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ چنانچہ حضرت ثانی مہدیؓ کا ایک عظیم کارنامہ یہ ہے کہ ملت مہدویہ کے اصلی نصب العین اور بنیادی اصول کو آپ نے تنظیم کی نظروں سے اوجھل ہونے نہیں دیا۔ وقت اور حالات کی تبدیلیوں کا نہایت ہی پامردی اور کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا اور دین مہدی کے پرچم کو ہر قیمت اور بہر حال بلند رکھا۔ عقیدہ اور عمل معیار امامنا علیہ السلام کے دور میں برقرار تھا اس کو جاری رکھنے اور اس میں رمق برابر بھی فرق نہ آنے کے لئے زبردست جدو جہد آپ کا مثالی کارنامہ ہے۔ اس ضمن میں اصول تو اصول ہیں فروعات اور جزئیات میں بھی ردو بدل کو آپ نے برداشت نہیں کیا اور شخصی مروت آپ کی راہ میں حائل نہ ہوسکی۔ جس کی دو مثالیں آپ کے سامنے رکھی جارہی ہیں۔

جیسا کہ سب ہی جانتے ہیں دائرہ میں ذکر کثیر کی سختی سے پابندی کی جاتی تھی اس کی ترکیب یہ تھی کہ فجر سے دیڑھ پہر دن تک صحابہ حجرہ میں رہیں۔ دو آدمی ایک جگہ جمع نہ ہوں پھر ظہر سے عصر تک ذکر الٰہی میں مشغول رہیں عصر کی بعد سے مغرب تک بیان قرآن سنیں اور پھر مغرب سے عشاء تک ذکر میں مشغول رہیں اگر ان اوقات میں کوئی حجرہ سے باہر ہوتا تو اس کے حجرہ کو پارہ پارہ کردیا جاتا تھا اور مہاجر مذکور کو دائرہ سے باہر کردیا جاتا تھا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بعد مغرب حضرت ملک معروف اور میاں لاڑشاہ ایک آیت پر جس کا عصر اور مغرب کے درمیان بیان ہوا تھا گفتگو کررہے تھے۔ تو میراں سید محمودؓ نے ہر دو سے فرمایا کہ آپ لوگ نظام جماعت کو توڑ رہے ہیں۔

ایک اور واقعہ بتاتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک مصدق ملک لطیف نے اپنی لڑکی کی تسمیہ خوانی پڑھانے کے لئے میاں سلام اللہ کو باصرار مدعو کیا اور ایسا انتظام کیا گیا تھا کہ میاں سلام اللہ نماز مغرب دائرہ میں ادا کر کے جائیں اور پھر نماز عشاء میں موجود رہیں تا کہ آپ کے دائرہ سے غیر حاضری محسوس نہ ہو۔ اس پابندی کے باوجود بھی جب یہ بات میراں سید محمودؓ

کے علم میں آئی تو آپ بے حد ملول اور رنجیدہ ہوئے اور میاں سلام اللہ کو جو آپ کے ماموں بھی تھے بلوا کر سخت تہدید کی فرمایا "ماموں جی میں دوبارہ آپ کی حرمت کا لحاظ نہیں کرونگا اور آپ کو دائرہ سے خارج کردوں گا۔" روایت بتاتی ہے کہ میاں سید سلام اللہ ڈیڑھ مہینہ تک شرمندگی سے منہ چھپاتے رہے۔

حضرت میراں سید محمودؓ کے دائرہ میں مہاجرین سے اگر کوئی زبان، ہاتھ، پیر، آنکھ یا کان سے کوئی گناہ سرزد ہوتا تو معتبر گواہوں سے تحقیق فرما کر خاطی کی ازروئے شرع مقرر کی جاتی تھی اس طرح دائرہ کے حدود کی حفاظت کا جو اہتمام میراں سید محمودؓ نے کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔

بشکریہ "نورحیات" جنوری ۱۹۹۸ء

☆●●●●●●●●☆

Kalifa-e-Awwal, Bandagi Miran Hazrath

SYED MAHMOOD, Sani - e - Mehdi RZ

_ Syed as-Sadaat, Manba'-al-Barkaat, Siddiq-e-Akbar Hazrath Sani-e-Mehdi[1] Syed MahmoodRZ was born in Jaunpur [in what is now called Uttar Pradesh, India]. He was the eldest son of **Khatam al-Awlia, Amrullah, Muradullah, Khalifatullah**[2] Hazrath Syed Muhammad Mahdi-e-Mau'oodAS [3]. Hazrath Bibi BadhanjiRZ was his sister, two years elder to him. The age of Hazrath Imam MahdiAS was 22 years at the time of the birth Hazrath Sani-e-MahdiRZ. Started his life long migration at the age of 'FORTY' from Jaunpur. At that time the age of Hazrath Sani-e-MahdiRZ was 18 years.

Danapur

The first camp of Hazrath Imam MahdiAS after he left Jaunpur was Danapur [now in Bihar, India]. Here Hazrath Bibi IlahdatiRZ wife of Hazrath Imam MahdiAS saw a dream. During this dream, The BibiRZ came to know that Hazrath Imam Syed MuhammedAS was the Mahdi al MauoodAS [4]. She told the details of the dream to Hazrath Imam AS. He told her that all she had seen and heard in the dream was true. She confirmed [performed tasdiq] of his being the Mahdi MauoodAS. She was the first among the women to receive this honour. The BibiRZ was the first wife of Hazrath Imam AS and his first cousin.

When this conversation between Hazrath Imam AS and his wife was going on, Hazrath Miran Syed MahmoodRZ heard it as he was standing outside the tent with the result that he experienced a divine ecstasy and

Fell down.Hazrath Imam MahdiAS came out of the tent and carried him inside the tent. Later when he regained his consciousness, he performed the tasdiq of his father as the Mahdi MauoodAS. The third person to perform similar tasdiq on the same day was Hazrath Shah DilawarRZ who in due course became the fifth khalifa[Successor] of Hazrath Imam MahdiAS.

Hazrath Imam MahdiAS was in continuous migration for 23 years till his last breath. During a large part of this journey, Hazrath Syed MahmoodRZ was in the company of his blessed father, He was educated in the guidance of his father.

Death of BibiRZ

Visiting various places, Hazrath Imam MahdiAS reached the town of Chapanir [in Gujarat, Western India].Hazrat Bibi IlahditiRZ expired and she was buried at the foot of the Dongri hill. After this Hazrath Imam MahdiAS visited many places in the Deccan [South India] and came to Gulbarga and Bijapur [now in Karnataka, India]. Then the Imam AS went on a pilgrimage to Makkah in Saudi Arabia and performed Hajjs in the year 901 AH, where he proclaimed to be Mahdi -e-Mau'oodAS. On his return to India, he reiterated his claim at Ahmadabad in 903 AH for the second time. His third claim, which is called the Dawa-e-Muakkad, came at Barhli near Patton in Gujarat, India in 905 AH. All these years, Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ remained in the august company of Hazrath Imam MahdiAS.

In 903 AH, before the dawa-e-muakkad, Hazrath Imam Mahdi Mau'oodAS went to the city of Patton in Gujarat and stayed there for a long time. During this stay, Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ asked Hazrath Imam MahdiAS one day, "A person is a faqir from the day he is born. Another person gives up the world and performs **tark-e-dunya**. What are the ranks of these two persons?" Hazrath Imam MahdiAS said," The difference between the two is like the difference between the earth and the sky. He will get as much as he has left in [this] world. He will get ten times here and seventy times in the Hereafter".

"Remain in Remembrance of God"

After this Hazrath Bandagi Miran Syed Mahmood RZ prepared for the journey and came in the august presence of Hazrath Imam Mahdi Mau'oodAS . Hazrat Imam AS was performing the **wazu**[ablutions] for the **Zuhr** [afternoon] prayer . Hazrath Bandagi Miran Syed Mahmood RZ sought permission[to embark on journey].Hazrath Imam Mahdi AS told him, "Mount the steed| Remain in the remembrance of Allah, where ever you are . You are in the **panah**[protection] of Allah. It is easy for Allah Most High to bring you near us **Insha Allah**[God willing]. Assalam Alaikum!".

With tears in his eyes, Hazrath Bandagi Miran Syed Mahmood RZ started his journey. Completing the day's journey , he halted for the night. A trader joined him as he proceeded further. At the next halt two persons joined him .By the time he reached Chapanir,

there were ten persons with him. He camped at a garden of Chapanir and sent two of his companions to inform Syed Usman, a minister in the Government of Gujarat, of his arrival. Syed Usman had performed the **tasdiq** of Hazrath Imam MahdiAS . Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ 's message was : "Allah Most High has brought me here. I have come with the intention of seeking employment".

Syed Usman was very happy at this. He sent the necessary things, horses, camels etc. He also informed the king of Gujarat, Sultan Mahmud Be-Gadha.6 The Sultan met Hazrath Bandagi MiranRZ after inviting him to his court. He gave one hundred thousand **Tinkas**,7and appointed him to a high position in his army. He also gave the **jagir**8 of Biramgaon and Sanchuri to Hazrath Bandagi MiranRZ .

Marriage:

Hazrath Bandagi MiranRZ's first wife was Hazrath Bibi Khub KalanRZ, who had great love for him. She died issueless. After long years, Hazrath Bandagi MiranRZ married Bibi Kad BanoRZ, daughter of Syed Usman. She gave birth to three sons,HazrathSyed Abdul HaiRZ, Hazrat Syed AhmedRZ, and Hazrath Syed YakubRZ and a daughter. Hazrath Syed AhmedRZ died in infancy .

Meanwhile, Hazrath Imam Mahdi Mau'oodAS had reached Thatta9 where 84 seekers of Allah Most High had succumbed to starvation and Hazrath Imam MahdiAS had given them the glad tidings of the ranks of the prophets, including those of Hazrath EsaAS and Hazrath MoosaAS , to them all. Hazrath Syed SalamullahRZ , who was the brother of Hazrath Bibi IlahaditiRZ and

maternal uncle of Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ , wrote a letter to Hazrath Bandagi MiranRZ praising the later very very much. Hazrath Imam Mahdi Mau'oodAS was not happy with the other contents of this letter . He told Hazrath SalamullahRZ , "Miran Syed Mahmood is in Thatta and this **banda** [Hazrath Imam Mahdi Mau'oodAS] is in Chapanir," . He repeated this thrice and said,"**This banda is Miran, but Syed MahmoodRZ is Awwal Miran**|10 .Hence Hazrath SalamullahRZ rewrote the letter as suggested by Hazrath Imam Mahdi Mau'oodAS and sent it to Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ at Chapanir

Dream and Return

When Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ saw this letter , he became restless and started lamenting . Meanwhile, he also saw in a dream that Hazrath Imam Mahdi Mau'oodAS and Hazrath Prophet Muhammad MustafaSLM lifted him to a standing position and said, "Stand up! This place is not worthy of you". When he woke up , he found himself standing outside the door of his house .He decided he would not go back into the house and sent word to his wife Bibi Kad BanoRZ, "You go to the house of your father,Syed Usman, and stay there . This banda goes to Hazrath Imam Mahdi Mau'oodAS". The BibiRZ sent word , "I too will accompany you.Allah Most High will help us".

The journey started and Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ reached **Radhanpur** in Gujarat.The provisions for the journey had been spent. Meanwhile the companions of ImamAS, including Hazrath Shah NaimatRZ and Hazrath Bandagi MiyanSyed KhundmirRZ Syed-ash-Shuhada, also arrived at Radhanpur. Hazrath

Bandagi Miyan Syed KhundmirRZ learnt that the journey provisions of Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ had been spent and that , therefore, he was staying there . He brought all the Futuh[donations] that Bībi Raje SoonRZ had sent to Hazrath Imam Mahdi Mau'oodAS [through Hazrath Bandagi Miyan Syed KhundmirRZ] and presented them to Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ . The latter advised Hazrath Bandagi Miyan Syed KhundmirRZ to keep all the Futuh with him and start the journey. The conversation between the two has been reported in the books of narratives[naqliaat] and parables[rivayaat]. According to them , Hazrath Syed KhundmirRZ said . "Miranji!A thousand thanks to Allah Most High that we have met our Lord and the master of all these things. We have met our Mahdi here itself". Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ was very happy to hear these words .This shows how great love and devotion Hazrath Bandagi Miyan Syed KhundmirRZ had for Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ .

After this, Hazrath Bandagi Miyan Syed KhundmirRZ arranged for a palanquin for Hazrath Bibi Kad BanoRZ . She was made to sit in it . Thus devotedly and sincerely serving Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ, their caravan reached Thatta. There ,they heard that Hazrath Imam Mahdi Mau'oodAS had continued his journey towards Khorasan . Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ was very sad at hearing news. This was conveyed to Hazrath Bandagi Miyan Syed KhundmirRZ. Then he told Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ, "Miranji! we will go towards Hazrath Imam Mahdi Mau'oodAS. It is easy for Allah Most High to

help us to reach the holy presence of Hazrath Imam Mahdi Mau'oodAS safely. You need not be grief-stricken on this count. If you find there is not enough provisions or money to continue the journey this **banda** is at your service| You say sell him at the market place and use the money received to reach the august presence of Hazrath Imam Mahdi Mau'oodAS".11

The caravan continued its journey towards Khorasan.Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ sent Miyan Sheikh Muhammad KabirRZ to inform Hazrath Imam Mahdi Mau'oodAS . The ImamAS was very happy to learn of the progress of the journey of his son, Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ and Hazrath Bandagi Miyan Syed KhundmirRZ. He was restless and would not sit in peace. He would come to his house and then go to the gate of the **daira**.12 Hazrath Bibi BuwanjiRZ ,wife of Hazrath Imam Mahdi Mau'oodAS , and asked the ImamAS, "Does the Imam Mahdi too celebrate the arrival of his son in this way"? The ImamAS said, "The son comes as a [dutiful]son, why should it not be celebrated"?

Caravan arrives;

When the caravan of Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ and his colleagues arrived at the **Daira**, and the son wept and their tears of joy at the reunion were so profuse that their shoulders became wet .

Later, Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ Hazrath Imam Mahdi Mau'oodAS went ahead to welcome his son and othersRZ , He embraced his son . The father praised the service of Hazrath Bandagi Miyan Syed KhundmirRZ had rendered with love and devotion during

the journey before Hazrat Imam Mahdi Mau'oodAS . The latter told him, "Miyan Syed KhundmirRZ is [like] your real brother". Hazrath Bibi MalkanRZ{wife of Hazrath ImamAS] brought Hazrath Bibi Kad BanoRZ into the house . Hazrath Imam Mahdi Mau'oodAS gave glad tidings to Hazrath Bibi Kad BanoRZ .

Hazrath Imam Mahdi Mau'oodAS lived for six months after the arrival at Farah of the **Syeds**[Hazrath Bandagi Miran Syed Mahmood Sani-e-MahdiRZ & Siddiq-e-vilayat Hazrath Bandagi Miyan Syed KhundmirRZ]. During this short period, Hazrath Imam Mahdi Mau'oodAS trained the two **Syeds** in such a manner that they became the sun and moon of the realm of Tariqath and Ma'rifath[That is, of the Sainthood of Hazrath Prophet Muhammad MustafaSLM].

Death of Hazrath Imam AS:

Hazrath Imam Mahdi Mau'oodAS breathed his last in 910 AH. Hazrath Bandagi Miyan Syed KhundmirRZ and Bandagi Miyan Shah NaimathRZ persuaded Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ to lead the funeral congregation of prayers. Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ lead the prayers . He also delivered the condolence discourse of Hazrath Imam Mahdi Mau'oodAS on the occasion.

On the tenth day after the demise of Hazrath Imam Mahdi Mau'oodAS , Hazrath Bandagi Miyan Syed KhundmirRZ took **Sani-e- MahdiRZ's** permission and started on his journey to India. He came to Gujarat and camped at Sultanpur Village . A large number of people

paid fealty to Hazrath Imam Mahdi Mau'oodAS at his hands . The seekers of Allah Most High joined his daira .

Nearabout some nine months after the death of Hazrath Imam Mahdi Mau'oodAS , Hazrath Sani-e-Mahdi Bandagi Miran Syed Mahmood Siddiq-e-Akbar[RZ] left Khorasan and arrived in India with his colleagues[RZ] and camped at the Bhilot village . At that time , nine hundred shares of Sawiyyath were distributed in the daira of Hazrath Bandagi Miran Syed Mahmood[RZ] .[This means that there were 900 seekers of Allah Most High in his daira].

Hazrath Syed Khundmir[RZ]'s devotion to Hazrath Syed Mahmood[RZ] Siddiq-e-Akber.

When the news of the arrival of Hazrath Bandagi Miyan Syed Mahmood[RZ] and stay at Bhilot in Gujarath spread and Hazrath Bandagi Miyan Syed Khundmir[RZ] came to know of it, he came to the village of Bhilot and stayed in the company of Hazrath Bandagi Miran Syed Mahmood[RZ] . Later, Hazrath Bandagi Miran Syed Mahmood[RZ] told Hazrath Bandagi Miyan Syed Khundmir[RZ], "You may please go to your daira as the seekers of Allah Most High may be waiting for you".

Bandagi Miyan Syed Khundmir[RZ] said, "This banda[servant] has come with the intention of remaining in the company13 of the Miran[that is Hazrath Bandagi Miran Syed Mahmood[RZ]]".

Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ said, "Make us happy and go." In this way Hazrath Bandagi Miran Syed Mahmood[RZ] persuaded Hazrath Bandagi Miran Syed Khundmir[RZ] to leave his daira and go to his own daira. Although Hazrath Bandagi Miyan Syed Khundmir[RZ] went away to please Hazrath Bandagi Miran Syed Mahmood[RZ] , his love and devotion towards the Miran[RZ] did not allow him to remain in Sultanpur in peace. A thought occurred to him that initially he had gone alone to Bhilot and probably that was why Hazrath Bandagi Miran Syed Mahmood[RZ] did not allow him to stay there . He thought, "If I go now with the seekers of Allah Most High,

he might allow me to stay there".Hence, four months later, Hazrath Bandagi Miyan Syed Khundmir[RZ] arrived with all the seekers of Allah Most High of his daira to Bhilot to remain in the daira of Hazrath Bandagi Miran Syed Mahmood[RZ] and stayed there for about a month . Again, Hazrath Bandagi Miran Syed Mahmood[RZ] told Hazrath Bandagi Miyan Syed Khundmir[RZ], "Miyan Syed Khundmir[RZ]! You stay separately". But Hazrath Bandagi Miyan Syed Khundmir[RZ] said, "I have come with the intention of remaining in your company".

It may be recalled here that Suhbat [company] has a special meaning among the Mahdavia community. Hazrath Imam Mehdi MauoodAS has in accordance with the command of Allah Most High, made Suhbat e Sadiqin [company of the truthful or those who performed Tasdiq (affirmation &confirmation) Hazrath Imam Mehdi MauoodAS] a Farz [obligation of vilayat]. The intention of Hazrath Bandagi Miyan Syed Khundmir[RZ] indicates that he wanted to remain in the company of Hazrath Sani e Mehdi[RZ] this is a rare and magnificient example of the ,Ijz-o-inkisar [humity & lowliness] and aali zarfi [magnanimity and large heartedness]of Hazrath Bandagi Miyan Syed Khundmir[RZ].

The Hazrath Bandagi Miran Syed Mahmood[RZ] took Hazrath Bandagi Miyan Syed Khundmir[RZ] by the hand to a secluded place and said, "I am the one who desires your good. Act as I ask you to. Hazrath Imam Mahdi MauoodAS has placed the burden of "fought and were slain"14. this would become impossible, if you remain with us. Hence you remain separately so that the people listen to your Bayan [discourse] on Quran, get initiated on your hand and help you so that the saying of Hazrath Imam Mahdi MauoodAS is rendered possible". Hece, Hazrath Bandagi Miyan Syed Khundmir[RZ] left Bhilot in tears with his companions and seekers of his daira and camped at Bholara.15

Similarly, Hazrath Bandagi Miran Syed Mahmood[RZ] persuaded Hazrath Bandagi Miyan Shah Nei'mat[RZ], Bandagi Miyan Shah Nizam[RZ] and many other companions of Hazrath

Imam Mahdi MauoodAS to establish their own dairas and live separately across the country to propagate the religion. His intention was that the Mehdavia dairas should be established at various places and the religion of the Mahdavias should flourish. A better example of the spreading the religion and call to the people towards it is hard to be found .

However, Hazrath Bandagi Miyan Shah DilawarRZ remained in the daira of Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ . When Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ tried to persuade him to leave Bhilot Daira and establish his own Daira, Hazrath Bandagi Miyan Shah DilawarRZ asked Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ not to order him to leave his daira on oath in the name of Hazrath Imam Mahdi MauoodAS. Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ ordered many other companions of Hazrath ImamAS to go and establish their own dairas. Apart from those who were ordered to go , all other companions of Hazrath ImamAS remained in the company of Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ till the latter's death.

Weekly Congregations

Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ used to call the **ijma** [congregation] of the companionsRZ of Hazrath Imam Mahdi MauoodAS every Friday after the prayers and address them by saying, "All of you are the companions of Hazrath Imam Aakhir-uz-Zaman, Khalifa-tur-Rahman.16 You are under oath in the name of Hazrath Imam MahdiAS and the religion of Allah Most High. If you find anything opposed to the Shariath or to the objective of Hazrath Imam Mahdi MauoodAS in me and as favour to me do not warn me about it, you will become a sinner of the religion. And Syed Mahmood is the most contemptible among the companionsRZ of Hazrath Imam Mahdi MauoodAS. But if I were to see anything opposed to the objective of Hazrath Imam Mahdi AS in you and as a favour to you forgives you, I would not be of the MehdiAS." Be it known that all the

companions[RZ] of Hazrath Imam Mahdi[AS] , and in particular, Hazrath Bandagi Miyan Syed Khundmir[RZ] used to reply, "we have not seen any difference between the times of Hazrath Imam Mahdi Mauood[AS] and Hazrath Bandagi Miran Syed Mahmood[RZ]."[17]

Title of Sani-e- Mahdi[RZ]

Hazrath Imam Mahdi Mau'ood[AS] died in Farah[In Western Afghanistan]. Hazrath Bandagi Miyan Shah Nizam[RZ] entered the grave at the funeral to set right things before interring the body. All of a sudden Hazrath Bandagi Miyan Syed Khundmir[RZ] saw that the hair of Hazrath Bandagi Miran Syed Mahmood[RZ], that were black, had turned partly grey and the face of Hazrath Syed Mahmood[RZ] had become just like that of Hazrath Imam Mahdi Mau'ood[AS] . In a loud voice, Hazrath Bandagi Miyan Syed Khundmir[RZ] said, "Our Mahdi is standing among us. We have not buried the Mahdi[AS]". All those present , turned to Hazrath Bandagi Miran Syed Mahmood[RZ] and expressed similar sentiments . In this way, the title of Hazrath Syed Mahmood[RZ] became **Sani-e-Mahdi**[RZ] .

Hazrath Imam Mahdi Mau'ood[AS] had said that his companions were like the coals in a goldsmiths kiln wherein some coals had fully lighted, while others were half or even less lighted and some had just started being lighted. They would all be completed perfected in the guidance of Bhai Syed Mahmood[RZ]. This prediction finally came true. All the companions of Hazrath Imam Mahdi Mauood[AS] became perfect during the Khilafat of Hazrath **Sani-e-Mahdi**[RZ].

The way Hazrath **Sani-e-Mahdi**[RZ] and other companions[RZ] propagated the religion of Hazrath Imam Mahdi Mauood[AS] made the opponents became envious. The opposing ulema-e-soo [the evil scholars] complained to king Muzaffar of Gujarat. This ruler was hostile to the Mahdavias. He ordered the arrest and imprisoning of Hazrath Bandagi Miran Syed Mahmood[RZ] . When the government official arrived, the Hzarath[RZ] extended his legs

and said , "Obey the orders of your king." The oppressors put the shackles weighing one and a quarter maund [approximately 50kgs.] on the legs of Hazrath Sani-e-MahdiRZ and took him away from his daira at Bhilot and incarcerated him in the prison. Hazrath Syed MahmoodRZ took Hazrath Bandagi Miyan Shah DilawarRZ with him. The officials prohibited others who wanted to accompany him.

When informed of this arrest and imprisonment, Hazrath Bandagi Miyan Syed KhundmirRZ came to the prison and told Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ , "if permitted I will break the prison and take you out of it ." Hazrath Sani-e-MahdiRZ advised him against any such action and said, "We are not thieves that we should run away in that manner. Allah Most High has brought us here and he will rescue us from here. If you can do something else, try it."

Release and Death

Hazrath Bandagi Miyan Syed KhundmirRZ informed the paternal aunts, Bibi Raje SoonRZ and Bibi Raje MuradiRZ ,of King Muzaffar about the arrest and imprisonment of Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ . Both the sisters of Muzaffar's father were the murids [disciples] of Hazrath Imam Mahdi MauoodAS. They abstained from food and water, came to the courtyard of their royal palace and lied down there in hot sun protesting and the arrest and imprisonment. When Sultan Muzaffar came to know of it, he ordered the release of Hazrath Sani-e-MahdiRZ. He was set free forty-one days after incarceration. But due to the fetters weighing fifty kilograms, the legs had develop ulcers. Three months later, due to the ulcers, Hazrath Bandagi Miran Syed Mahmood Sani-e-MahdiRZ breathed his last on the 4th day of Ramzan,919 AH. " To Allah we belong and to him we return."[18] He was laid to enternal rest at Bhilot Sharif, Gujarat, India.

After the demise of Hazrath Sani-e-MahdiRZ, somebody said, "Alas! Hazrath Sani-e-MahdiRZ did not leave a Khalifa ."

Hazrath Bandagi Miyan Shah Dilawar[RZ] said in reply, "This banda is the Khalifa of Hazrath **Sani-e-Mahdi**[RZ]."Similarly, Hazrath Bandagi Miyan Syed Khundmir[RZ] also said., "Beware ! this banda is the Khalifa of Hazrath Miran Syed Mahmood[RZ]".

On the day of the demise of Hazrath **Sani-e-Mahdi**[RZ], the **azan**[prayer call]was sounded at 18 places in the Daira of Bhilot. The prayer congregations were held at all those places. In this way, the centrality of the Mahdavia community that prevailed during the time of Hazrath Bandagi Miran Syed Muhammed Mahdi Mauood Asand Hazrath Bandagi Miran Syed Mahmood[RZ] came to an end. However, the affection and devotion between **Siddiq-e-Akbar**,Hazrath Bandagi Miran Syed Mahmood **Sani-e-Mahdi**[RZ] and Hazrath Bandagi Miyan Syed Khundmir[RZ] will survive and the magnanimity and the grandeur of these two eminent personalities is an example of excellence for generations to follow.

****

References:-

1. It means the leader of the Syeds [the descendants of Hazrath Prophet Muhammed[SLM]],The Fountain of Benedictions, The Great Truthful.
2. It means The seal of Sainthood, The command of Allah, the purport of Allah and the Caliph[vice regent of Allah].
3. It means:The Promised Mahdi.
4. The Promised True Guide
5. Haj is the pilgrimage to the Holy Shrine Of Makkah.
6. Be-Gadha is the title of the king of Gujarat. Garh means a fort. He was called Be-Gadha as he had two forts.
7. Tinka was the local coin in those days.
8. Jagir is a fiefdom.
9. Thatta is a town in Sindh, southern province of Pakistan.
10. Miran is the tittle of Syeds [the descendant of Hazrath Prophet Muhammad[SLM]]and head, leader etc. Awwal Miran Is Superior to Miran.
11. Panj Fazail, by Hazrath Bandagi Miyan Syed Ruhullah[RA], Hyderabad, 1990 AD,Pg 11.It may also be noted that in those Days , the system of slavery and the sale and purchase of slaves was in vogue in India too. So , any human being could be sold for Money-SZY.

12. Daira literally means a circle. Here it means the habit of Hazrath Imam Mahdi MauoodAS and his companions, a small locality where They stayed and performed their prayers and devotions away from The hustle and bustle of the cities.

13. The term "remaining in the company of" has great significance in the Mahdavia parlance. For a seeker of Allah "remaining in the company of his murshid is one of the faraiez-e-vilayath[Obligations of Sainthood] and It is a necessity for the murids . This desire and request of Hazrath Bandagi Miyan Syed KhundmirRZ indicates that he considered Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ as his murshid .

14. "Fought and were slain" is part of a Qurnic Verse S.3;195 Abdullah Yousuf Ali. It reads;"...So those who fled and were driven forth from Their homes and suffered damage for My cause, and fought and were Slain. Verity, I shall bring them into Gardens underneath which rivers Flow_ A reward from Allah. And with Allah is the fairest of rewards".

15. Panj Fazail ,page 17 .

16. Imam Aakhir-uz-Zaman Khalifa-tur-Rahman,means the Leader of the Last Era and Vice-Regent of Allah, the Merciful ,

17. Panj Fazail , pages 20-21.

18. Quran ,S.2; 156 Abdullah Yousuf Ali .

By: Syed Ziaullah Ishaq Yadullahi

****

In the name of Allah, the Beneficent, the Merciful

Siddiq-e-Akbar

Dilband-e-Pidar, Bibi Ilahditi[RZ] ka jaya[1]

"The remembrance of the Prophets is the ibadat[worship]of God and where and when the Virtuous are remembered the Mercy of God descends on the speakers and listeners or the writers and the readers, and such remembrances become the expiation of the sins."

This is the sacred utterance of our Leader and Apostle, Hazrath Prophet Mohammed Mustafa[SLM], reported by this august companion, Hazrath Ma'azbin Jabal[RZ]. The author of Tarikh-e-Sulaimani writes: "The Perfect among the Pious, Second only to the Seal of the Saints, Lord of the Virtues and Morals of Sainthood, Revealer and Explorer of much more than the Guidance, Admired by the Living Lord [GOD], the truthful and Successor of Hazrath Mehdi al-Mau'ood[AS]" Hazrath Miran Syed Mahmood[RZ]. known as Sani-e-Mehdi was born in the city of Jaunpur when Hazrath Imam was 20 or 22. The age of the Mother of the Truthful, Hazrath Bibi Illahditi[RZ] was 14 years. The year of the birth of Hazrath Syed Mahmood[RZ] was 867 AH according to one narrative. According to another narrative it was 869 AH.

History is witness to the fact that after the birth of Hazrath Sani-e-Mehdi[RZ] Allah Most High commanded Hazrath Imam Mehdi[AS] thus:

"O Syed Mohammed! The name of our friend [Prophet MohammadSLM] is Mahmood in the Empyrean [or the highest Heaven]. Hence, We have bestowed the same name to the new born. Name him therefore, as Mahmood." In obedience to the divine command, Hazrath Imam Syed Muhammad Mehdi al-Mau'oodAS named new born as "Syed Mahmood" and after the demise of the ImamAS ,his title became 'Sani-e-Mehdi'. Details of this will follow in due course.

A poet of the community has said in eulogy:

When the Earth concealed a sacred body,/

Sani-e-Mehdi came to be seen in place of Mehdi/

The Sani-e-Mehdi, whose father is Mehdi /

The 'fascinating of the father' and son of Bibi IlahditiRZ [the mother].

Hazrath Imam Syed Muhammad MehdiAS migrated from Jaunpur and camped at Danapur. At this place the Mother of the Truthful, Hazrath Bibi IlahditiAS received a divine inspiration [ilham], "Your husband is the promised Mehdi2, the Vice-Regent of Allah3 and the seal of Sainthood of Prophet MohammedSLM".4

The BibiRZ told the details of divine inspiration to the ImamAS. Hazrath Imam MehdiAS said, "it is true. I too get similar divine command. But the time of its manifestation is yet to come". The ImamAS also said, "When the ecstasy of the Truth had descanted on me and the first manifestation[Tajalli] of god occurred, the glad tidings [Bisharat] of what you are now saying". Immediately after this, the Bibi RZ performed the 'Tasdiq' [Affirmed and Confirmed] of the Mahdiath of the ImamAS.

Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ and Hazrath Bandagi Miyan Shah DilawarRZ attentively heard the conversation between the ImamAS and the BibiRZ. Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ went into a divine ecstasy immediately thereafter. And simultaneously, a divine command came to Hazrath Imam MehdiAS. The details of this narrative of the Tarikh-e-Sulaimani are as under. The divine command said, "O Syed Mohamed| Our banda {servant} has perished into Our Zath [essence,nature] and became unconscious. Go and bring him.[into the tent]".

Hazrath Imam MehdiAS brought Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ into the tent holding his arms. Then supporting the son, the ImamAS told BibiRZ, "See the bones, the flesh, the skin, and every hair of Brother Syed Mahmood have become La ilaha illalah."

The ImamAS took the hand of the BibiRZ in his own hand and placed it on his own chest and then he placed the hand on the chest of Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ and said "whatever have been placed in here[5] have also been placed there."[6] The ImamAS repeated this thrice. When Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ regained consciousness, the ImamAS performed the talqin of "Zikr-e-khafi".[7] Then,Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ performed the tasdiq [Affirming &Confirming] of Hazrath Imam MehdiAS being the Mehdi-al-Mau'oodAS.

It is narrated that when Hazrath Bandagi Miyan Shah DilawarRZ saw that both, Hazrath Bibi IllahditiRZ and Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ had performed the tasdiq of Hazrath Imam MehdiAS, he to followed suit the same day. But Hazrath Bandagi Miyan Shah DilawarRZ continued to remain in the divine ecstasy therafter.

It will be recalled that the first among the women to repose faith in Prophet MohammedSLM was Hazrath Bibi Khadija-tul-KubraRZ, the first among the aged men was Hazrath Abu Bakr SiddiqRZ and the first among the members of the family was Syedna Ali-al-MurtazaRZ. In the same manner, the first among the women to repose faith in Hazrath Imam MehdiAS was the mother of truthful Hazrath Bibi IllahditiRZ, the first among the members of the family was Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ and the first among companions of the ImamAS was Hazrath Bandagi Miyan Shah DilawarRZ.

When this incident occurred in the age of Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ was about 18 years. After this, he remained in the company of the ImamAS continuously throughout latter's migratory journey.

However, Hazrath Bandagi Miyan Shah DilawarRZ, who was in deep divine ecstasy, was not capable of continuing the journey. Hazrath Imam MehdiAS left him at the mosque of Duraj in Danapur. He also left one of his companions by name Dur Raj as the caretaker of Hazrath Bandagi Miyan Shah DilawarRZ at Danapur.

According to the narratives, Hazrath Bandagi Miyan Shah DilawarRZ remained in the divine ecstasy for about sixteen years. After that, he was conscious intermittently. In that semiconscious state, Hazrath Bandagi Miyan Shah DilawarRZ, felt the scent of the body of the ImamAS and following the scent, Hazrath Bandagi Miyan Shah DilawarRZ left Danapur and arrived at the August presence of the ImamAS at Ahmedabad.

During the stay of Hazrath Imam MehdiAS at the city of Nahrvala [Patan sharif in Gujarat], Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ asked the ImamAS, "Miranji! A person is a seeker of Allah from his childhood and

the other person gives up the world [performs the Tark-e-Duniya] after earning[by his efforts]. What is the difference between these two persons?"

The ImamAS said, there is great difference between them, like that between the Earth and the Sky!. The ImamAS further said," The person who earns a livelihood and gives up the wealth becomes entitled to more[divine] rewards than what he leaves when he gives up the world and becomes the seeker of Allah. And this is afzal [more excellent].

After listening to the ImamAS, Bandagi Miran Syed MahmoodRZ sought the permission of the ImamAS to earn.[by efforts].Granting the permission to earn, the ImamAS said, "you may go. Wherever you are, be in the remembrance of Allah."After this,Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ went to Chapanir.

In those days during the reign of Sultan Mahmood Be-Gadha, chapanir was the capital of Gujarat and the Sultan was the devotee of Hazrath Imam Syed Mohammed MehdiAS . Malik Usman Bariwal, who was one of the special murid [disciple]of the ImamAS , was one of the ministers of the Sultan. When he heard Hazrath Miran Syed MahmoodRZ had come to Chapanir with the intention of earning [a livelihood], he gave a befitting reception to the MiranRZ. He arranged a meeting between Hazrath MiranRZ and Sultan.

The author of the Tarikhe-Sulaimani writes-"He [Malik Usman] informed the Sultan of the arrival of Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ and personally took MiranRZ to meet Sultan. The Sultan allocated a sum of one hundred thousand Tinkas [local coins] for the expenses of the MiranRZ. The Sultan was greatly impressed by the handsome personality and the exalted character of the MiranRZ. According to another narrative, the Sultan gave the position of the [commander of] two hundred

mounted soldiers and the fief[jagir] of two divisions of Biramgaon and Sanchur.

It is Hazrath Bandagi Miran Syed Mahmood'SRZ great benevolence on the members of the Mahdavia community that he enquired from Hazrath Imam MehdiAS about the question of earning livelihood, -sought the permission to eke out a living and was himself an earner[kasib] for more than six years. Then he gave up the world and returned to the ImamAS.

The members of our community should learn a lesson from this incident that earning is permitted[Jaiz]. Keeping this in view, they should earn a living in accordance with the shariat and without transgressing its limits and the obligations[Faraiz] of vilayat[sainthood]. They should not remain in the love of the worldly wealth throughout their lives. They should not abandant the giving up of the world[Tark-e-Duniya] and repentance [tauba]. They should not be neglectful and heedless of Allah till they reach their deathbeds.

The virtues, excellences and merits of Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ are many but in view of the length of this tract, only a few of them are being mentioned here as a benediction and blessing. It has been reported in the narratives Thatta that when Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ was in Chapanir Hazrath Miyan Syed SalaamullahRZ, who is the real maternal uncle of the MiranRZ and who remained a companion of the ImamAS in the lifelong migratory journey of Hazrath Imam Syed Muhammed of Jaunpur Mahdi al MauoodAS from its beginning, wrote a letter to Hazrath Sanie-MehdiRZ at Thatta the capital of Sindh.

In that letter, he said, "you are sitting at Chapanir with tranquility and peace of mind| And the situation here is that 84 seekers of Allah have laid down their lives. Hazrath Imam MehdiAS have awarded them the glad tidings of the lofty positions of Hazrath EsaAS and Hazrath MoosaAS. The bounty[faizan] of saint hood [vilayat] is being distributed among the relatives and strangers. What is the good in your being away and deprived of this bounty."

When this letter was read out to Hazrath Imam MehdiAS he smiled and said, "What is all this you have written in this letter | Tear it. And write like this, Miran Syed MahmoodRZ is in Thatta and Syed MuhammedAS is in Chapanir.'Miyan SalaamullahRZ asked," How can the Sydan[Bandagi Miran Syed MahmoodRZ] become Miranji? The khundkarS is Mehdi-al MauoodAS [promised Mehdi].

According to the narrative, the ImamAS replied , "Syed Salaamullah| even though this banda [servant] is the Mehdi al MauoodAS the first[Awwal]Miran is Syed Mahmood .He is the lord of my house. You should not have written to him like that. Write to him ,'Do not take notice of the manifest distance. You are not away from us and we are not away from you. I am where you are. We are not separate from each other. Don't be disturbed on this count."

When Hazrath Imam Syed Muhammed Mehdi al MauoodAS got the news at Farah Mubarak that his son Bandagi Miran Syed MahmoodRZ is arriving and had come very near, the ImamAS was extremely happy and was strolling in the yard of the Dairah impatiently. His wife asked, "today Miranji is very happy| Does the Mehdi al MauoodAS is too so happy at the arrival of his son?" In reply the ImamAS said, Why not? The poot [son] is

coming after becoming a poot[son]." Explaining the ImamAS said, "they call as poot a son who is equal to his father."

Hazrath Imam Mehdi al MauoodAS has given the glad tidings that Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ has a stroll [sair] in the sacred zath[escense,nature] of Hazrath Prophet Muhammad MustafaSLM and to Hazrath Bandagi Miyan Shah KhundmirRZ,he gave the glad tidings of a sair in his (The ImamAS) life.

According to the narrative Hazrath Imam MehdiAS said during the bayan[discourse] of Quran one day," Allah Most High is commanding me thus. 'O Syed Muhammed! we have granted Our nearness to both the Syedain[syeds] who are present to your right and left. They are receiving our bounty [faiz] from our Dargahi [door] without a medium."

Hazrath Imam MehdiAS has explained this in the following manner. Hazrath Sanie-MehdiRZ asked the ImamAS on one occasion, "Miranji! The nobility(that is the quality of being noble) of the Mehdi al MauoodAS is such that the prophets and apostles have express their ardent desire to remain in the august company of the Mehdi al MauoodAS. And you see that bounty[faiz]of Allah reach us without a medium. Please don't deprive us of being the medium. [between us and Allah]."

In the reply the ImamAS said, "Don't grieve! Allah most Hhigh has granted this rank of 'no medium' [be-wastagi]only through the medium of this banda. And you have become bewasta through the wasta of this banda".This narrative too is well known that Hazrath Imam MehdiAS has said in favour of Hazrath Sani-e-MehdiRZ. "Wherever this banda places his foot, Bhai Syed MamoodRZ too places his foot their. His foot is in our foot step. There is no difference between Bhai Syed MahmoodRZ and us except that this

banda is called Mehdi al Mauood[AS] and he is not called [by that epithet]."

In another narrative it is state that there were two doors of the Hujra [room] of Hazrath Imam MehdiAS. On one occasion Hazrath Imam MehdiAS is narrated to have told his son, Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ," If this band comes and goes through this door, as you come and go through the other door as there cannot be two kings in one country [or state] and two swords in one sheath. And two zath cannot remain in one place."

Hazrath Imam Mehdi[AS] has given the glad tidings of being the 'Musalman from head to foot, to both the Syedain-o-Salihin that only these two zath are such that they would not deviate in following [Ittiba] of Hazrath Imam Mehdi[AS] even to the extent of the breadth of a hair [sar-e-mufarq].

Hazrath Shah BaharuddinRZ quotes Hazrath Imam MehdiAS in a narrative as saying," If Allah Most High were to ask this banda on the day of Resurrection. 'O Syed Muhammed | We made you the Mehdi-al-MauoodAS and the seal of the sainthood of Prophet MuhammedSLM. . What have you brought as a gift for Us.'

Then this banda was respectfully say in reply," O Allah the Exalted| You are the Omnipotent, the Mighty and the Avenger[Qahhar-O-Jabbar]. What gift would be worth submitting before you| but I have brought in your presence these two young men after making them Perfect Musalman."

Then again he said ,"The two are brother Syed Mahmood and brother Syed Khundmir."

Hazrath Imam MehdiAS has given superiority and singularity to the Syedain-o-Salihin over all his companions, as stated by Hazrath Shah

BurhanuddinRZ in a narrative. The narrative quotes Imam MehdiAS as saying," As Hazrath JibrailAS and Hazrath MikailAS have superiority over all the angels, the two Siddiqs, namely, Hazrath Syed MahmoodRZ and Hazrath Syed KhundmirRZ have superiority among the companions of the MehdiAS.

Further, the author of Tarikh-e-Sulaimani writes Hazrath Imam MehdiAS compared his companions with the coals in the furnace of a goldsmith in which some the coals are quarter lit, some are half lit or three fourths lit. Some of them are fully burning. Some of them are such that they have just about to be lit . Similarly some of the companions of Hazrath ImamAS have received the bounty[Faiz of vilayat] to the fullest extent. Some have received it to some extent and yet some others have received it to some other extent. Insha Allah, they all will receive the bounty to the fuller extent in the company of Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ. In short, bandey ke adhuray bhai Syed Mahmood ke purey[those that are imperfect during the period of Hazrath Imam Syed Mohammed Mehdi-al- MauoodAS will become perfect during the period of Hazrath Syed MahmoodRZ.]

The greatest superiority of Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ is that he became exactly like the ImamAS immediately after the latter's funeral. The narrative says : On the day of the demise of Hazrath Imam Syed Muhammed Mehdi al MauoodAS , Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ entered the grave of the ImamAS with a chadar[piece of cloth] tied around his waist and laid to rest the body of the ImamAS in the grave and closed it. Incidentally Hazrath Bandagi Miyan Syed KhundmirRZ chanced to the glance at the face of Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ. What he saw is that Hazrath Syed MahmoodRZ had become exactly like Hazrath

Imam Syed Muhammed Mehdi al MauoodAS. His face from the head, its complexion, his height , his gait, his beard and all his features had become exactly like those of the Hazrath ImamAS . The complexion of Hazrath ImamAS was wheatish[just like colour of wheat]while that of Hazrath Syed MahmoodRZ was whitish. Immediately the complexion of Hazrath Syed MahmoodRZ became wheatish. There remained no difference between the personalities of the father and son. Then Hazrath Bandagi Miyan Syed KhundmirRZ Siddequi-e-Villayat, announced in a loud voice to the congregation[funeral], "Our Mehdi is standing among us. He is present here . We have not buried our Mehdi. His reference was to Hazrath Syed MahmoodRZ. Every body turned his eyes to Hazrath Syed MahmoodRZ and they all shouted, this is Sani-e-Mehdi." They all came forward to receive the bounty [faiz] of the Sani-e-MehdiRZ. At the time, the age of Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ was 41. His ranks and virtues are. many and the pen is incapable of writing them all.

After the demise of Hazrath Imam Syed Muhammad Mehdi al Mau'oodAS, Hazrath Bandagi Miyan Syed KhundmirRZ left Farah Mubarak and came to Gujarat on the tenth day ceremony [Daswan] of the ImamAS at the latters instance. However , Hazrath Bandagi Miran Syed MahmoodRZ stayed back at Farah for almost a year. He continued the work of the propagation of the religion by his sermons and discourses and the distribution of the bounty of Hazrath Imam Syed Mehdi al MauoodAS among the people. When he too got a hint to migrate from Farah from the soul of the ImamAS, he migrated to Gujarat and set up his Daira at Bhelot.

The incidents of the golden period [of his khilafat] and his martyrdom cannot be written down without going into the details and there is no room for the details in this short account.

Finally, Hazrath Bandagi Miran Syed Mahmoodrz breathed his last from the poison in the wounds on his legs caused by the heavy chains and shackles during his forty-day incarceration in the forenoon on Monday, the 4th of Ramazan, 919 AH.

Lo| we are Allah's and lo| unto Him we are returning[9].

By-Hazrath Syed Ibrahim Bichpadi

English translation -Faqir Syed Ziaullahi Yadullahi

References:-

1) It means 'fascinating of the father' and son of Bibi Ilahditirz the mother.

2) Mahdi al-Mau'ood. 3) Khalifatullah.

4) Khatam-e-Vilayat-e Muhammadia

5) That is, in the chest of Hazrath Imam Mehdias.

6) That is, in the chest of Hazrath Syed Mahmoodrz.

7) That is, the Imamas initiated his son in performing the hidden remembrance of Allah.

8) Khundkar is a title to respectfully address a revered elderly person or a murshid [preceptor].

9) Quran, S.2:156 MMP.

******

Existence of magic in the hearts of people is for the creation of fear of Allah and belief. Therefore to those who keep their sight lower, address of entity sent on behalf of Allah is this alone. They regard it as their specific centre and favorite. Those true saints who have attained lofty ranks for them existence of magic and necromancy is useless thing. They do not exhibit such spell only because it is the source of pride, arrogance and haughtiness. From the faces of associates of prophet, supernatural quality, spiritual power and awesomeness is rarely observed. Some times due to restraint if such thing is manifested they changed their personal appearance and neither exhibit pride nor boast of their lofty ranks .Those who achieved or got bounties from their cherisher, they regard expressing super natural things improper. To attain perpetual pleasure of Allah, to inculcate good attributes and characters and being free from carnal doubts, open the clues of belief and excellence is the meaningful super nature. When the true bond man is destined for this excellence, his inclination towards the Lord increases. He tries anxiously to come under glorious proximity of Allah. Shadows of Scornful qualities envy and enmity are removed from his heart. Good qualities are so taken root in him as the engraving on the stone. At that time he sees in his deeds the punctuality of Allah's rights and protection of limits and jurisprudence. Those who create among themselves such attributes of vilaya, for them supernatural qualities are magic. Therefore supernatural quality is the bounty of Allah. Associates of Imamuna Mehdi[AS] were bestowed with these good attributes. Those pious and illustrious persons who open their eyes in the company of Imam and brought up include

Hazrath Meeran Syed Mahmood[RZ]. In the spiritual sublimity and illustrious support, word of Allah was so preached that he was given the title of Sani-e-Mehdi[RZ] among his associates in the last days of his life. He accomplished the dream of his father, which says that there is no difference between me and Syed Mahmood[RZ]. However this bondman is promised Mehdi[AS] and Syed Mahmood is not.

Aim of reporting events of history is not only to describe those events but to reveal those aspects, which were regarded human act as a background; I shall suffice only with indications. Biographers had laid down that Meeran Syed Mahmood Sani-e- Mehdi[RZ] born in 867AH at Jaunpur. However this narration is against another in which it is said that in the year 869 Hazrath Syed Mahmood[RZ] is born. Yet all are unanimous to the point that in the age of 18 years alone he received from the treasure of mystic knowledge so much spiritual power that his every hair became La ilaha illalla .I am here submitting not on the basis of having good faith but in the light of historical events that no part of life of Meeran Syed Mahmood[RZ] exists in which one does not smell the perfume of life of Hazrath Imam Mehdi[AS] . Each and every event of his holy life, either be of childhood or youth, secret or apparent , either be of knowledge or practice could not be negligent in any season with the rays of sun of vilaya . In every condition either be staying or in journey, he not only tried to understand views and thoughts but being the embodiment of love and humanity proved to the world the stages shape, order and nature of hidden aspects.

The concept of Quran given to Muslims by Imamuna was mechanical and entity of Hazrath Meeran Syed Mahmood[RZ] was the practical model for it. There is no place from Jaunpur To holly Makkah, where the rays of sun of Vilaya are not found with that of intrinsic Vilaya. The world saw sometimes

the father and sometimes the son. It is not known what they had observed. Historians are silent and Chronologies mute. But biography can not be silent .It has created a new way of manifestation. Books of biography are testimony to the fact that Hazrath Syed Mahmood[RZ] has always been sharing in trials and tributes of life with his father Hazrath Imam Mahdi[AS] .Basis of civilization and culture was on carnal desire and materialism . Life of Hazrath Meeran Syed Mahmood[RZ] gave it the Godly concept of Quran . Every kind of Economical injustice and inequality of society created among Muslims was removed. Byzantine system which had erected the magic of monastery, by splashing Islam of mysticism ,itself scattered, concept of renouncing the life of this world manifested with all its splendor , through which humanity is accomplished for magnificence of thought, soundness of health, ingenuity of mind and wisdom. One should recall the message of Hazrath Imam Mahdi[AS] which he gave while traveling through Patan, that what is the difference between renouncing the world of a person who is earning and one who is not earning, this message cast a deep impact on the life of Hazrath Meeran Syed Mamood[RZ] .After getting this message Hazrath Meeran Syed Mahmood[RZ] tried to understand the debilities of society by living in the society. Court of the king was the standard of this age the nature of style, adopted at court used to be implemented in the society understanding the style at court was enough to estimate the moral spiritual and cultural debilities, which give rise to every kind of evil. Hazrath Meeran Syed Mahmood[RZ] tolerated all these and opened the ways for the generations to come. It was to show the path that a believer has to pass through every stage of life with respect to intellect and perception it is not my duty to describe the details man and its faculty .Otherwise I would have pointed out by discussing ego non ego and personality that how the life which is sublime

shall gather many lives and terminologies with in its self. It is the decisions of Allah that Hazrath Meeran Syed Mahmood[RZ] did not forget Allah at any stage nor he had been negligent form his mission. When he understood the nature of society from the company of court he detached himself from that court, he detached himself for that company.

There was none among old, young children, women upon whom his life of sacrifice did not leave an impact. When he left Gujarat with the aim of going to Farah, every particle of that place was announcing that there was nothing which Hazrath Meeran Syed Mahmood[RZ] had not sacrificed. He had taught about submitting himself to Allah. Allah the Exalted had inspired in him the patience of martyr of karbala and stead fastness of Abid-e-beemar. He had been confronting vicissitudes of life.

There is no point in the life of Hazrath Meeran Syed Mahmood[RZ] kept folded. In every fold minute details of shape and style is present. There fore every biographer can take up the task of narrating events independently with purity and refinement. Once he commanded his wife to go to her father as he is going to Hazrath Mehdi[AS], but Bibi[RZ] expressed her wish to accompany him and did not like to live with parents abandoning him.

I shall not go in to the details and part of this holy caravan nor describe the funds given by sisters of sultan Mahmood baigda, Raje Soon and Raie Muradi to be paid to Hazrath Mehdi[AS]. I do not even like to describe the difficulties of the journey. I would like to explain only the spirit, feelings of which are unbounded even before the arrival of Hazrath Meeran Syed Mahmood[RZ] to Farah. Hazrath Imamuna Mehdi[AS] had known that the son is returning as complete man among those who are returning. There are some people by company of whom a large group shall be guided when his group of illustrious faces reached nearer to Daira.Hazrath Imam[AS]

moved forward to welcome them .He hugged his son while meeting each other there were tears of happiness in the eyes of father and the son apart from that there was such a scene of favor and beneficence, which can not be described in words.

Hazrath Meeran Syed Mahmood[RZ] reached holy Farah therefore whatever happened this world had already known. There was a new change in the sermon of Imam. Facts of Quran were put forth by Hazrath Imam[AS] in such a manner that those who used to attend the sermon were forced to question as to why this change has come over. Each and every word of Hazrath Imam[AS] used to move the people due to which their wisdom, belief and perception of Hazrath Imam[AS] put forth were the extract of Quranic teachings. It was the summary of facts and secrets. A revolutionary spirits is blown into every soul.

After the return of Hazrath Meeran Syed Mahmood[RZ] to Farah life of Hazrath Imam Mehdi[AS] had been only of six months. In this period of six months Hazrath Meeran Syed Mahmood[RZ] was to get that much in the company of his father, which no history shall forget. There is no aspect of life of Hazrath Meeran Syed Mahmood[RZ] which doesn't agitate our senses which illuminates our perception intellect and belief. Hazrath Sani-e-Mehdi[RZ] enlivens the message of Hazrath Imamuna[AS] for the betterment of humanity and true following of Prophet. He broke up the idols of race and colures. He averted mental apprehensions and erased out evils which evoke wishes in the minds.

While discussing about the research it is the exemplary event that the major achievement of Hazrath Sani-e- Mehdi[RZ] was of arrangement and management of Dairas. During this major task he utilized the experience he got while earning.

There are no values which Hazrath Sani-e- Mehdi[RZ] did not explain in practical manner. His saying that he never thought that he is the son of promised Mehdi[AS] throws out all the racial differences which harm Islam and quranic Concept. This was the magnificent attribute which did not lead to disintegrate the system of daira. For this purpose he worked hard. There is no power in the pen to lay down all these details. At every congregation addressing the gathering he used to say that remove from the mind that the son of promised Mehdi[AS] is standing before you. If you find anything in my self against the book of Allah, with hold me and holding my hand drive me out of daira. It was such a lesson of reforming the soul by which every minute part of society is affected. Biographers have laid down that such rapture used to over come him for many hours and every one used to be impressed by this.

History bear witness to the fact that Hazrath Sani-e- Mehdi[RZ] tolerated the hardship of imprisonment but did not allowed the system to be disintegrated, which Hazrath Mehdi[AS] had established. This has been admitted by those illuminated and refulgent stars, by whom the atmosphere of Mahdiat is lighted .One who thinks over the circumstances of that time and life of Hazrath Sani-e- Mehdi[RZ],he would arrive at the conclusion that Hazrath Sani-e- Mehdi[RZ] erased out the unholy concept of other than Allah from the Muslim. He dispelled the curse of hoarding. He did not permit to construct high buildings in dairas. It is laid down that at one of the place people had constructed high buildings. Beholding this he displeased. Tears rolled down his eyes. Addressing residents of daira he said that now it has not been the place of dwelling. Establish daira at some other place this is the rank which is perceptible but cannot be described in words. By his illustrious teachings hearts of Muslims are purified to the extent that the

closed doors of knowledge and practice are opened. Love of wealth from the hearts had been removed . Every one got the treasure of mystic knowledge.

In the teachings of Hazrath Sani-e- Mehdi[RZ] the world felt that some one has made arrangements of dawn in every night and night in every dawn . This difference of civilization and order is not a common difference because every one had developed with in himself the spirit by which nation enliven even after the destruction. If one adopts research work he would be able to find with little attention that the son of promised Mehdi[AS] gave the practical proof of his message. He established dairas at various places. Nature of activities at dairas may be known by history. It is said that Hazrath Syed Mahmood[RZ] had never been idle. He ceased to act at the time of death. Even then he gave the message of life. Biographers are unanimous to the point that no one was having the power to listen to the true message of Sani-e-Mahdi[RZ] .He had been tolerating the atrocities in the prison of Baigdha, hither to his legs were injured . Injury was very painful when some one asked about the pain, he said that if I describe about the pain I would be the complain to Allah and if I deny it would be falsehood. He spent seven months in this grief and pain. Due to this injury of heavy fetters he died on 4th ramzan 919 AH . Some of the historical events report the year of death 920 AH. Bhiloat had the honors of last abode of Hazrath Syed Mahmood[RZ]. In Bhiloat and surroundings, his shrine is the visiting place of people and known as mausoleum of **"Bihari peer".**

By; Kavish Hyderabadi

Translated by Abu Tauseef Syed Nusrath

بسم الله الرحمن الرحيم

Essays on Sirath-e-Siddiq-e-Akbar

Afzal-ul-Khulfa, Syed-us-Sahaba, Mehfooz Aanil-Khata, Taba-e-tam Mahdi Mauood[AS], Haakim-ul-Murshadeen, Mohib-ul-Mabood, Janasheen-e-Mahdi Mauood[AS], Matboana va Murshiduna, Bandagi Miran Hazrath Syed Mahmood **Sani-e-Mahdi** Salamullahi Alahi

Compiled by
Syed Atan Shehab Mahdavi